خلافت راشدہ

یا اللہ مدد

حق چار یارؓ

تاریخ اسلام

دنیا میں اسلام کیسے پھیلا؟ (حصہ دوازدھم)

سیرت

امیر المومنین سیدنا

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

مع

حضرت سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ

اور

حدیث خم غدیر کی حقیقت

افادات

وکیل صحابہؓ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ

مرتب

مولانا حافظ عبد الوحید الحنفی

مرحبا اکیڈمی

یا اللہ مدد

اصلی کلمہ اسلام لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ

حق چار یارؓ

سیرت خلفاءِ راشدینؓ

تاریخ اِسلام

دُنیا میں اسلام کیسے پھیلا؟

(حصہ دوازدہم)

سیرت حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

مع سیرت حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما

مرتبہ

حافظ عبدالوحید الحنفی

چکوال

سلسلہ اشاعت نمبر 40

شائع کردہ: کشمیر بک ڈپو سبزی منڈی، تلہ گنگ روڈ، چکوال

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

☆☆☆☆

نام کتاب:	تاریخ اسلام (حصہ دوازدہم) سیرت حضرت علیؓ المرتضیٰ
سلسلہ اشاعت:	40 بار اوّل
مؤلف:	حافظ عبدالوحید الحنفی آوڈھروال (چکوال) 0313-5128490
صفحات:	176
قیمت:	110 روپے
ٹائٹل:	ظفر محمود ملک 0334-8706701
کمپوزنگ:	**النور** مینجمنٹ پنوال روڈ چکوال
طباعت:	7 ذی قعدہ 1433ھ 24 ستمبر 2012ء بروز پیر
ناشر:	کشمیر بک ڈپو تلہ گنگ روڈ چکوال 0543-551148

ویب سائیٹ: www.khudamahlesunat.com

ملنے کے پتے:

اعوان بک ڈپو	بھون روڈ چکوال 0543-553546
مکتبہ رشیدیہ	بلدیہ مارکیٹ چھپڑ بازار چکوال 0543-553200
کتب خانہ مجیدیہ	بیرون بوہڑ گیٹ ملتان
مکتبہ عثمانیہ	بالمقابل دار لعلوم کراچی نمبر 14
اسلامی کتب خانہ	بنوری ٹاؤن کراچی نمبر 5
مکتبہ اسلامیہ انوار القرآن	نزد دارالعلوم حنفیہ چکوال 0333-5779556
مکتبہ حنفیہ	اردو بازار لاہور 0343-4955890

☆☆☆☆

فہرست عنوانات

سیرتِ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ.....7
ہاشم بن عبد مناف بن قصی کی اولاد......7
ازواج و اولاد........................7
بچوں میں سب سے پہلے حضرت علی المرتضیٰؓ نے اسلام قبول کیا.................10
سب سے پہلے اسلام لانے والے........11
ہجرت علیؓ المرتضیٰ.................12
مہاجرین و انصار کا بھائی بھائی بننا........12
حضور ﷺ کا بھائی بنانا.............13
غزوۂ بدر میں آپ علمبردار تھے........13
علیؓ بن ابی طالب سے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد:.............................13
حضرت علیؓ بن ابی طالب کا حلیہ........15
ڈاڑھی مبارک.......................16
ڈاڑھی میں سفیدی آ گئی...............16
ڈاڑھی میں کبھی کبھی خضاب بھی لگایا...16
جسم مبارک........................17
قد و قامت.........................17
حضرت علی رضی اللہ عنہ کا لباس.............17
پیوند لگی تہ بند......................18
نصف پنڈلی تک تہبند..................18
تہبند نصف ساق تک رکھتے..............19
حضرت علیؓ کا عمامہ...................19
عمامہ و تہ بند........................20
حضرت علیؓ کی ٹوپی...................20
حضرت علیؓ کی مُہر.....................21
زرد تہبند اور سیاہ کمبل.................21
حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے فضائل..................................21
مومن علیؓ سے محبت کرتا ہے.........22
حضرت علی المرتضیٰؓ کی شان...........22
خیبر میں حضرت علیؓ کے ہاتھ میں فتح کا پرچم..................................23
حضرت علیؓ مومن کے دوست ہیں.....24
حضرت علیؓ کس کے دوست ہیں........25
جس کے دوست حضور ﷺ ہیں اس کے علیؓ دوست.........................25
حضرت علی المرتضیٰؓ کی فضیلت.........25
مقام علی المرتضیٰؓ.....................25
شانِ حضرت علی المرتضیٰؓ...............26
حضرت علیؓ کو برا کہنے کی ممانعت......26
چاروں خلفاء کی محبت فرض ہے........27
حضور ﷺ کی دُعا!...................28
منافق علیؓ سے محبت نہیں رکھتا.........29
مومن علیؓ سے بغض نہیں رکھتا.........29
شانِ علی المرتضیٰؓ......................29
حضرت علیؓ کو برا کہنا منع ہے.........29
حضرت علیؓ کی مشابہت.................30
حضرت علیؓ ہر مومن کے محبوب ہیں..30
حضور ﷺ کا دوست علیؓ کا دوست.....31

خادم اہلسنت
عبدالوحید حنفی
حفظہ

چاروں خلفاء کی شان.................32
مناقب خلفاء الاربعۃ..................32
چاروں خلفاء کی تعریف................33
حضرت علیؓ المرتضیٰ کے لئے حضور ﷺ کی دعا..................33
حضرت علی المرتضیٰؓ کا ارشاد..........34
خلیفہ مقرر کرنا.......................35
حضور ﷺ نے خلیفہ کیوں مقرر نہ کیا؟..................35
سرورِ کائنات ﷺ کا اِرشاد..............36
چاروں خلفاء کا انتخاب..................37
میرے بعد کوئی نبی نہیں...............37
من فضائل علی رضی اللہ عنہ..............38
حضرت علیؓ کا دوست، حضور ﷺ کا دوست ہے..................38
شان علی المرتضیٰؓ ... حضور ﷺ کے دوست کے دوست..................38
حضرت علیؓ سے محبت، حضور ﷺ سے محبت ہے..................39
شانِ علی المرتضیٰؓ ... جنت علیؓ کی مشتاق ہے..................39
جس کے حضور ﷺ دوست ہیں، علیؓ بھی اس کے دوست..................39
سنت خلفائے راشدین کی پیروی کی وصیت..................40
چار خلفاء کی بشارت..................42
شان حضرت علیؓ ... وہ ہر مومن کے دوست ہیں..................42
علیؓ کی محبت سے حضور ﷺ کی محبت..43
میرے بعد کوئی نبی نہیں..............44
علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں.44
عشرہ مبشرہ کو مع حضرت علیؓ جنت کی بشارت..................45
خلفاءِ ثلاثہ حضرت علیؓ المرتضیٰ کی نظر میں..................46
خلفاءِ اربعہ کی خلافت کی خبر ارشادِ نبوی ﷺ..................47
خلفاءِ ثلاثہ علیؓ المرتضیٰ کا ارشاد.........48
اُمت میں سب سے افضل خلفاءِ ثلاثہ ہیں..................49
اُمت میں سب سے بہتر خلفاءِ اربعہ ہیں.50
قیامت میں خلفاءِ اربعہ کی شان اور مقام 51
خلفاءِ ثلاثہ کی خلافت کی پیشگوئی.........54
اُمت میں سب سے افضل خلفاءِ اربعہ ہیں..................54
خلفاءِ اربعہ جنت میں..................55
حضور ﷺ کے بعد خلافت کی بشارت.55
خلفاءِ اربعہ کو جنت کی بشارت..........57
پانچ سو صحابہؓ کی شہادت خلفاءِ اربعہ کی فضیلت..................57
خلفاءِ ثلاثہ کی نیابت..................58
خلفاءِ اربعہ کی محبت جنت کی بشارت....59
اُمت میں سب سے افضل خلفاءِ اربعہ...59
خلفاءِ اربعہ کی محبت مومن کے دل میں جمع

ہو گی..............................60
حدیث نبوی ﷺ میں چار یارؓ کی شان .61
خلفاءِ اربعہ کی فضیلت 61
ابو بکرؓ و عمرؓ خلفاءِ راشدین میں سے تھے..62
خلفاء ثلاثہؓ کی فضیلت حضرت علیؓ کی نظر میں 63
حضرت علی المرتضیٰؓ کا خطبہ............63
غزوہ اُحد اور حضرت علی المرتضیٰؓ و ابو بکرؓ و عمرؓ..............................70
غزوہ حنین میں حضرت علیؓ و ابو بکرؓ و عمرؓ کی ثابت قدمی..............................71
حضرت علیؓ کا حضرت ابو بکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کرنا..............................72
سقیفہ بنی ساعدہ کا واقعہ..................73
مشاورت میں صحابہ کے ارشادات......74
تمام مہاجرینؓ و انصارؓ اور حضرت علیؓ المرتضیٰ نے حضرت ابو بکرؓ صدیق کی بیعت کی..79
حضرت ابو بکرؓ صدیق کی امامت میں حضرت علیؓ المرتضیٰ کی نماز..............................80
حضرت خالدؓ بن ولید سیف اللہ ہیں.....81
خلافت النبوۃ..............................86
خلفائے راشدینؓ..............................87
حبشی غلام بھی خلیفہ بن جائے تو اطاعت کرو..............................87
خلفائے راشدینؓ کا زمانہ خلافت..........88
اسلامی دورِ حکومت..............................90
خلافت الٰہی..............................90
صحابہ کرامؓ کی حکومت کا دورِ ثانی.......91
مسلمانوں کی حکومت کا دورِ ثالث.......91
مسلمانوں کی حکومت کا دور رابع.........91
حکومت کی تعریف..............................92
حکومت اعلیٰ..............................93
حکومت الٰہی..............................93
حضور ﷺ کا ارشاد..............................94
الحاکم بامر اللہ..............................94
چار یارؓ خلفائے راشدینؓ.................95
آیت تمکین۔ خلافت نبوت.............95
۲۔ آیت استخلاف۔ مہاجرین صحابہؓ سے وعدہ خلافت 97
آیت استخلاف میں لفظ منکم سے مراد..99
عثمانؓ بن عفان کی شہادت اور علیؓ بن ابی طالب کی بیعت..............................101
حضرت قعقاعؓ کی حضرت علیؓ المرتضیٰ سے ملاقات: 103
حضرت علیؓ کو قتل کرنے کی سازش: . 105
بصرہ میں جنگ جمل..............................107
جنگ صفین..............................110
(۲) جنگ بندی ربیع الاول ۳۸ھ اور تحکیم کا فیصلہ رمضان ۳۸ھ 115
حضرت علیؓ المرتضیٰ اور حضرت معاویہؓ میں محبت تھی..............................132
حضرت امیر معاویہؓ کی اجتہادی خطا اور بخشش 133
اسلامی حکومت کی دو حصوں میں تقسیم

خادم اہلسنّت
حافظ
عبدالوحید الحنفی

فریقین کا باہمی معاہدہ 135
جنگ نہروان خوارج کی ابتداء 136
خارجیوں سے قتال کے متعلق پیش گوئی 138
حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا آخری کلام 145
حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا آخری کلام لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہ 146
حضرت امام حسنؓ کی ایک غلط عقیدہ کی تردید 147
حضرت علیؓ المرتضٰی کا دورِ خلافت سُنّی موقف 148
کتاب اللہ میں جماعتِ صحابہؓ کی آپس میں دوستی کا بیان 150
حضرت شاہ ولی اللہؒ کا فارسی ترجمہ 151
حضرت شاہ رفیع الدینؒ کا اردو ترجمہ .. 152
سید فرمان علی شیعہ مترجم کا ترجمہ 152
کتاب اللہ میں مہاجرین و انصار کے خالص مومن ہونے کا بیان 152
ترجمہ سید فرمان علی شیعہ مترجم 154
قرآن و سنت کے موافق روایت کو قبول کرو (امام محمد باقرؒ کا ارشاد) 155
امام جعفرؒ صادق کا ارشاد 156
مہاجرین اور انصار اور ان کی اتباع کرنے سے اللہ راضی ہے 156
سید فرمان علی شیعہ مترجم کا ترجمہ 158
خلافتِ حسن بن علی رضی اللہ عنہما.......160
حضرت حسنؓ کی خلافت 160
حضرت امام حسنؓ کی فضلیت.......... 161
حضرت حسنؓ و حسینؓ کی شان........ 162
حضرت حسنؓ و حسینؓ کی شان........ 162
حضرت حسنؓ و حضرت حسینؓ کی شان163
فضائل امام حسنؓ و حسینؓ............ 164
حضرت حسنؓ و حسینؓ اور حضرت فاطمہؓ کی شان............................ 164
حضرت امام حسنؓ کی فضیلت 165
حضرت حسنؓ و حسینؓ اور حضرت فاطمہؓ کی شان............................ 165
اہل السنت کی تعریف حضرت علیؓ کی زبان مبارک سے 166
امام حسنؓ و حسینؓ اہل السنت کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں 167
حضرت حسنؓ و معاویہؓ کی صلح کی خبر . 168
کوفہ میں حضرت امیر معاویہؓ کا داخلہ . 172
قریش کے پانچ مدبرین 172
قیس بن سعد کی حضرت امیر معاویہؓ سے مصالحت............................ 173
حضرت امام حسنؓ کی کوفہ سے مدینہ روانگی 175
مدینہ میں حضرت حسنؓ کا قیام........ 176

☆☆☆☆

سیرتِ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدَانَا اِلٰی طَرِیْقِ اَهْلِ السُّنَّةِ وَ الْجَمَاعَةِ بِفَضْلِهِ الْعَظِیْم
وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ کَانَ عَلٰی خُلُقٍ عَظِیْم
وَ عَلٰی اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ وَ خُلَفَاءِهِ الرَّاشِدِیْنَ الدَّاعِیْنَ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْم

ہاشم بن عبد مناف بن قصی کی اولاد

خادم اہلسنت عبد الواحد الحنفی

حضرت علیؓ کا نسب: (۱) علیؓ بن (۲) ابو طالب، ابو طالب کا نام عبد مناف بن (۳) عبد المطلب، عبد المطلب کا نام شیبہ بن (۴) ہاشم، ہاشم کا نام عمرو بن (۵) عبد مناف، عبد مناف کا نام مغیرہ بن (۶) قصی اور اُن کا نام زید تھا۔ حضرت علیؓ کی کنیت ابو الحسن تھی۔ ان کی والدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی تھیں۔

ازواج و اولاد

(۱) زوجہ حضرت فاطمہؓ اولاد میں بیٹے حسنؓ اور حسینؓ تھے۔ بیٹیاں زینبؓ کبریٰ اور ام کلثومؓ کبریٰ تھیں۔ ان سب کی والدہ فاطمہؓ بنت رسول اللہ ﷺ تھیں۔

(۲)زوجہ خولہ ایک بیٹے محمد اکبر بن علیؓ تھے جو ابن الحنفیہ تھے۔ ان کی والدہ خولہ بنت جعفر بن قیس بن مسلمہ بن ثعلبہ بن یربوع بن ثعلبہ بن الدول بن حنیفہ بن لجیم بن صعب بن علی بن بکر بن وائل تھیں۔

(۳)زوجہ لیلہ ایک بیٹے عبداللہ بن علیؓ تھے، جن کو مختار بن ابی عبید نے المذار میں قتل کر دیا۔ ایک بیٹے ابو بکر بن علیؓ تھے جو حسینؓ کے ساتھ شہید کر دیئے گئے۔ ان دونوں کی کوئی اولاد نہ تھی۔ ان دونوں کی والدہ لیلیٰ بنت مسعود بن خالد بن ثابت بن ربعی بن سلمیٰ بن جندل ابن نہشل بن وارم بن مالک بن حنظلہ بن مالک بن زید مناۃ ابن تمیم تھیں۔

(۴)زوجہ اُمّ البنین چار بیٹے عباسؓ اکبر بن علیؓ، عثمانؓ، جعفر اکبر اور عبداللہ تھے، جو حسینؓ بن علیؓ کے ساتھ قتل کر دیئے گئے۔ ان کا بھی کوئی پس ماندہ نہ رہا۔ ان چاروں کی والدہ ام البنین بنت حزام بن خالد بن جعفر ابن ربیعہ بن الوحید بن عامر بن کعب بن کلاب تھیں۔

عبدالوحید

(۵)زوجہ اُمّ ولد ایک بیٹے محمد اصغر بن علیؓ تھے، جو حسینؓ کے ساتھ شہید کر دیئے گئے۔ ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

(۶)زوجہ اسماء دو بیٹے یحیٰؑ وعون فرزندان علیؓ تھے۔ اور ان دونوں کی والدہ اسما بنت عمیس الخثعمیہ تھیں۔

(۷)زوجہ صہبا عمر اکبر بن علیؓ، رقیہ بنت علیؓ، ان دونوں کی والدہ صہبا تھیں۔ جو ام حبیب بنت ربیعہ بن بجیر بن العبد بن علقمہ بن الحارث

بن عتبہ ابن سعد بن زہیر بن جشم بن بکر بن حبیب بن عمرو بن غنم بن تغلب ابن وائل تھیں۔ وہ قیدی تھیں، جو خالد بن الولید کو اس وقت ملیں، جب انہوں نے عین التمر کے نواح میں بنی تغلب پر حملہ کیا تھا۔

(۸) زوجہ امامہ ایک بیٹے محمد اوسط بن علیؓ تھے۔ ان کی والدہ امامہ بنت ابی العاص ابن الربیع بن عبد العزیٰ بن عبد شمس بن عبد مناف تھیں۔ امامہ کی والدہ زینب بنت رسول اللہ ﷺ تھیں۔ اور زینب کی والدہ خدیجہؓ بنت خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی تھیں۔

(۹) زوجہ اُمّ سعید دو بیٹیاں ام الحسن بنت علیؓ اور روائلہ کبریٰ تھیں۔ اور ان دونوں کی والدہ ام سعید بنت عروہ بن مسعود بن معتب بن مالک الثقفی تھیں۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

(۱۰) زوجہ محیاہ بنت امریٰ علیؓ کی ایک بیٹی کا نام نہیں بتایا گیا، وہ ایسی لڑکی تھیں جو ظاہر نہیں ہوئیں۔ ان کی والدہ محیاہ بنت امریٰ القیس بن عدی بن اوس ابن جابر بن کعب بن علیم تھیں، جو قبیلہ کلب سے تھیں۔ بچپن میں وہ مسجد جایا کرتی تھیں۔ تو اُن سے پوچھا جاتا تھا کہ تمہارے ماموں کون ہیں؟ وہ کہتی تھیں: ”وَہ وَہ“۔ اس سے ان کی مراد کلب تھی (جو ایک قبیلے کا نام ہے)۔

علیؓ بن ابی طالب کی تمام صلبی اولاد میں چودہ بیٹے اور نو بیٹیاں تھیں۔ ان کے پانچ بیٹوں سے نسل چلی: حسنؓ و حسینؓ (فرزندان فاطمہؓ)، محمد

بن الحنفیہ، عباس بن الکلابیہ اور عمر ابن التغلبیہ سے۔

(۱۱) دوسری اولاد دوسری بیٹیاں ام ہانی بنت علیؓ، میمونہ، زینب صغریٰ، رملہ صغریٰ، ام کلثوم صغریٰ، فاطمہ، امامہ، خدیجہ، ام الکرام، ام سلمہ، ام جعفر، جمانہ اور نفیسہ تھیں۔ وہ سب متفرق امہات اولاد سے تھیں۔

محمد بن سعد (مؤلف کتاب طبقات ابن سعد) نے کہا کہ ان کے علاوہ ہمیں علیؓ کے اور بیٹے صحت کے ساتھ نہیں معلوم ہوئے۔ (طبقات ابن سعد ج ۴)

بچوں میں سب سے پہلے حضرت علی المرتضیٰؓ نے اسلام قبول کیا

(۱) محمد بن عبد الرحمن بن زرارہ سے مروی ہے کہ علیؓ اس حالت میں اسلام لائے کہ وہ نو سال کے تھے۔ (طبقات ابن سعد ج ۴)

(۲) حسن بن زید بن حسنؓ بن علی بن ابی طالب سے مروی ہے کہ علی بن ابی طالب کو نبی ﷺ نے جب اسلام کی دعوت دی تو وہ نو سال کے تھے۔

(۳) حسنؓ بن زید نے کہا: لوگ بیان کرتے ہیں کہ نو سال سے بھی کم کے تھے۔ انہوں نے اپنے بچپن میں کبھی بتوں کی پرستش نہیں کی۔

(۴) ابن عباس سے مروی ہے کہ لوگوں میں خدیجہؓ کے بعد جو سب سے پہلے اسلام لائے، وہ علیؓ ہیں۔

(۵) محمد بن عمرو نے کہا: ہمارے اصحاب متفق ہیں کہ سب سے پہلا اہل قبلہ جس نے رسول اللہ ﷺ کی دعوت کو قبول کیا، وہ خدیجہؓ بنت خویلد ہیں۔ ہمارے نزدیک تین آدمیوں کے بارے میں اختلاف کیا گیا ہے کہ ان میں سے کون پہلے اسلام لایا: ابو بکرؓ و علیؓ و زیدؓ بن حارثہ۔

(طبقات ابن سعد)

سب سے پہلے اسلام لانے والے

علامہ ابن کثیر دمشقی (المولود ۷۰۰ھ المتوفی ۷۷۴ھ) اپنی مشہور کتاب تاریخ ابن کثیر البدایہ والنہایہ جلد سوم میں لکھتے ہیں:

وَقَدْ اَجَابَ اَبُوْ حَنِيْفَه رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِالْجَمْعِ بَيْنَ هٰذِهِ الْاَقْوَال بِاَنَّ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ مِنَ الرِّجَالِ الْاَحْرَار اَبُوبَكْرٍ وَ مِنَ النِّسَاء خَدِيْجَة وَ مِنَ الْمَوَالِي زَيْدُ بْنُ حَارِثَة وَ مِنَ الْغُلْمَانِ عَلِيّ بْنُ اَبِيْ طَالِبْ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ اَجْمَعِيْن

حافظ عبدالوحید حنفی

ترجمہ: امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ان جمیع اقوال میں صرف یہ قول قابل قبول ہے اور انہوں نے صرف اسی کو تسلیم کیا ہے کہ آزاد مردوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والے حضرت ابو بکرؓ صدیق، عورتوں میں حضرت خدیجہؓ، غلاموں میں زیدؓ بن حارثہ اور لڑکوں میں حضرت علیؓ تھے۔ (تاریخ ابن کثیر البدایہ والنہایہ ج۳ ص ۶۲)

ہجرت علیؓ المرتضیٰ

(۶) علیؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ ہجرت فرما کر مدینے روانہ ہوئے تو آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں آپ کے بعد مکے میں مقیم رہوں تا کہ لوگوں کو ان امانتوں کو ادا کروں جو آپ کے پاس تھیں۔ اسی لیے آپ ﷺ امین کہلاتے تھے۔ میں تین دن رہا، تینوں دن ظاہر رہا اور ایک دن بھی نہ چھپا۔ پھر میں نکلا اور رسول اللہ ﷺ کے راستے کی پیروی کرنے لگا۔ یہاں تک کہ میں اس وقت بنی عمرو بن عوف میں آیا کہ رسول اللہ ﷺ مقیم تھے۔ میں کلثوم بن الہدم کے پاس اترا اور وہیں رسول اللہ ﷺ کی منزل تھی۔

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

(۷) محمد بن عمارہ بن خزیمہ بن ثابت سے مروی ہے کہ علیؓ نصف ربیع الاول کو اس حالت میں پہنچے کہ رسول اللہ ﷺ قبا ہی میں تھے۔ اس وقت تک آپ گئے نہ تھے۔ (طبقات ابن سعد ج۴)

مہاجرین و انصار کا بھائی بھائی بننا

(۸) عبداللہ بن محمد بن عمر بن علیؓ نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینے آئے تو آپ نے مہاجرین میں بعض کا بعض سے اور انصار و مہاجرین میں عقد مواخاۃ کر دیا (یعنی ایک کو دوسرے کا بھائی بنا دیا)۔ مواخاۃ جو کچھ تھی وہ بدر سے پہلے ہی تھی۔ آپ

نے ان کے درمیان حق و غم خواری و ہمدردی پر عقد مواخاۃ کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اور علیؓ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

حضور ﷺ کا بھائی بنانا

(۹) عبداللہ بن محمد بن عمر بن علیؓ نے اپنے والد سے روایت کی کہ نبی ﷺ نے جس وقت اپنے اصحابؓ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا تو آپ نے علیؓ کے شانے پر اپنا ہاتھ رکھ کے فرمایا: تم میرے بھائی ہو، تم میرے وارث ہو، میں تمہارا وارث ہوں۔ جب آیت میراث نازل ہوئی تو اس نے اس مواخاۃ کی وراثت کو قطع کر دیا۔

(۱۰) عاصم بن عمرو بن قتادہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے علیؓ بن ابی طالب اور سہل بن حنیف کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

غزوۂ بدر میں آپ علمبردار تھے

(۱۱) موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ یوم بدر میں علیؓ بن ابی طالب سفید لوا بطور نشان جنگ لگائے ہوئے تھے۔

(۱۲) قتادہ سے مروی ہے کہ علیؓ بن ابی طالب یوم بدر میں اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے علمبردار تھے۔ (طبقات ابن سعد ج ۴)

علیؓ بن ابی طالب سے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد:

”تم اُس پر راضی نہیں کہ تم مجھ سے اسی مرتبے میں ہو جو ہارون کا

موسیٰ سے تھا، البتہ میرے بعد کوئی کسی قسم کا نبی نہیں“۔

(۱) محمد بن عمر نے کہا کہ یوم احد میں علیؓ ان لوگوں میں سے تھے، جو نبی ﷺ کے ہمراہ ثابت قدم رہے۔ انہوں نے آپ ﷺ سے موت پر بیعت کی۔ انہیں رسول اللہ ﷺ نے سو آدمیوں کے ہمراہ سریہ بنا کے بنی سعد کی جانب فدک میں بھیجا۔ فتح مکہ کے دن ان کے ہمراہ مہاجرین کے تین جھنڈوں میں سے ایک جھنڈا تھا۔ آپ ﷺ نے انہیں الفلس (بت) کی طرف بنی طے میں سریہ بنا کے بھیجا۔ آپ نے انہیں یمن بھیجا۔ رسول اللہ ﷺ سے کسی غزوے میں جو آپ نے کیا جدا نہ ہوئے، سوائے غزوہ تبوک کے کہ آپ ﷺ انہیں اپنی ازواجؓ میں چھوڑ گئے تھے۔ (طبقات ابن سعد ج ۴)

(۲) عبداللہ بن شریک سے مروی ہے کہ ہم مدینہ آئے تو سعدؓ بن مالک سے ملے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ تبوک روانہ ہو گئے اور علیؓ کو چھوڑ گئے۔ انہوں نے آپ سے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ جاتے ہیں اور مجھے چھوڑتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا: تم اس پر راضی نہیں کہ تمہیں مجھ سے وہی مرتبہ حاصل ہو جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے حاصل ہوا۔ البتہ میرے بعد کوئی کسی قسم کا نبی نہیں۔ (طبقات ابن سعد ج ۴)

(۳) براء بن عازب اور زید بن ارقم سے مروی ہے کہ جب غزوۂ جیش عسرت کا جو تبوک ہے، وقت آیا تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

علیؓ بن ابی طالب سے فرمایا کہ یہ ضروری ہے کہ مدینے میں یا میں قیام کروں یا تم قیام کرو۔ آپ نے انہیں چھوڑ دیا۔ رسول اللہ ﷺ بقصد جہاد روانہ ہوئے تو لوگوں نے کہا کہ حضرت علیؓ کو کس ایسی بات نے پیچھے چھوڑ دیا جو آپ کو ان سے ناپسند آئی۔ علیؓ کو معلوم ہوا تو وہ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے روانہ ہوئے، یہاں تک کہ وہ آپ کے پاس گئے۔ آپ نے ان سے فرمایا: اے علیؓ! تمہیں کیا چیز لائی؟ انہوں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! سوائے اس کے کوئی چیز نہیں لائی کہ میں نے لوگوں کو یہ دعویٰ کرتے سنا کہ آپ نے مجھے صرف اس لئے پیچھے چھوڑ دیا کہ آپ کو کوئی بات میری ناپسند آئی۔ رسول اللہ ﷺ ہنسے اور فرمایا: اے علیؓ! کیا تم راضی نہیں ہو کہ تم مجھ سے اس طرح ہو جس طرح ہارونؑ موسیٰؑ سے، سوائے اس کے کہ تم نبی نہیں ہو۔ انہوں نے کہا: کیوں نہیں، یارسول اللہ ﷺ! فرمایا: تو وہ اسی طرح ہے کہ تم میرے پیچھے مدینے میں رہو۔ (طبقات ابن سعد ج۴)

حضرت علیؓ بن ابی طالب کا حلیہ

(۱) شعبیؒ سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کو دیکھا، وہ چوڑی داڑھی والے تھے۔ جو ان کے دونوں شانوں تک پھیلی ہوئی تھی۔ سر میں چندیہ پر بال نہ تھے۔ ان کے سر پر چھوٹے چھوٹے بال تھے۔ (طبقات ابن سعد ج۴)

ڈاڑھی مبارک

(۲) ابو اسحاق سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کو دیکھا۔ مجھ سے میرے والد نے کہا کہ اے عمرو! کھڑے ہو اور امیر المومنین کو دیکھو۔ میں کھڑا ہو کر ان کی طرف گیا تو انہیں ڈاڑھی میں خضاب کرتے نہیں دیکھا۔ وہ بڑی ڈاڑھی والے تھے۔ (طبقات ابن سعد ج۴)

ڈاڑھی میں سفیدی آگئی

(۳) ابو اسحاق سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کو دیکھا جو سفید ڈاڑھی اور سفید سر والے تھے۔

(۴) ابو اسحٰق سے مروی ہے کہ جب آفتاب ڈھل گیا تو علیؓ کے ساتھ جمعے کی نماز پڑھی۔ میں نے دیکھا کہ وہ سفید ڈاڑھی والے تھے۔ سر کے دونوں کنارے بالوں سے کھلے ہوئے تھے۔

(۵) عامر سے مروی ہے کہ میں نے کبھی کوئی آدمی علیؓ سے زیادہ چوڑی ڈاڑھی والا نہیں دیکھا، جو ان کے دونوں شانوں کے درمیان بھری ہوئی تھی اور سفید تھی۔

ڈاڑھی میں کبھی کبھی خضاب بھی لگایا

(٦) سواد بن حنظلہ القیشری سے مروی ہے کہ میں نے دیکھا کہ علیؓ کی ڈاڑھی زرد تھی۔

(۷) محمد بن الحنفیہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ علیؓ نے مہندی کا

خضاب لگایا، پھر اُسے ترک کر دیا۔

جسم مبارک

(۸) قدامہ بن عتاب سے مروی ہے کہ علیؓ کا شکم بڑا تھا۔ شانے کی ہڈی کا سرا بھی بڑا اور موٹا تھا۔ ہاتھ کی ہتھیلی بھی موٹی تھی اور کلائی پتلی، پنڈلی کی مچھلی موٹی تھی۔ اور اس کی ہڈی ٹخنے کے پاس سے پتلی تھی۔ میں نے انہیں ایام سرما میں اس حالت میں خطبہ پڑھتے دیکھا کہ وہ ایک سن کا کرتہ پہنے اور دو بیرونی چادریں اوڑھے اور باندھے تھے۔ اس کتان (السی کے درخت) کا عمامہ باندھے تھے، جو تمہارے دیہات میں بُنا جاتا ہے۔

قدو قامت

(۹) رزام بن سعد الضبی سے مروی ہے کہ میں نے اپنے والد کو علیؓ کے اوصاف بیان کرتے سنا کہ وہ ایسے آدمی تھے، جو متوسط قامت سے زائد تھے، چوڑے شانے والے۔ لمبی ڈاڑھی والے تھے۔ اگر تم چاہو تو جب ان کی طرف دیکھو تو کہو کہ وہ گورے ہیں اور جب تم انہیں قریب سے اچھی طرح دیکھو تو کہو وہ گندم گوں ہیں جو گورے ہونے سے زیادہ قریب ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا لباس

(۱) خالد بن امیہ سے مروی ہے کہ میں نے اس حالت میں علیؓ کو

دیکھا ہے کہ ان کی تہ بند گھٹنوں سے ملی ہوئی تھی۔

(۲) عبداللہ بن ابی الہذیل سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کو قطری کا کرتہ پہنے دیکھا۔ جب وہ اُس کی آستین کھینچتے تھے تو ناخن تک پہنچ جاتی تھی۔ جب ڈھیلا کر دیتے تھے تو وہ (بروایت یعلیٰ) اُن کی نصف کلائی تک پہنچ جاتی تھی۔ اور (بروایت عبداللہ بن نمیر) نصف ہاتھ تک پہنچ جاتی تھی۔

پیوند لگی تہ بند

(۳) عمرو بن قیس سے مروی ہے کہ علیؓ کو پیوند لگی ہوئی تہ بند باندھے دیکھا گیا تو ان سے کہا گیا۔ انہوں نے کہا کہ وہ دل کو خاکسار بناتی ہے اور مومن اس کی پیروی کرتا ہے۔

نصف پنڈلی تک تہبند

(۴) حر بن جرموز نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے علیؓ کو اس حالت میں دیکھا کہ وہ گھر سے نکل رہے تھے۔ اُن کے جسم پر دو قطری کپڑے تھے۔ ایک تہ بند جو نصف ساق (آدھی پنڈلی) تک تھی اور ایک چادر پنڈلی سے اونچی اسی تہ بند کے قریب تھی۔ ان کے ہمراہ درّہ (چرمی ہنٹر) تھا، جسے وہ بازاروں میں لے جاتے تھے اور لوگوں کو اللہ سے ڈرنے اور بیع میں خوبی کا حکم دیتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ کیل

(پیمانہ) اور ترازو کو پورا کرو۔ گوشت میں نہ پھونکو۔ [1]

تہبند نصف ساق تک رکھتے

(۵) ایوب بن دینار ابو سلیمان المکتب سے مروی ہے کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ علیؓ بن ابی طالب کو اس حالت میں دیکھا کہ وہ بازار جا رہے تھے۔ جسم پر ایک تہ بند تھی جو نصف ساق تک تھی۔ ایک چادر پشت پر تھی۔ میں نے ان کے جسم پر دو نجرانی چادریں دیکھیں۔

(۶) جعفر بن محمدؒ نے اپنے والد سے روایت کی کہ علیؓ نے چار درہم میں ایک سُنبلانی کُرتہ خریدا۔ درزی آیا۔ کُرتے کی آستین کھینچی اور اتنے حصے کے کاٹنے کا حکم دیا جو ان کی انگلیوں سے آگے تھا۔

حضرت علیؓ کا عمامہ

(۷) ہرمز سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کو ایک سیاہ پٹی سر میں باندھے ہوئے دیکھا۔ معلوم نہیں اس کا کون سا سرا زیادہ لمبا تھا، وہ جو ان کے سامنے تھا یا وہ جو پیچھے۔ سیاہ پٹی سے ان کی مراد عمامہ تھی۔

(۸) جعفر کے مولا سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کو اس حالت میں دیکھا کہ ان کے سر پر سیاہ عمامہ تھا، جس کو وہ اپنے آگے اور پیچھے لٹکائے

---

[1] طبقات ابن سعد جلد ۴ خلفائے راشدینؓ

ہوئے تھے۔ (طبقات ابن سعد ج۴)

(۹) ابی العنبس عمرو بن مروان نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے علیؓ کے سر پر سیاہ عمامہ دیکھا جسے وہ اپنے پیچھے لٹکائے ہوئے تھے۔

(۱۰) ابی جعفر انصاری سے مروی ہے کہ جس روز عثمانؓ شہید ہوئے، میں نے علیؓ کے سر پر سیاہ عمامہ دیکھا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے انہیں ظلۃ النساء میں بیٹھے دیکھا۔ اُس روز جس دن عثمانؓ شہید ہوئے، میں نے انہیں کہتے سنا کہ سارے زمانے میں تم لوگوں کی تباہی ہو۔

(۱۱) عطا ابی محمد سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کو دیکھا۔ وہ باب صغیر سے نکلے۔ جب آفتاب بلند ہو گیا تو انہوں نے دو رکعتیں پڑھیں۔ ان کے جسم پر سکری کی طرح موٹے کپڑے کا کرتہ تھا، جو ٹخنوں کے اُوپر تھا۔ اس کی آستینیں انگلیوں تک تھیں اور انگلیوں کی جڑ کھلی ہوئی نہ تھی۔

عمامہ وتہ بند

(۱) حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تمہاری تہ بند دراز ہو تو اس کا پٹکا بنالو اور جب وہ تنگ ہو تو اسے تہ بند بنالو۔ (طبقات ابن سعد ج۴)

حضرت علیؓ کی ٹوپی

(۲) ابی حبان سے مروی ہے کہ علیؓ کی ٹوپی باریک تھی۔

(۳) یزید بن الحارث بن بلال الفزاری سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کے سر پر مصری سفید ٹوپی دیکھی۔

حضرت علیؓ کی مُہر

(۴) عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ سے مروی ہے کہ علیؓ بن ابی طالب نے اپنے بائیں ہاتھ میں مہر پہنی۔

(۵) ابو اسحاق الشیبانی سے مروی ہے کہ میں نے حضرت علیؓ بن ابی طالب کی مہر کا نقش اہل شام کی صلح کے زمانے میں پڑھا۔ وہ "محمد رسول اللہ" تھا۔

خادم اہلسنّت عبدالوحید

(٦) محمد بن علیؓ سے مروی ہے کہ حضرت علیؓ کی مہر کا نقش "اللہ الملک" تھا۔

زرد تہبند اور سیاہ کمبل

(۷) ابی ظبیان سے مروی ہے کہ ایک روز علیؓ ہمارے پاس نکل کر آئے جو زرد تہ بند اور سیاہ کمبل میں تھے۔ (طبقات ابن سعد ج۴)

حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے فضائل

(۱) عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ لِعَلِیٍّ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ ھَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی اِلَّا اَنَّہٗ لَا نَبِیَّ

بَعْدِیْ (بخاری و مسلم متفق علیہ، مشکوٰۃ حدیث ۵۸۲۶)

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ کی نسبت فرمایا: تو میرے لئے ایسا ہی ہے جیسا کہ موسیٰ کے لئے ہارون تھے، البتہ فرق اتنا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ (متفق علیہ)

مومن علیؓ سے محبت کرتا ہے

(۲) وَعَنْ زِرِّ بْنِ حُبَیْشٍ قَالَ قَالَ عَلِیٌّ وَالَّذِیْ فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ اِنَّهٗ لَعَهِدَ النَّبِیُّ الْاُمِّیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلَیَّ اَنْ لَّا یُحِبُّنِیْ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَّلَا یُبْغِضَنِیْ اِلَّا مُنَافِقٌ (رواہ مسلم و مشکوٰۃ شریف)

زر بن حبیش کہتے ہیں کہ علیؓ نے کہا ہے کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے دانہ کو پھاڑا (یعنی اگایا) اور ذی روح کو پیدا کیا کہ نبی اُمی ﷺ نے مجھ کو حکم دیا اور یہ وصیت کی کہ مجھ سے (یعنی علیؓ سے) صرف وہ شخص محبت کرے گا جو مومن ہوگا اور مجھ سے وہ شخص بغض و عداوت رکھے گا جو منافق ہوگا۔ (مشکوٰۃ حدیث ۵۸۲۷، مسلم)

حضرت علی المرتضیٰؓ کی شان

(۳) وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یَوْمَ خَیْبَرَ لَاُعْطِیَنَّ هٰذِهِ الرَّایَةَ غَدًا رَجُلًا یَّفْتَحُ اللّٰهُ عَلٰی یَدَیْهِ یُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَیُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ فَلَمَّا اَصْبَحَ النَّاسُ

غَدَوْا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ کُلُّھُمْ یَرْجُوْنَ اَنْ یُّعْطَاھَا فَقَالَ اَیْنَ عَلِیُّ ابْنُ اَبِیْ طَالِبٍ فَقَالُوْا ھُوَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ یَشْتَکِیْ عَیْنَیْہِ قَالَ فَاَرْسِلُوْا اِلَیْہِ فَاُتِیَ بِہٖ فَبَصَقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ فِیْ عَیْنَیْہِ فَبَرَا حَتّٰی کَاَنْ لَّمْ یَکُنْ بِہٖ وَجْعٌ فَاَعْطَاہُ الرَّایَۃَ فَقَالَ عَلِیٌّ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اُقَاتِلُھُمْ حَتّٰی یَکُوْنُوْا مِثْلَنَا قَالَ انْفُذْ عَلٰی رِسْلِکَ حَتّٰی تَنْزِلَ بِسَاحَتِھِمْ ثُمَّ ادْعُھُمْ اِلَی الْاِسْلَامِ وَ اَخْبِرْھُمْ بِمَا یَجِبُ عَلَیْھِمْ مِنْ حَقِّ اللّٰہِ فِیْہِ فَوَاللّٰہِ لَاَنْ یَّھْدِیَ اللّٰہُ بِکَ رَجُلًا وَّاحِدًا خَیْرٌ لَّکَ مِنْ اَنْ تَکُوْنَ لَکَ حُمْرُ النَّعَمِ[1]

خیبر میں حضرت علیؓ کے ہاتھ میں فتح کا پرچم

حضرت سہل بن سعدؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے دن فرمایا کہ میں یہ جھنڈا ایک شخص کو دوں گا جس کے ہاتھوں سے خدا تعالیٰ قلعہ خیبر کو فتح کرائے گا۔ اور وہ شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت رکھے گا اور اللہ تعالیٰ اور اللہ کا رسول ﷺ اس سے محبت کرے گا۔

جب صبح ہوئی تو تمام لوگ حضور ﷺ کی خدمت میں یہ امید لے

---

[1] بخاری و مسلم متفق علیہ و ذکر حدیث البر آء قال بعلی انت منی و انا منک فی باب بلوغ الصغیر

کر حاضر ہوئے کہ وہ جھنڈا انہیں کو ملے گا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: علی ابن ابی طالب ؓ کہاں ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ ان کی آنکھیں دکھتی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کوئی جا کر ان کو بلائے۔

چنانچہ ان کو بلا کر لایا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی آنکھوں پر لعاب دہن لگایا اور وہ اچھی ہو گئیں گویا دکھتی ہی نہ تھیں۔ پھر آپ ﷺ نے ان کو جھنڈا عطا کیا۔ حضرت علی المرتضیٰ ؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میں ان لوگوں سے (یعنی دشمنوں سے) اس وقت تک لڑوں گا، جب تک وہ ہماری طرح نہ ہو جائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جاؤ اور اپنی فطری نرمی و آہستگی سے کام لو۔ جب تم میدان جنگ میں پہنچ جاؤ تو پہلے دشمنوں کو اِسلام کی دعوت دو (یعنی اِسلام کی طرف بلاؤ)۔ اور پھر بتلاؤ کہ اِسلام قبول کرنے کے بعد ان پر خدا کا کیا حق ہے۔ خدا کی قسم! اگر تمہاری تحریک و تبلیغ سے خداوند تعالیٰ نے ایک شخص کو بھی ہدایت دے دی تو وہ تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بھی بہتر ہو گا۔[1]

حضرت علی ؓ مومن کے دوست ہیں

(۴) عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

---

[1] مشکوۃ حدیث ۵۸۲۸ متفق علیہ

اِنَّ عَلِیًّا مِنِّیْ وَ اَنَا مِنْهُ وَ هُوَ وَلِیُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ[1]

حضرت عمران بن حصینؓ کہتے ہیں کہ نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا ہے: علیؓ مجھ سے ہے اور میں علیؓ سے ہوں اور علیؓ ہر مومن کا دوست ہے۔

حضرت علیؓ کس کے دوست ہیں

(۵) وعَنْ زَیْدِ ابْنِ اَرْقَمَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاهُ (رواہ احمد والترمذی ومشکوۃ شریف ۵۸۳۰)

جس کے دوست حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ہیں اس کے علیؓ دوست

حضرت زید بن ارقم کہتے ہیں کہ نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ جس شخص کا میں دوست ہوں علیؓ اس کا دوست ہے۔ (احمد، ترمذی)

حضرت علی المرتضیٰؓ کی فضیلت

(۶) وَ عَنْ حُبْشِیِّ بْنِ جُنَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ عَلِیٌّ مِنِّیْ وَ اَنَا مِنْ عَلِیٍّ وَ لَا یُؤَدِّیْ عَنِّیْ اِلَّا اَنَا اَوْ عَلِیٌّ

(مشکوۃ شریف حدیث ۵۸۳۱، رواہ الترمذی ورواہ احمد عَنْ اَبِی جنادۃ)

مقام علی المرتضیٰؓ

حضرت حبشی بن جنادہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: علیؓ مجھ سے ہیں اور میں علیؓ سے ہوں اور میری جانب سے کوئی عہد نہ

---

[1] رواہ الترمذی ومشکوۃ حدیث ۵۸۲۹

کرے اور نہ کوئی معاہدہ کرے مگر میں خود یا میری جانب سے علیؓ۔

(ترمذی، احمد)

شانِ حضرت علی المرتضیٰؓ

(۸) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اٰخَی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَیْنَ اَصْحَابِہٖ فَجَاءَ عَلِیٌّ فَدَمَعُ عَیْنَاہُ فَقَالَ اٰخَیْتَ بَیْنَ اَصْحَابِکَ وَلَمْ تُوَاخِ بَیْنِیْ وَبَیْنَ اَحَدٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْتَ اَخِیْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ[1]

حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ کے درمیان بھائی چارہ قائم کر دیا تھا۔ پھر علیؓ آئے اس حال میں کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: آپ ﷺ نے صحابہؓ کے درمیان اخوت قائم کی اور مجھ کو کسی کا بھائی نہ بنایا (یعنی میرے ساتھ کسی کی اخوت قرار نہ دی)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دنیا اور آخرت دونوں میں تو میرا بھائی ہے۔ (ترمذی، یہ حدیث حسن غریب ہے)

حافظ عبدالوحید حنفی

حضرت علیؓ کو برا کہنے کی ممانعت

(۹) وَعَنِ الْحُسَیْنِ بْنِ عَلِیٍّ عَلَیْھِمَا السَّلَامُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوْا اَبَابَکْرٍ وَعُمَرَ فَاِنَّھُمَا سَیِّدَا

---

[1] رواہ الترمذی وَقَالَ ھٰذا حدیث غریب، مشکوٰۃ شریف ۵۸۳۲

كُهُوْلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْاَوَّلِيْنَ وَ الْاٰخِرِيْنَ اِلَّا النَّبِيِّيْنَ وَ الْمُرْسَلِيْنَ وَلَا تَسُبُّوْ الْحَسَنَ وَ الْحُسَيْنَ فَاِنَّهُمَا سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلَ الْجَنَّةِ مِنَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ وَلَا تَسُبُّوْا عَلِيًّا فَاِنَّهٗ مَنْ سَبَّ عَلِيًّا فَقَدْ سَبَّنِيْ وَ مَنْ سَبَّنِيْ فَقَدْ سَبَّ اللّٰهَ وَ مَنْ سَبَّ اللّٰهَ عَذَّبَهُ اللّٰهُ (ابن عساکر و ابن النجار کنز العمال)

اور حسین بن علی علیہما السلام نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابو بکرؓ اور عمرؓ کو گالی نہ دو کہ وہ جنت کے پہلوں اور پچھلوں ادھیڑ عمر والوں کے سردار ہیں، سوائے نبیوں اور رسولوں کے۔ اور حسنؓ حسینؓ کو گالی نہ دو کہ وہ جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں، پہلوں اور پچھلوں کے۔ اور علیؓ کو گالی نہ دو کہ جس نے علیؓ کو گالی دی، اس نے مجھے گالی دی اور جس نے مجھے گالی دی، اس نے اللہ کو گالی دی۔ جس نے اللہ کو گالی دی، اللہ اسے سزا دے گا۔

چاروں خلفاء کی محبت فرض ہے

(۱۰) وَعَنْ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَ سَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ اِفْتَرَضَ عَلَيْكُمْ حُبَّ اَبِيْ بَكْرٍ وَ عُمَرَ وَ عُثْمَانَ وَ عَلِيٍّ كَمَا افْتَرَضَ عَلَيْكُمُ الصَّلٰوةَ وَ الزَّكٰوةَ وَالصَّوْمَ وَ الْحَجَّ فَمَنْ اَبْغَضَ وَاحِدًا مِنْهُمْ لَمْ يَقْبَلِ اللّٰهُ لَهٗ صَلٰوةً وَلَا زَكٰوةً وَلَا صَوْمًا وَلَا حَجًّا وَيَحْشُرُهٗ مِنْ قَبْرِهٖ اِلٰى

النَّار (نور الابصار)

اور امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تم پر ابو بکر و عمر و عثمان و علی کی محبت اس طرح فرض کی ہے جس طرح کہ تم پر نماز اور زکوۃ اور روزہ اور حج فرض کیا ہے۔ جس نے ان میں سے کسی ایک سے بھی بغض رکھا، اللہ اس کی نہ نماز قبول کریں گے اور نہ زکوۃ اور نہ روزہ اور نہ حج اور اس کی قبر سے اس کو اٹھا کر آگ کی طرف بھیج دیا جائے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا!

(۱۱) وعَنْ اُمِّ عَطِیَّۃَ قَالَتْ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ جَیْشًا فِیْہِمْ عَلِیٌّ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ وَھُوَ رَافِعٌ یَدَیْہِ یَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ لَا تُمِتْنِیْ حَتّٰی تُرِیَنِیْ عَلِیًّا

حضرت ام عطیہؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر کو کہیں بھیجا جس میں علیؓ بھی تھے۔ ام عطیہؓ کا بیان ہے کہ علیؓ کے چلے جانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا، یعنی ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ! مجھ کو اس وقت تک موت نہ دینا جب تک مجھے علیؓ نہ دکھا دے۔ (مشکوۃ شریف حدیث ۵۸۳۷، رواہ الترمذی)

منافق علیؓ سے محبت نہیں رکھتا

(۱۲) عَنْ اُمِّ سَلْمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُحِبُّ عَلِيًّا مُنَافِقٌ وَ لَا يُبْغِضُهُ مُؤْمِنٌ

(رواہ احمد والترمذی و قال ہذا حدیث حسن غریب اسناد، مشکوٰۃ حدیث ۵۸۳۹)

مومن علیؓ سے بغض نہیں رکھتا

حضرت ام سلمہؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: علیؓ سے منافق محبت نہیں رکھتا اور مومن علیؓ سے بغض و عداوت نہیں رکھتا۔ (احمد، ترمذی کہتے ہیں یہ حدیث بلحاظ سند غریب ہے)

شانِ علی المرتضیٰؓ

(۱۳) وَ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ مَنْ سَبَّ عَلِيًّا فَقَدْ سَبَّنِيْ (رواہ احمد، مشکوٰۃ ۵۸۴۰)

حضرت ام سلمہؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے علیؓ کو برا کہا گویا مجھ کو برا کہا۔ (احمد)

حضرت علیؓ کو برا کہنا منع ہے

(۱۴) وَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فِيْكَ مَثَلٌ مِنْ عِيْسٰى اَبْغَضَتْهُ الْيَهُوْدُ حَتّٰى بَهَتُوْا اُمَّهٗ وَ اَحَبَّهُ

النَّصَارٰی حَتّٰی اَنْزَلُوْہُ بِالْمَنْزِلَۃِ الَّتِیْ لَیْسَتْ لَہٗ ثُمَّ قَالَ یَھْلِکُ فِیَّ رَجُلَانِ مُحِبٌّ مُفْرِطٌ یُقَرِّظُنِیْ بِمَا لَیْسَ فِیَّ وَ مُبْغِضٌ یَحْمِلُہٗ شَنَاٰنِیْ عَلٰی اَنْ یَّبْھَتْنِیْ (رواہ احمد و مشکوۃ حدیث ۵۸۴۱)

حضرت علیؓ کی مشابہت

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تجھ میں عیسیٰ سے ایک مشابہت ہے، یہودیوں نے ان کو برا سمجھا یہاں تک کہ ان کی والدہ پر زنا کی تہمت لگائی اور نصاریٰ نے ان کو اتنا پسندیدہ محبوب قرار دیا کہ ان کو اس درجہ پر پہنچا دیا جو ان کے لئے ثابت نہیں ہے۔ اس کے بعد نبی ﷺ نے فرمایا کہ میرے (یعنی علیؓ) کے معاملہ میں دو شخص (یعنی دو جماعتیں) ہلاک ہوں گی (یعنی گمراہی میں مبتلا ہوں گی) ایک تو وہ جو حد سے زیادہ مجھ سے محبت رکھنے والا ہو گا اور مجھ میں وہ خوبیاں بتائے گا جو مجھ میں نہ ہوں گی۔ دوسرے وہ جو میرا دشمن ہو گا اور مجھ سے دشمنی اس کو اس امر پر آمادہ کر دے گی کہ وہ مجھ پر بہتان باندھے۔

حضرت علیؓ ہر مومن کے محبوب ہیں

(۱۵) وَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ وَ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ لَمَّا نَزَلَ بِغَدِیْرِ خُمٍّ اَخَذَ بِیَدِ عَلِیٍّ فَقَالَ

اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنِّیْ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا بَلٰی قَالَ اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنِّیْ اَوْلٰی بِکُلِّ مُؤْمِنٍ مِّنْ نَفْسِهٖ قَالُوْا بَلٰی فَقَالَ اَللّٰهُمَّ مَنْ کُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاهُ اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَ عَادِ مَنْ عَادَاهُ فَلَقِیَهٗ عُمَرُ بَعْدَ ذَالِکَ فَقَالَ لَهٗ هَنِیْئًا یَّا بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ اَصْبَحْتَ وَ اَمْسَیْتَ مَوْلٰی کُلِّ مُؤْمِنٍ وَّ مُؤْمِنَةٍ

(رواہ احمد و مشکوۃ حدیث ۵۸۴۲)

حضور ﷺ کا دوست علیؓ کا دوست

حضرت براءؓ بن عازب اور زید بن ارقم کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب غدیر خم میں قیام پذیر ہوئے تو علیؓ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر فرمایا: کیا تم کو یہ معلوم نہیں کہ مومنوں کے نزدیک میں ان کی جانوں سے زیادہ عزیز بہتر ہوں؟ لوگوں نے عرض کیا: ہاں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم کو یہ معلوم نہیں ہے کہ میں ہر مومن کے نزدیک اس کی جان سے زیادہ عزیز و پیارا ہوں؟ لوگوں نے عرض کیا: ہاں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ تعالیٰ! جس شخص کا میں دوست ہوں، علیؓ اس کا دوست ہے۔ اے اللہ! تو اس شخص کو دوست رکھ جو علیؓ کو دوست رکھے اور اس کو اپنا دشمن خیال کر جو علیؓ سے دشمنی رکھے۔ اس واقعہ کے بعد علیؓ نے عمرؓ سے ملاقات کی۔ عمرؓ نے ان سے کہا: ابو طالب کے بیٹے! خوش رہو، تم

صبح اور شام ہر وقت ہر مومن مرد اور ہر مومن عورت کے دوست اور محبوب ہو۔ (مسند احمد بن حنبل، مشکوۃ شریف ۵۸۴۲)

چاروں خلفاء کی شان

(۱۶) وعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ اٰلِهٖ وَ سَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اَنَا مَدِیْنَةُ الْعِلْمِ وَ اَبُوْ بَكْرٍ اَسَاسُهَا وَ عُمَرُ حِیْطَانُهَا وَ عُثْمَانُ سَقَفُهَا وَ عَلِیٌّ بَابُهَا لَا تَقُوْلُوْا فِیْ اَبِیْ بَكْرٍ وَ عُمَرَ وَ عُثْمَانَ وَ عَلِیٍّ اِلَّا خَیْرًا (فصل الخطاب، فردوس الاخبار)

اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں علم کا شہر ہوں اور ابو بکرؓ اس کی بنیاد ہیں اور عمرؓ اس کی دیواریں ہیں اور عثمانؓ اس کا چھت ہے اور علیؓ اس کا دروازہ ہے۔ تم ابو بکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ اور علیؓ کے حق میں سوائے بھلائی کے اور کوئی بات نہ کہو۔

عبدالوحید حنفی خادم اہلسنت

مناقب خلفاء الاربعة

(۱۷) وَ عَنْ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیٍّ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ اٰلِهٖ وَ سَلَّمَ رَحِمَ اللّٰهُ اَبَا بَكْرٍ زَوَّجَنِیْ اِبْنَتَهٗ وَ حَمَّلَنِیْ اِلٰی دَارِ الْهِجْرَةِ وَ اَعْتَقَ بِلَالًا مِّنْ مَّالِهٖ رَحِمَ اللّٰهُ عُمَرَ یَقُوْلُ الْحَقَّ وَ اِنْ كَانَ مُرًّا تَرَكَهُ الْحَقُّ وَ مَا لَهٗ صِدِیْقٌ رَحِمَ

اللہُ عُثْمَانَ تستحیِیْہِ الْمَلَآئِکَۃُ رَحِمَ اللہُ عَلِیًّا اَللّٰھُمَّ اَدِرِ الْحَقَّ مَعَہٗ حَیْثُ دَارَ

چاروں خلفاء کی تعریف

اور امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ ابو بکرؓ پر رحم کرے، اس نے اپنی بیٹی (عائشہؓ) میرے نکاح میں دے دی اور مجھے دارالہجرت تک سواری پر لایا اور اپنے مال سے اس نے بلالؓ کو آزاد کیا۔ اللہ عمرؓ پر رحم کرے، وہ حق بات کہتا ہے اگرچہ وہ کڑوی ہو۔ حق نے اسے اس حال پر چھوڑا ہے کہ اس کا کوئی دوست نہیں۔ اللہ عثمانؓ پر رحم کرے، اس سے فرشتے بھی شرم کھاتے ہیں۔ اللہ علیؓ پر رحم کرے۔ اے اللہ! جس طرف علیؓ رخ کرے، حق کو بھی اس طرف ہی پھیر دے۔ (ترمذی شریف)

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

حضرت علیؓ المرتضیٰ کے لئے حضور ﷺ کی دعا

(۱۸) وَعَنْہُ قَالَ کُنْتُ شَاکِیًا فَمَرَّ بِیْ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ وَ اَنَا اَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ اِنْ کَانَ اَجَلِیْ قَدْ حَضَرَ فَاَرِحْنِیْ وَ اِنْ کَانَ مُتَاَخِّرًا فَاَرْفِقْنِیْ وَ اِنْ کَانَ بَلَآءً فَصَبِّرْنِیْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ کَیْفَ قُلْتُ فَاَعَادَ عَلَیْہِ مَا قَالَ فَضَرَبَہٗ بِرِجْلِہٖ وَ قَالَ اَللّٰھُمَّ عَافِہٖ اَوِ اشْفِہٖ شَکَّ الرَّاوِیُّ قَالَ فَمَا اشْتَکَیْتُ وَجْعِیْ بَعْدُ (مشکوۃ رواہ الترمذی و قال ہذا حدیث حسن صحیح)

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ میں بیمار تھا اور کہہ رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ! اگر میری موت کا وقت آگیا ہے تو مجھ کو موت دے کر راحت عنایت فرما اور اگر موت کا وقت نہیں آیا ہے تو میری زندگی میں وسعت بخش اور اگر یہ میری آزمائش و امتحان ہے تو مجھ کو صبر عطا فرما کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے، تو فرمایا: تو نے کس طرح کہا ہے پھر کہنا۔ میں نے دعا کے الفاظ کو پھر کہا۔

رسول اللہ ﷺ نے پاؤں سے مجھ کو ٹھکرا کر فرمایا: اے اللہ تعالیٰ! اس کو عافیت فرما یا شفاء بخش (راوی کو شک ہے کہ آپ ﷺ نے یہ الفاظ فرمائے یا دوسرے الفاظ)۔ علیؓ کا بیان ہے کہ اس دعاء کے بعد پھر مجھ کو یہ شکایت یا مرض کبھی نہ ہوا۔

(ترمذی کہتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔)

حضرت علی المرتضیٰؓ کا ارشاد

(۱۹) عَنْ شَقِيْقِ بْنِ سَلَمَةَ قَالَ قِيْلَ لِعَلِيٍّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اِسْتَخْلِفْ عَلَيْنَا فَقَالَ مَا اسْتَخْلَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَ سَلَّمَ فَاَسْتَخْلِفُ وَلٰكِنْ اِنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِالنَّاسِ خَيْرًا جَمَعَهُمْ عَلٰى خَيْرِهِمْ كَمَا جَمَعَهُمْ بَعْدَ نَبِيِّهِمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَ سَلَّمَ عَلٰى خَيْرِهِمْ (البیہقی)

خلیفہ مقرر کرنا

شقیق بن سلمہ نے کہا کہ علی رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ ہم پر کسی کو خلیفہ مقرر کر جاؤ۔ تو آپ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی خلیفہ مقرر نہیں کیا تھا کہ میں خلیفہ مقرر کروں۔ لیکن اگر اللہ تعالیٰ لوگوں سے بھلائی کا ارادہ کرے گا تو ان کو ان کے بہترین آدمی پر جمع کر دے گا، جیسا کہ ان کو نبی ﷺ کے بعد ان کے بہترین آدمی پر جمع کر دیا تھا۔

حضور ﷺ نے خلیفہ کیوں مقرر نہ کیا؟

حافظ عبدالوحید الحنفی خادم اہلسنت

(۲۰) عَنۡ حُذَیۡفَةَ قَالَ قَالُوۡا یَا رَسُوۡلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لَوِ اسۡتَخلف قَالَ اِذَا اسۡتَخۡلَفۡتُ عَلَیۡکُمۡ فَعَصَیۡتُمُوۡهُ عُذِّبۡتُمۡ وَ لٰکِنۡ مَا حَدَّثَکُمۡ حُذَیۡفَةُ فَصَدِّقُوۡا وَ مَا اَقۡرَاءَ کُمۡ عَبۡدُ اللّٰهِ فَاقۡرَءُوۡهُ

(رواہ الترمذی، مشکوٰۃ حدیث ۵۹۷۹ فضائل صحابہؓ)

ترجمہ: حضرت حذیفہؓ کہتے ہیں: صحابہؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! اگر آپ اپنے سامنے کسی کو اپنا خلیفہ مقرر فرمادیتے تو بہتر ہوتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اگر میں کسی کو تمہارے اوپر خلیفہ مقرر کر دوں اور تم اس کی نافرمانی کرو تو تم کو عذاب دیا جائے گا۔

حذیفہؓ تم سے جو کچھ کہے یا جو حدیث بیان کرے، اس کو سچا جانو اور عبداللہ (بن مسعودؓ) جو کچھ تم کو پڑھائے، اس کو پڑھو۔

سرورِ کائنات ﷺ کا اِرشاد

(۲۱) وَ عَنْ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیٍّ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ قَالَ قِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ نُؤَمِّرُ بَعْدَکَ قَالَ اِنْ تُؤَمِّرُوْا اَبَابَکْرٍ تَجِدُوْہُ اَمِیْنًا زَاھِدًا فِی الدُّنْیَا رَاغِبًا فِی الْاٰخِرَۃِ وَاِنْ تُؤَمِّرُوْا عُمَرَ تَجِدُوْہُ قَوِیًّا اَمِیْنًا لَا یَخَافُ فِی اللّٰہِ لَوْمَۃَ لَائِمٍ وَ اِنْ تُؤَمِّرُوْا عَلِیًّا وَلَا اَرَاکُمْ فَاعِلِیْنَ تَجِدُوْہُ ھَادِیًا مَّھْدِیًّا یَاْخُذُبِکُمُ الطَّرِیْقَ الْمُسْتَقِیْمَ (مسند احمد)

اور امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ نے کہا: پوچھا گیا، اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم آپ کے بعد کس کو امیر بنائیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم ابو بکرؓ کو امیر بناؤ تو تم اسے امین پاؤ گے، وہ دنیا سے بے نیاز ہے اور آخرت میں رغبت رکھنے والا ہے۔ اور اگر تم عمرؓ کو امیر بناؤ تو تم اسے طاقت ور اور امین پاؤ گے۔ وہ اللہ کے معاملہ میں کسی کی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرے گا۔ اگر تم علیؓ کو امیر بناؤ اور میرا خیال ہے کہ تم ایسا کرنے والے نہیں تو تم اس کو ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ پاؤ گے۔ وہ تمہیں سیدھے

راستے پر چلائے گا۔

چاروں خلفاء کا انتخاب

(۲۲) وَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فِيْ حَدِيْث جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ اللّٰهَ اَخْتَارَ اَصْحَابِيْ عَلٰى جَمِيْعِ الْعَالَمِيْنَ سِوَى النَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَاَخْتَارَلِيْ مِنْهُمْ اَرْبَعَةً اَبَابَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِيًّا فَجَعَلَهُمْ خَيْرَ اَصْحَابِيْ وَفِيْ اَصْحَابِيْ كُلِّهِمْ خَيْرٌ [1]

حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا فرمان، جو کہ حضرت جابرؓ کی مروی حدیث ہے، کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے صحابہؓ کو تمام جہانوں سے چن لیا ہے اور پسند فرمایا ہے، سوائے نبیوں اور رسولوں کے، اور پھر ان چار کو چن لیا جو کہ ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ اور علیؓ ہیں۔ پس ان کو تمام صحابہؓ سے خیر فرمایا حالانکہ میرے ہر صحابیؓ میں خیر ہے۔

میرے بعد کوئی نبی نہیں

(۲۳) عَلِيٌّ مِنِّيْ بِمَنْزِلَة هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰى اِلَّا اَنَّهٗ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ [2]

ترجمہ: اے علیؓ! تو میرے لئے بمنزلہ ہارون عَلَیْہِ السَّلَام کے ہے (جیسا کہ

خادم اہلسنت عبدالوحید حنفی حفظہ

---

[1] الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ القاضی عیاض بن موسیٰ الاندلسی جلد ثانی ص ۱۱۹ طبع دمشق، کتاب السنۃ علامہ ابن جریر، الخصائص الکبریٰ ج ۲ علامہ جلال الدین سیوطی

[2] صحیح (۱) جامع الصغیر البانی جلد دوم حدیث ۴۹۹۰ (۲) ابو بکر المطبری فی جزئہ۔ عن ابی سعید (۳) ۷/۱۲۰ مسلم عن سعد بن ابی وقاص

وہ) موسیٰ علیہ السلام کے لئے تھے، مگر اتنی بات ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

من فضائل علی رضی اللہ عنہ

(۲۴) اَنَّہٗ لَا یُحِبّکَ اِلَّا مُؤمِنٌ وَ لَا یُبْغِضکَ اِلَّا مُنَافِقٌ (صحیح)[1]

ترجمہ: روایت ہے حضرت علی سے کہا انہوں نے کہ عہد کیا ہے مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا نہ دوست رکھے گا تجھے مگر مومن۔ اور نہ بغض رکھے گا تجھ سے مگر منافق۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دوست، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دوست ہے

عبدالوحید حنفی خادم اہلسنت

(۲۵) عَلِیُ بِنُ اَبِیْ طَالِبُ مَوْلٰی مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہ[2]

ترجمہ: جس کا میں دوست ہوں، اس کا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب دوست ہے۔

شان علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دوست کے دوست

(۲٦) اَللّٰھُمَّ مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہ، اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاہ وَ عَادِ مَنْ عَادَاہ[3] (صحیح)

---

[1] احادیث صیحہ البانی جلد ۴ ص ۲۹۸ حدیث ۱۷۲۰ حوالہ اخرجہ مسلم (۱/۶۱) (۲) نسائی (۲/۱۷۱) (۳) والترمذی (۲/۳۹۱) (۴) وابن ماجہ (۱۱۴) (۵) واحمد بن حنبل (۱/۸۴) وخطیب فی التاریخ

[2] صحیح (۱) صحیح الصغیر البانی جلد دوم حدیث ۴۰۷۹ (۲) المحاملی فی امالیہ۔ عن ابن عباس (۳) الصیحہ ۷۵۰ (۴) اروض النضیر ۱۷۱ (۵) المشکوٰۃ ٦۰۹۱

[3] احادیث الصیحہ جلد ۴ حدیث ۱۷۵۰ اخرجہ مسند احمد (ج ۵ ص ۳۷۰) ھٰذَا حدیث حسن۔ صحیح المتن

ترجمہ: اے اللہ! جس کا میں دوست ہوں، علیؓ بھی اس کا دوست ہے۔ اے اللہ دوست رکھ اس کو جو اس سے دوستی رکھے اور عداوت رکھ اس سے جو علیؓ سے عداوت رکھے۔

حضرت علیؓ سے محبت، حضور ﷺ سے محبت ہے

(۲۷) مَنْ اَحَبَّ عَلِيًّا فَقَدْ اَحَبَّنِيْ وَمَنْ اَبْغَضَ عَلِيًا فَقَدْ اَبْغَضَنِيْ

ترجمہ: جو علیؓ سے محبت رکھے، اس نے مجھ سے محبت رکھی اور جو علیؓ سے بغض رکھے، اس نے مجھ سے بغض رکھا۔[1]

شانِ علی المرتضیٰؓ ... جنت علیؓ کی مشتاق ہے

(۲۸) عَنْ اَنَسْ بِنْ مَالِک قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْجَنَّۃَ لَتَشْتَاقُ اِلٰی ثَلَاثَۃٍ عَلِیٍّ وَعَمَّارٍ وَسَلْمَان[2]

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت تین شخصوں کی مشتاق ہے، علیؓ، عمارؓ، سلمان فارسیؓ۔

جس کے حضور ﷺ دوست ہیں، علیؓ بھی اس کے دوست

(۲۹) مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ (صحیح (۱) مسند احمد بن حنبل (۲) ترمذی)

---

[1] صحیح جامع الصغیر جلد دوم حدیث ۵۹۶۳ (۲) مستدرک حاکم۔ عن سلمان (۳) الصحیحہ ۱۲۹۹

[2] حسن: جامع الصغیر سیوطی۔ جامع صغیر البانی جلد اول حدیث ۱۵۸۹ (۲) ترمذی، مستدرک حاکم: عن انس

ترجمہ: جس کا میں دوست ہوں۔ اس کا علیؓ دوست ہے۔

الحاصل: الحمد للہ کہ تمام اہل السنت و الجماعت حضرت علی المرتضیٰؓ کو دوست رکھتے ہیں۔ چوتھا خلیفہ برحق مانتے ہیں، جیسا کہ چوتھے نمبر پر وہ خلیفہ بنے۔ چاروں خلفاءؓ کا اکٹھا خطبوں میں نام لیتے ہیں۔ کیوں کہ علیؓ نے پہلے تینوں خلفاءؓ کو برحق خلیفہ مانا اور پہلے تینوں خلفاء حضرت علیؓ کے دوست تھے اور حضرت علیؓ ان کے دوست تھے۔ اس لئے سُنّی چاروں خلفاء کے دوست ہیں اور بترتیب چاروں کی خلافت کو برحق مانتے ہیں۔

سنت خلفائے راشدین کی پیروی کی وصیت

(۳۰) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَمْرٍو السَّلَمِيِّ أَنَّهٗ سَمِعَ الْعِرْبَاضَ بْنَ سَارِيَةَ يَقُوْلُ: وَ عَظَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَوْعِظَةً ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُوْنُ وَوَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوْب فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ هٰذِهٖ لَمَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ فَمَاذَا تَعْهَدُ اِلَيْنَا؟ قَالَ قَدْ تَرَكْتُكُمْ عَلَى الْبَيْضَاءِ لَيْلُهَا كَنَهَارِهَا لَا يَزِيْغُ عَنْهَا بَعْدِیْ اِلَّا هَالِكٌ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ فَسَيَرٰى اخْتِلَافًا كَثِيْرًا فَعَلَيْكُمْ بِمَا عَرَفْتُمْ مِنْ سُنَّتِیْ وَ سُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ عَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ وَ عَلَيْكُمْ بِالطَّاعَةِ وَاِنْ عَبْدًا حَبَشِيًّا فَاِنَّمَا

الْمُؤْمِنُ كَالْجَمَلِ الْأَنِفِ حَيْثُمَا قِيدَ انْقَادَ (سنن ابن ماجہ حدیث ۴۳)

عرباض بن ساریہ سے روایت ہے کہ نصیحت کی ہم کو رسول اللہ ﷺ نے ایسی کہ جوش مارنے لگیں اس سے آنکھیں اور ڈر گئے اس سے دل۔ سو عرض کی ہم نے یارسول اللہ ﷺ یہ تو نصیحت ہے۔ رخصت ہونے والے کی۔ سو کیا وصیت کرتے ہیں آپ ہم کو۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

میں نے چھوڑا ہے تم کو ایک چمکتی شریعت پر کہ اس کی رات بھی ایسی روشن ہے جیسے دن۔ نہ پھرے گا اس سے میرے بعد مگر ہلاک ہونے والا۔ جو شخص بھی میرے بعد جیئے گا وہ بڑا اختلاف دیکھے گا سو لازم جاننا تم اس کو جو تمہیں معلوم ہو۔ میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ خلیفوں کی سنت کو مضبوط پکڑو اس کو دانتوں سے اور لازم جانو فرمانبرداری حاکم کی اگرچہ ایک غلام حبشی ہو اس لئے کہ مومن ایسی بات جانتا ہے اور فرمانبرداری کرتا ہے جیسا ناک میں نتھ رکھا مہار نکا ہوا اونٹ کہ جدھر کھینچو ادھر چلا۔

(سنن ابن ماجہ حدیث ۴۳)

نصیحت پر عمل: حضور ﷺ کی نصیحت پر اہل السنت و الجماعت نے عمل کیا۔ جب حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ خلیفہ بنے تو سب کو برحق مانا۔

چار خلفاء کی بشارت

(۳۱) وَ عَنْ سَفِیْنَۃَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ الْخِلَافَۃُ ثَلَاثُوْنَ سَنَۃً ثُمَّ یَکُوْنُ بَعْدَ ذٰلِکَ مُلْکًا ثُمَّ یَقُوْلُ سَفِیْنَۃُ اَمْسِکْ خِلَافَۃَ اَبِیْ بَکْرٍ سَنَتَیْنِ وَ خِلَافَۃَ عُمَرَ عَشْرَۃً وَّ عُثْمَانَ اِثْنَتَیْ عَشْرَۃً وَّ عَلِیٍّ سِتَّۃً[1]

ترجمہ: حضرت سفینہؓ کہتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ خلافت تیس سال تک رہے گی پھر یہ خلافت بادشاہت ہو جائے گی۔ سفینہؓ راوی اس حدیث کو بیان کر کے کہتے ہیں کہ حساب کر کے دیکھو حضرت ابو بکرؓ کی خلافت دو سال۔ حضرت عمرؓ کی خلافت دس سال حضرت عثمانؓ کی خلافت بارہ سال اور حضرت علیؓ کی خلافت چھ سال۔[2]

شان حضرت علیؓ ... وہ ہر مومن کے دوست ہیں

(۳۲) حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

[1] رواہ احمد والترمذی وابوداؤد، مشکوۃ حدیث ۵۱۵۹

[2] صحیح اخرجہ ابوداؤد (۴۶۴۶۔۴۶۴۷) (۲) وترمذی (۲/۳۵) (۳) والطحاوی فی مشکل الآثار (۴/۳۱۳) (۴) وابن حبان فِی صحیحہ (۱۵۳۴۔۱۵۳۵) (۵) وابن عاصم فی السنۃ (۱۱۴ /۲) (۶) والحاکم (۳/۷۱، ۱۴۵) (۷) واحمد فی المسند (۵/۲۲، ۲۲۱) (۸) ابو نعیم فی فضائل صحابہ (۹) والبیہقی فی دلائل النبوۃ (۱۰) احادیث الصحیحہ جلد دوم ص ۸۲۰۔ حدیث ۴۵۹

مَاتُرِيْدُوْنَ مِنْ عَلِيٍّ؟اِنَّ عَلِيًّا مِنِّيْ وَ اَنَا مِنْهُ وَهُوَ وَلِيُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ بَعْدِیْ[1] (جامع الصغیر البانی حدیث ۵۵۹۸، صحیح)

ترجمہ: کیا چاہتے ہو تم علی سے؟ بے شک علیؓ مجھ سے ہے اور میں علیؓ سے ہوں اور وہ دوست ہے ہر مومن کا میرے بعد۔

علیؓ کی محبت سے حضور ﷺ کی محبت

(۳۳) مَنْ اَحَبَّ عَلِيًّا فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَحَبَّنِیْ فَقَدْ اَحَبَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ وَ مَنْ اَبْغَضَ عَلِيًّا فَقَدْ اَبْغَضَنِیْ وَ مَنْ اَبْغَضَنِیْ فَقَدْ اَبْغَضَ اللهَ عَزَّوَجَلَّ[2]

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

ترجمہ: جو محبت رکھے علیؓ سے، تو بے شک اس نے محبت رکھی مجھ سے اور جو میرے ساتھ محبت رکھے گا، بے شک اس نے اللہ عزوجل سے محبت رکھی، اور جو بغض رکھے علیؓ سے تو گویا اس نے مجھ سے بغض رکھا، اور جو میرے ساتھ بغض رکھے گا تو بے شک اس نے اللہ عزوجل سے بغض رکھا۔

---

[1] احادیثِ صحیحہ جلد خامس حدیث ۲۲۲۳ حوالہ اخرجہ الترمذی (۱۳/۳۷) ونسائی فی الخصائص (ص ۱۳، ۱۶، ۱۷) (۳) و ابن حبان (۲۲۰۳) (۴) مستدرک حاکم (۳/۱۱۰) (۵) ابو داؤد الطیاسی فی مسندہ (۹۲۸) (۶) مسند احمد (۴/۴۳۸) و ابن عدی فی الکامل (۲/۵۶۸)

[2] صحیح احادیث صحیحہ البانی جلد ۳ حدیث ۱۲۹۹ (۱) بحوالہ رواہ المخلص فی الفوائد المنتقاد (۱۰/۵/۱) مسند صحیح عن ام سلمہ (۲) اخرجہ الحاکم (۳/۱۳۰) عن زید سعید بن اوس الانصاری وقال: صحیح علی شرط الشیخین

میرے بعد کوئی نبی نہیں

(۳۴) یَا عَلِیّ! اَمَّا تَرْضٰی اَنْ تَکُوْنَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃ ھَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی؟ اِلَّا اِنَّہٗ لَیْسَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ[1]

ترجمہ: اے علیؓ! کیا تو راضی نہیں ہوتا، اس درجہ عالیہ پر کہ تو میری جانب سے ایسا ہو جیسا ہارونؑ موسیٰؑ کی جانب سے مگر فرق اتنا ہے کہ نبوت میرے بعد کسی کی نہیں۔

علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں

(۳۵) عَلِیّ مِنِّی وَ اَنَا مِنْ عَلِیّ وَ لَا یُؤْذِی عَنِّی اِلَّا اَنَا اَوْ عَلِیّ[2]

ترجمہ: فرمایا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے: علیؓ مجھ سے ہے اور میں علیؓ سے ہوں اور کوئی ادا نہیں کر سکتا میری طرف سے، اس پیغام کو سوائے علیؓ کے۔

(۳۶) مَنْ آذٰی عَلِیًّا فَقَدْ آذَانِیْ[3]

ترجمہ: جس نے تکلیف پہنچائی علیؓ کو، اس نے تکلیف پہنچائی مجھ کو۔

---

[1] صحیح جامع الصغیر البانی جلد دوم حدیث ۷۹۵۱ (۲) مسند احمد بن حنبل (۳) بیہقی (۴) ترمذی (۵) ابن ماجہ عن سعد (۶) مختصر مسلم شریف (۷) مستدرک حاکم ۲۳۷۲

[2] حسن (۱) جامع الصغیر البانی جلد دوم حدیث ۴۰۹۱ (۲) مسند احمد بن حنبل (۳) ترمذی شریف (۴) نسائی شریف (۵) ابن ماجہ عن حبشی بن جنادۃ (۶) المشکٰوۃ ۶۰۸۳

[3] صحیح الجامع الصغیر البانی ج ۲ حدیث ۵۹۲۴ بحوالہ مسند احمد بن حنبل، تاریخ بکاری، مستدرک للحاکم، عن عمرو بن شاس، الصحیحہ البانی حدیث ۲۲۹۵، ابن حبان، ابن عساکر، الہیثم بن کلیب، طبقات ابن سعد، ابن عساکر عن جابر

(۳۷) عَلِيٌّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ مَولٰی مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ[1]

ترجمہ: علیؓ ابن ابی طالب، جس کا میں دوست ہوں، اس کے دوست ہیں۔

(۳۸) عَلِيٌّ يَقْضِي دَيْنِي[2]

ترجمہ: علیؓ میرا قرض ادا کرے گا۔

عشرہ مبشرہ کو مع حضرت علیؓ جنت کی بشارت

(۳۹) عَشْرَةٌ فِي الْجَنَّةِ اَلنَّبِيُّ فِي الْجَنَّةِ وَ اَبُوْ بَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ وَ عُمَرُ فِي الْجَنَّةِ وَ عُثْمَانُ فِي الْجَنَّةِ وَ عَلِيٌّ فِي الْجَنَّةِ وَ طَلْحَةُ فِي الْجَنَّةِ وَ الزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ فِي الْجَنَّةِ وَ سَعْدُ بْنُ مَالِكٍ فِي الْجَنَّةِ وَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ فِي الْجَنَّةِ وَ سَعِيْدُ بْنُ زَيْدٍ فِي الْجَنَّةِ[3]

ترجمہ: دس جنت میں ہیں۔ نبی ﷺ جنت میں ہیں اور ابو بکرؓ جنت میں ہے اور عمرؓ جنت میں ہے اور عثمانؓ جنت میں ہے اور علیؓ جنت

---

[1] صحیح الجامع الصغیر ج۲ البانی حدیث ۴۰۸۹، بحوالہ المحاصل فی امالیہ، عن ابن عباسؓ، الصحیحہ البانی حدیث ۷۵۰، والروض النضیر حدیث ۱۷۱، المشکاۃ المصابیح حدیث ۶۰۹۱

[2] حسن صحیح الجامع الصغیر البانی ج۲ حدیث ۴۰۹۲، بحوالہ مسند البزاز عن انس، الصحیحہ البانی حدیث ۱۹۸۰

[3] (صحیح الجامع الصغیر البانی ج۲ حدیث ۴۰۱۰ بحوالہ مسند احمد بن حنبل، ابوداؤد، ابن ماجہ و ایضاً المقدسی عن سعید بن زید، الروض النضیر ۴۲۵

میں ہے اور طلحہؓ جنت میں ہے اور زبیرؓ بن عوام جنت میں ہے اور سعدؓ بن ملک جنت میں ہے اور عبدالرحمنؓ بن عوف جنت میں ہے اور سعیدؓ بن زید جنت میں ہے۔

(۴۰) **اَبُوْبَکرٍ فِی الْجَنَّةِ وَ عُمَرُ فِی الْجَنَّةِ وَ عُثْمَانُ فِی الْجَنَّةِ وَ عَلِیٌّ فِی الْجَنَّةِ وَ طَلْحَةُ فِی الْجَنَّةِ وَ الزُّبَیْرُ فِی الْجَنَّةِ وَ عَبْدُالرَّحْمٰن بن عَوْفٍ فِی الْجَنَّةِ وَ سَعْدُ بْنُ اَبِیْ وَقاصٍ فِی الْجَنَّةِ وَ سَعِیْدُ بْنُ زَیْدٍ فِی الْجَنَّةِ وَ اَبُوْ عُبَیْدَةَ بْنُ الجَرَاحِ فِی الْجَنَّةِ** (صحیح الجامع الصغیر البانی ج ۱ حدیث ۵۰ بحوالہ مسند احمد بن حنبل، ترمذی)

غلام اہلسنّت حافظ عبدالوحید حنفی

ترجمہ: ابو بکرؓ جنت میں ہے اور عمرؓ جنت میں ہے اور عثمانؓ جنت میں ہے اور علیؓ جنت میں ہے اور طلحہؓ جنت میں ہے اور زبیرؓ جنت میں ہے اور عبدالرحمنؓ بن عوف جنت میں ہے اور سعدؓ بن ابی وقاص جنت میں ہے اور سعیدؓ بن زید جنت میں ہے اور ابو عبیدہ بن الجراح جنت میں ہے۔

خلفاءِ ثلاثہؓ حضرت علیؓ المرتضیٰ کی نظر میں

(۴۱) **مُسْنَدِ عَلِیٍّ کَرَّمَ اللہُ وَجْهَهُ عَنْ عَبْدِ خَیْرٍ قَالَ: خَطَبَ عَلِیٌّ فَقَالَ: اِنْ اَفْضَلُ النَّاسِ بَعْدَ النَّبِیِّ ﷺ اَبُوْبَکر، وَ اَفْضَلُهُمْ بَعْدَ اَبِیْ بَکْرٍ عُمَرُ، وَ لَوْ شِئْتُ اَنْ اِسَمِیَ الثَّالِثَ**

لَسَمَّيْتُهٗ، فَسَئَلُ عَنِ الَّذِیْ شِئْتَ اَنْ تَسْمِيَهٗ؟ قَالَ: اَلْمَذْبُوْحُ كَمَا تَذْبَحَ الْبَقَرَةُ (العدنی و ابن ابی داود، ع، حل، ابن عساکر)

ترجمہ: ”مسند علی رضی اللہ عنہ“ عبد خیر کی روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے خطاب کیا اور فرمایا: لوگوں میں نبی کریم ﷺ کے بعد سب سے افضل ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ ابو بکرؓ کے بعد عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ اگر میں چاہوں تو تیسرے کا نام بھی لے سکتا ہوں۔ چنانچہ آپ سے تیسرے کے متعلق پوچھا گیا کہ وہ کون ہیں؟ آپؓ نے فرمایا: وہ شخص ہے (یعنی حضرت عثمانؓ) جسے گائے کی طرح ذبح کر دیا گیا ہے۔

(کنز العمال ج۱۳ ح۳۶۶۹۱)

خلفاءِؓ اربعہ کی خلافت کی خبر ارشادِ نبوی ﷺ

(۴۲) عَنْ عَلِیٍّ قَالَ: لَمْ يَقْبِضِ النَّبِیُّ ﷺ حَتّٰی اَسَرَّ اِلَیَّ اَنَّ الْخَلِيْفَةُ مَنْ بَعْدِهٖ اَبُوْبَكْرٍ، ثُمَّ مَنْ بَعْدَهٗ عُمَرُ، ثُمَّ مَنْ بَعْدَهٗ عُثْمَانُ، ثُمَّ اِلَیَّ الْخِلَافَةُ۔ وَفِیْ لَفْظٍ: ثُمَّ تَلِیَ الْخِلَافَةُ

(ابن شاہین و الغازی فی فضائل الصدیق، ابن عساکر)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اس وقت تک دُنیا سے رُخصت نہیں ہوئے جب تک کہ مجھے بتا نہیں دیا کہ ان کے بعد خلیفہ ابو بکر رضی اللہ عنہ ہوں گے۔ پھر ان کے بعد عمر رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد عثمان رضی اللہ عنہ ہوں گے۔ پھر عثمانؓ کے بعد میں (علیؓ)

خلافت کا بار اُٹھاؤں گا۔ (کنز العمال ج ۱۳ حدیث ۳۶۶۹۳)

خلفاءِ ثلاثہ علی المرتضیٰ کا ارشاد

(۴۳) عَنِ النَّزَّالِ بْنِ سَبْرَةَ قَالَ: وَافَقْنَا مِنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ ذَاتَ يَوْمٍ طَيِّبٍ نَفْسٍ فَقُلْنَا: يَا اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ! حَدَثْنَا عَنْ اَصْحَابِکَ۔ قَالَ: کل اَصْحَاب رَسُوْل الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَصْحَابِیْ۔ قُلْنَا: حَدَثْنَا عَنْ اَصْحَابِکَ خَاصَة۔ فَقَالَ: مَا كَانَ لِرَسُوْل الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صَاحِب الا كَانَ لِی صَاحِبا۔ قُلْنَا: حَدَثْنَا عَنْ اَبِیْ بَكُر الصِّدِّيْق۔ قَالَ: ذَاکَ امْرُؤٌ سَمّاه الله صِدِّيْقًا عَلٰى لِسَانِ جِبْرِيْلَ وَ مُحَمَّد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، كَانَ خَلِيْفَة رَسُوْل الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رضيه لدينا فَرضيناه لِدُنْيَانَا۔ قُلْنَا: فَحَدَثْنَا عَنْ عُمَر بْن الخَطَّاب۔ قَالَ: ذَاکَ امْرُؤٌ سَمّاه الله الفَارُوْق ففرق بَيْنَ الْحَقّ وَ الْبَاطِل۔ سَمِعْت رَسُوْل الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَقُوْل: اللهمَّ اَعِزّ الإِسْلَام بِعُمَر بْن الْخَطَّاب۔ قُلْنَا: فَحَدَثْنَا عَنْ عُثْمَان بْن عَفَّان۔ قَالَ: ذَاکَ امْرُؤٌ يدعى فِي الْمَلَأِ الاَعْلٰى "ذَا النُّوْرَيْن"۔ كَانَ ختن رَسُوْل الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم على ابْنَتَيْه، ضمن لَه بَيْتًا فِی الْجَنَّة (خیثمہ واللالکائی والعشاری فی فضائل الصدیق، ابن عساکر)

ترجمہ: نزال بن سبرہ کی روایت ہے کہ ایک دن ہم نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو خوش خوش پایا۔ ہم نے عرض کیا: اے امیر

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

المؤمنین! ہمیں اپنے اصحاب کے متعلق بتلائیے۔

آپؓ نے کہا: رسول اللہ ﷺ کا ہر صحابیؓ میرا دوست ہے۔ ہم نے کہا: آپ ہمیں ابو بکرؓ کے متعلق بتلائیں۔ فرمایا: ابو بکر رضی اللہ عنہ ایسے شخص تھے، جنہیں اللہ تعالیٰ نے جبرئیل امین علیہ السلام اور حضرت محمد ﷺ کی زبان سے صدیق کہلوایا ہے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ہمارے دین کے لیے پسند فرمایا اور ہم نے انہیں اپنی دُنیا کے لیے پسند کیا۔

ہم نے عرض کیا: آپ ہمیں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے متعلق بتلائیں۔

آپ بولے: میں نے رسول کریم ﷺ کو فرماتے سُنا ہے: یا اللہ! اسلام کو عمر بن خطابؓ کے ذریعے عزت عطا فرما۔

عبدالوحید الحنفی خادم اہلسنت حافظ

ہم نے کہا: آپ ہمیں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے متعلق بتائیں۔ فرمایا:

اس شخص کو آسمانوں میں ”ذوالنورین“ کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی دو بیٹیوں سے شادی کی ہوئی تھی۔

اور رسول اللہ ﷺ نے انہیں جنت کی ضمانت دی ہوئی تھی۔

(کنز العمال حدیث ۳۶۶۹۴)

اُمت میں سب سے افضل خلفاءؓ ثلاثہ ہیں

(۴۴) عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: مَا مَاتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰی عَرَفْنَا اَنَّ اَفْضَلَنَا بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَبُوْبَكْرٍ، وَ مَا مَاتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حَتّٰی عَرَفْنَا اَنْ اَفْضَلَنَا بَعْدَ اَبِیْ بَکْرٍ عُمَرُ، وَ مَا مَاتَ رَسُوْلِ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حَتّٰی عَرَفْنَا اَنْ اَفْضَلَنَا بَعْدَ عُمَرَ رَجُلٍ آخَرُ لَمْ یَسْمُہٗ یَعْنِیْ عُثْمَانُ (ابن ابی عاصم وابن النجار)

ترجمہ: حضرت علیؓ کی روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے اس وقت تک وفات نہیں پائی جب تک کہ ہم نے جان نہیں لیا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد لوگوں میں سب سے افضل ابو بکرؓ ہیں۔ آپ ﷺ نے اس وقت تک وفات نہیں پائی جب تک کہ ہم نے جان نہیں لیا کہ ابو بکرؓ کے بعد سب سے افضل عمرؓ بن خطاب ہیں۔ اور آپ ﷺ نے اس وقت تک وفات نہیں پائی، جب تک کہ ہم نے پہچان نہیں لیا کہ عمرؓ کے بعد افضل ایک اور شخص ہے۔ چنانچہ حضرت علیؓ نے اس شخص کا نام نہیں لیا یعنی وہ عثمانؓ ہیں۔

(کنز العمال ج ۱۳ حدیث ۳۶۶۹۵)

اُمت میں سب سے بہتر خلفاءِ اربعہؓ ہیں

(۴۵) عَنْ سَعْدِ بْنِ ظَرِیْفٍ عَنِ الْاَصْبَغِ بْنِ نَبَاتَۃَ قَالَ: قُلْتُ لِعَلِیٍّ: مَنْ خَیْرِ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم؟ قَالَ: اَبُوْ بَکْرِ نِ الصِّدِّیْقُ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ عُثْمَانُ ثُمَّ اَنَا یَا اَصْبَغُ! سَمِعْتُ وَ الْاَفَصُمْتَا وَ رَأَیْتَ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَ الَا فَعَمَیْتَا وَ ھُوَ یَقُوْلُ: مَا خَلَقَ اللّٰہ مَوْلُوْدًا فِی الْاِسْلَامِ اَنْقِیَ وَ لَا اَنْقٰی وَ لَا اَزْکٰی وَ لَا

اَعۡدَلُ وَ لَا اَفۡضَلُ مِنۡ اَبِیۡ بَکۡرِنِ الصِّدِّیۡقُ

(ابو العباس الولید بن احمد الزوزنی فی کتاب شجرۃ العقل)

ترجمہ: سعد بن طرین اصبغ بن نباتہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہٗ سے عرض کیا: رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بعد لوگوں میں سب سے بہتر کون ہے؟ آپؓ نے فرمایا: اے اصبغ! ابو بکرؓ صدیق، پھر عمرؓ، پھر عثمانؓ اور پھر میں (علیؓ) ہوں۔ تم نے سُن لیا ورنہ تمہارے دونوں کان بہرے ہو جائیں۔ میں نے نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو دیکھا ہے ورنہ دونوں آنکھیں اندھی ہو جائیں۔ اور وہ فرماتے تھے: اللہ تعالیٰ نے اسلام میں کوئی مولود پیدا نہیں کیا جو ابو بکرؓ صدیق سے افضل ہو، صاف ہو، حقیقی ہو، پرہیز گار ہو یا ان کے برابر ہو۔ (کنزالعمال ج۱۳ حدیث ۳۶۶۹۶)

قیامت میں خلفاءِؓ اربعہ کی شان اور مقام

(۴۶) عَنۡ عَلِیٍّ قَالَ: قَالَ رَسُوۡلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم: اَنَا اَوَّلُ مَنۡ تَنۡشَقُّ الۡاَرۡضُ عَنۡہُ وَ لَا فَخۡر! فَیُعۡطِیۡنِی اللہُ مِنَ الۡکَرَامَۃِ مَا لَمۡ یُعۡطِنِیۡ قَبۡل! ثُمَّ یُنَادِیۡ مُنَادٍ: یَا مُحَمَّدَ! قَرِّبِ الۡخُلَفَاء۔ فَأَقُوۡلُ: وَ مَنِ الۡخُلَفَاءُ؟ فَیَقُوۡلُ جَلَّ جَلَالَہٗ: عَبۡدِاللہِ اَبُوۡبَکۡرِ نِ الصِّدِّیۡق۔ فَأَوَّلَ مَنۡ تَنۡشَقَ الۡاَرۡضُ عَنۡہُ بَعۡدِیۡ اَبُوۡبَکۡر۔ وَ یَقِفُ بَیۡنَ یَدَیِ اللہِ فَیُحَاسَبُ حِسَابًا یَّسِیۡرًا وَ یُکۡسِیۡ حُلَّتَیۡنِ خُضۡرَاوَیۡنِ ثُمَّ

يُوْقَفُ اَمَامَ الْعَرْشِ۔ ثُمَّ يُنَادِيْ مُنَادٍ: اَيْنَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّاب؟ فَيَجِيْءُ وَ اَوْدَاجُهٗ تَشْخَبُ دَمًا۔ فَاَقُوْلُ: عُمَرُ! مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِکَ؟ فَيَقُوْلُ: مَوْلَى الْمُغِيْرَةِ بْنَ شُعْبَةَ۔ فَيُوْقَفُ بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ فَيُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا ثُمَّ يُكْسِيْ حُلَّتَيْنِ خُضْرَاوَيْنِ ثُمَّ يُوْقَفُ اَمَامِ الْعَرْشِ۔ ثُمَّ يُؤْتِيْ بِعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ وَ أَوْدَاجُهٗ دَمًا۔ فَاَقُوْلُ: عُثْمَانُ! مَنْ فَعَلَ بِکَ هٰذَا؟ فَيَقُوْلُ: فُلَانٌ وَ فُلَانٌ۔ فَيُوْقَفُ بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ فَيُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا ثُمَّ يُكْسِيْ حِلَّتَيْنِ خُضْرَاوَيْنَ ثُمَّ يُوْقَفُ اَمَامِ الْعَرْشِ۔ ثُمَّ يُؤْتِيْ بِعَلِيٍّ وَ أَوْدَاجُهٗ تَشْخَبُ دَمًا۔ فَاَقُوْلُ: عَلِيَّ! مَنْ فَعَلَ بِکَ هٰذَا؟ فَيَقُوْلُ: عَبْدُالرَّحْمٰنُ بْنُ مُلْجِمٍ۔ فَيُوْقَفُ بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ فَيُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا ثُمَّ يُكْسِيْ حُلَّتَيْنِ[1]

ترجمہ: حضرت علی ؓ کی روایت ہے کہ رسولِ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن سب سے پہلے زمین مجھ سے ہٹے گی اور اس میں فخر نہیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے ایسی کرامت و عزت عطا فرمائے گا، جو مجھے پہلے عطا نہیں کی گئی۔ پھر ایک منادی آواز لگائے گا: اے محمد ﷺ! اپنے خلفاء کو قریب لاؤ۔ میں کہوں گا: خلفاء کون ہیں؟

---

[1] الزوزني و فيه عليّ بن صالح، قال الذهبي: لا يعرف له خبر باطل، و قال في اللسان ذكره حب في الثقات وقال: روى عنه اهل العراق، مستقيم الحديث

اللہ جل جلالہ فرمائے گا: عبداللہ ابو بکرؓ صدیق۔

چنانچہ میرے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ پہلے شخص ہوں گے، جن سے زمین ہٹے گی۔ ابو بکرؓ اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہوں گے۔ ان کا معمولی سا حساب ہو گا۔ پھر انہیں سبز رنگ کے دو جوڑے پہنا دیئے جائیں گے۔ پھر انہیں عرش کے سامنے کھڑا کر دیا جائے گا۔

منادی ایک بار پھر آواز لگائے گا: کہاں ہیں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ؟

چنانچہ عمرؓ بن خطاب آئیں گے اور ان کی رگوں سے خون رس رہا ہو گا۔ میں پوچھوں گا: اے عمرؓ! تمہارے ساتھ یہ کس نے کیا ہے؟ وہ کہیں گے: مغیرہؓ بن شعبہ کے غلام نے۔ انہیں بھی اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا کر دیا جائے گا اور ان کا بھی تھوڑا سا حساب ہو گا۔ پھر انہیں دو سبز رنگ کے جوڑے پہنا دیئے جائیں گے۔ پھر انہیں بھی عرش کے سامنے کھڑا کر دیا جائے گا۔

پھر عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو لایا جائے گا اور ان کی رگوں سے خون رس رہا ہو گا۔ میں پوچھوں گا: اے عثمانؓ! تمہارے ساتھ یہ کس نے کیا ہے؟ وہ کہیں گے: فلاں بن فلاں نے۔ انہیں بھی اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا کر دیا جائے گا اور ان کا بھی تھوڑا سا حساب ہو گا۔ پھر انہیں دو سبز رنگ کے جوڑے پہنا دیئے جائیں گے۔ پھر انہیں بھی عرش کے سامنے کھڑا کر دیا جائے گا۔

پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ لائے جائیں گے، ان کی رگوں سے بھی خون رس رہا ہو گا۔ میں کہوں گا: اے علیؓ! تمہارے ساتھ یہ کس نے کیا ہے؟ وہ جواب دیں گے: عبدالرحمن بن ملجم نے۔ انہیں بھی اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا کیا جائے گا اور ان کا بھی تھوڑا سا حساب ہو گا۔ پھر انہیں دو سبز جوڑے پہنا دیئے جائیں گے۔ پھر انہیں عرش کے سامنے کھڑا کر دیا جائے گا۔ (کنزالعمال ج۱۳ حدیث ۳۶۶۹۷)

خلفاءِؓ ثلاثہ کی خلافت کی پیشگوئی

(۴۷) عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: عَهِدَ اِلَيَّ رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَنَّ اَبَابَكْرٍ يَلِيَ الْخَلَافَةَ مِنْ بَعْدِهٖ فَيَجْتَمِعُ النَّاسُ عَلَيْهِ۔ ثُمَّ يَلِيْهَا بَعْدَ اَبِيْ بَكْرٍ عُمَرُ فَيَجْتَمِعُ النَّاسُ اِلَيْهِ، ثُمَّ يَلِيْهَا عُثْمَانُ (الزوزنی)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیت کی تھی کہ میرے بعد بار خلافت ابو بکر رضی اللہ عنہ اُٹھائیں گے اور سب لوگ ان پر اکٹھے ہو جائیں گے۔ پھر ان کے بعد عمر رضی اللہ عنہ بار خلافت اُٹھائیں گے اور سب لوگ ان پر اتفاق کر لیں گے۔ پھر عثمان رضی اللہ عنہ بارِ خلافت اُٹھائیں گے۔ (کنزالعمال حدیث ۳۶۶۹۸)

اُمت میں سب سے افضل خلفاءِؓ اربعہ ہیں

(۴۹) عَنْ شَرِيْحِ الْقَاضِيْ قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ يَقُوْلُ عَلَى الْمِنْبَرِ: خَيْرُ هٰذِهِ الْاُمَّةُ بَعْدَ نَبِيِّهَا اَبُوْبَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ

ثُمَّ عُثْمَانُ ثُمَّ اَنَا (ابن شاذان فی مشیخته، خط، ابن عساکر)

ترجمہ: قاضی شریح کی روایت ہے کہ میں نے حضرت علیؓ بن ابی طالب کو منبر پر فرماتے ہوئے سُنا: نبی کریم ﷺ کے بعد اس اُمت کا سب سے افضل آدمی ابو بکرؓ ہے، پھر عمرؓ، پھر عثمانؓ اور پھر میں (علیؓ) ہوں۔ (کنز العمال ج ۱۳ حدیث ۳۶۷۰۰)

خلفاءِ اربعہؓ جنت میں

(۴۹) عَنْ مَعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَ يَمِيْنُهٗ فِيْ يَدِ اَبِيْ بَكْرٍ وَ يَسَارُهٗ فِيْ يَدِ عُمَرَ وَ عَلِيٌّ آخِذٌ بِطَرْفِ رِدَائِهٖ وَ عُثْمَانُ مِنْ خَلْفِهٖ فَقَالَ: هٰكَذَا وَ رَبِّ الْكَعْبَةِ نَدْخُلُ الْجَنَّةَ (ابن عساکر، کنز العمال ج ۱۳ حدیث ۳۶۷۰۸)

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول کریم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے۔ آپ کا دایاں ہاتھ حضرت ابو بکرؓ کے ہاتھ میں تھا، بایاں ہاتھ حضرت عمرؓ کے ہاتھ میں تھا، علیؓ نے آپ کی چادر کا پلو پکڑ رکھا تھا جب کہ عثمانؓ آپ کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: رب کعبہ کی قسم! ہم اسی طرح جنت میں داخل ہوں گے۔

حضور ﷺ کے بعد خلافت کی بشارت

(۵۰) عَنِ الشُّعْبِيِّ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي الْمُصْطَلِقِ قَالَ: بَعَثَنِيْ

قَوْمِیْ بَنُو الْمُصْطَلِقِ اِلٰی رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَسْاَلُهُ اِلٰی مَنْ نَدْفَعُ صَدَقَاتُنَا بَعْدَ فَأَتَيْتُهُ فَقَالَ: اِدْفَعُوْهَا اِلٰی اَبِیْ بَکْرٍ۔ فَلَقِیْتُ عَلِیًّا فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ: اِرْجِعْ اِلَیْهِ فَاسْأَلْهُ اِلٰی مَنْ یَدْفَعُوْنَهَا بَعْدَ اَبِیْ بَکْرٍ؟ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: اِدْفَعُوْهَا اِلٰی عُمَرَ بَعْدَهُ۔ فَاَخْبَرْتُ عَلِیًّا فَقَالَ: اِرْجِعْ اِلَیْهِ فَاسْأَلْهُ اِلٰی مَنْ یَدْفَعُوْنَهَا بَعْدَ عُمَرَ؟ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: اِدْفَعُوْهَا اِلٰی عُثْمَانَ بَعْدَهُ۔ فَأَخْبَرْتُ عَلِیًّا فَقَالَ: اِرْجِعْ اِلَیْهِ فَاسْأَلْهُ اِلٰی مَنْ یَدْفَعُوْنَهَا بَعْدَ عُثْمَانَ۔ فَقُلْتُ: اِنِّیْ لَأَسْتَحْیِیْ اَنْ أَرْجِعَ اِلٰی رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بَعْدَ هٰذَا (نعیم بن حماد فی الفتن)

عبدالوحید حنفی
خادم اہلسنت
حافظ

ترجمہ: شعبی بنی مصطلق کے ایک شخص سے روایت نقل کرتے ہیں کہ میری قوم بنی مصطلق نے مجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا کہ میں آپ ﷺ سے پوچھوں کہ آپ کے بعد بنی مصطلق کسے صدقات دیں؟ میں نے آپ ﷺ سے پوچھا تو فرمایا: ابو بکرؓ کو دیں۔ میری ملاقات حضرت علیؓ سے ہوئی۔ میں نے ان کو خبر کی۔ انہوں نے کہا: واپس جاؤ اور پوچھو کہ ابو بکرؓ کے بعد کسے دیں؟ میں نے آپ ﷺ سے پوچھا تو فرمایا: ابو بکرؓ کے بعد عمرؓ کو دیں۔ میں نے علیؓ کو بتایا۔ انہوں نے کہا: واپس جاؤ اور پوچھو کہ ان کے بعد کسے دیں؟ میں نے آپ ﷺ سے پوچھا تو فرمایا: عمرؓ کے بعد عثمانؓ کو دیں۔ میں نے علیؓ کو خبر کی۔ انہوں نے کہا: واپس جاؤ اور پوچھو کہ

ان کے بعد کسے دیں؟ میں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے پاس بار بار جانے پر مجھے حیاء آتی ہے۔ (کنز العمال ج ۱۳ حدیث ۳۶۷۱۹)

خلفاءِؓ اربعہ کو جنت کی بشارت

(۵۱) عَنْ اِبْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: کَانَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فِیْ حَائِطٍ فَقَالَ: یَدْخُلُ عَلَیْکُمْ رَجُلٌ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّةِ وَ الثَّانِیْ وَ الثَّالِثُ وَ الرَّابِعُ۔ فَدَخَلَ اَبُوْبَکْرٍ ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ ثُمَّ جَاءَ عُثْمَانُ ثُمَّ جَاءَ عَلِیٌّ۔ وَ قَالَ: اَبْشِرْ بِالْجَنَّةُ (ابن عساکر، کنز العمال ج ۱۳ حدیث ۳۶۷۲۲)

ترجمہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ ایک باغ میں تھے، ارشاد فرمایا: تمہارے پاس اہل جنت میں سے ایک شخص آیا چاہتا ہے، پھر دوسرا، پھر تیسرا اور پھر چوتھا۔ چنانچہ ابو بکرؓ داخل ہوئے، پھر عمرؓ، پھر عثمانؓ اور پھر علیؓ داخل ہوئے۔ آپ نے فرمایا: تمہیں جنت کی خوشخبری ہے۔

پانچ سو صحابہؓ کی شہادت خلفاءِؓ اربعہ کی فضیلت

(۵۲) عَنِ الشُّعْبِیْ قَالَ: اِدْرَکْتُ خَمْسَمِاءَةَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کُلُّھُمْ یَقُوْلُوْنَ: اَبُوْبَکْرٍ وَ عُمَرُ وَ عُثْمَانُ وَ عَلِیٌّ

ترجمہ: شعبی کی روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے پانچ سو سے زائد صحابہ رضی اللہ عنہم پائے ہیں۔ وہ سب کہتے تھے: ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ رضی اللہ عنہم۔ (کنز العمال ج ۱۳ حدیث ۳۶۷۲۳)

خلفائے ثلاثہ کی نیابت

(۵۳) عَنْ عَصْمَةِ بْنِ مَالِكِ الْحَطَمِيِّ قَالَ: قَدِمَ رَجُلٌ مِنْ خُزَاعَةَ فَلَقِيَهُ عَلِيٌّ فَقَالَ: مَا جَاءَ بِکَ؟ قَالَ: جِئْتُ أَسْأَلُ رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِلٰی مَنْ نَدْفَعُ صَدَقَةَ اَمْوَالِنَا اِذَا قَبَضَهُ اللهُ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: اِلٰی اَبِیْ بَكْرٍ۔ قَالَ: وَ اِذْ قَبَضَ اللهُ اَبَابَكْر فَاِلٰی مَنْ؟ قَالَ: اِلٰی عُمَرَ۔ قَالَ: فَاِذَا قُبِضَ اللهُ عُمَرُ فَاِلٰی مَنْ؟ قَالَ: اِلٰی عُثْمَانَ۔ قَالَ: فَاِذَا قُبِضَ اللهُ عُثْمَان فَاِلٰی مَنْ؟ قَالَ: اُنْظِرُوْا لِاَنْفُسِكُمْ (ابن عساکر)

ترجمہ: عصمہ بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ بنو خزاعہ کا ایک شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملا۔ علیؓ نے پوچھا: تم کیوں آئے ہو؟ کہا: میں آیا ہوں تا کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھوں کہ جب اللہ تعالیٰ انہیں اپنے پاس بلا لے گا، تو پھر ہم اپنے صدقات کسے دیں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ابو بکر رضی اللہ عنہ کو دینا۔ عرض کیا: جب اللہ تعالیٰ ان کی روح قبض کر لے تو پھر؟ فرمایا: عمر رضی اللہ عنہ کو دینا۔ اس شخص نے عرض کیا: جب عمرؓ دُنیا سے رخصت ہو گئے تو؟ فرمایا: عثمان رضی اللہ عنہ کو دینا۔ عرض کیا: جب عثمانؓ دُنیا سے رُخصت ہو جائیں تو؟ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اس وقت تم خود غور خوض کر لو۔[1]

---

[1] کنز العمال ج ۱۳ حدیث ۳۶۷۲۵

خلفاءِ اربعہؓ کی محبت جنت کی بشارت

(۵۴) عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: مَنْ اَحَبَّ اَبَابَكْرٍ فَاِنَّهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ اَبِیْ بَكْرٍ وَ صَارَ مَعَهٗ حَيْثُ يَصِيْرُ۔ وَ مَنْ أَحَبَّ عُمَرُ كَانَ مَعَ عُمَر حَيْثُ يَصِيْرُ۔ وَ مَنْ اَحَبَّ عُثْمَانَ كَانَ مَعَ عُثْمَانَ۔ وَ مَنْ اَحَبَّنِیْ كَانَ مَعِیَ۔ وَ مَنْ اَحَبَّ هٰؤُلَاءِ الْاَرْبَعَةُ كَانَ قَائِدُهٗ هٰؤُلَاءِ الْاَرْبَعَةَ اِلَى الْجَنَّةُ (ابن عساکر)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جو شخص ابو بکر رضی اللہ عنہ سے محبت کرے گا، وہ قیامت کے دن ابو بکرؓ کے ساتھ ہو گا۔ جہاں وہ جائیں گے، ان کے ساتھ وہ بھی جائے گا۔ جو شخص عمر رضی اللہ عنہ سے محبت کرے گا، وہ بھی عمرؓ کے ساتھ ہو گا۔ جہاں جائیں گے، ان کے ساتھ ہو گا۔ جو عثمان رضی اللہ عنہ سے محبت کرے گا، وہ بھی عثمانؓ کے ساتھ ہو گا۔ اور جو شخص مجھ سے محبت کرے گا، وہ میرے ساتھ ہو گا۔ اور جو شخص ان چاروں سے محبت کرے گا، جنت کی طرف لے جانے والے یہ چاروں ہوں گے۔ (کنز العمال ج ۱۳ حدیث ۳۶۷۲۶)

اُمت میں سب سے افضل خلفاءِ اربعہؓ

(۵۵) مُسْنَدِ عَلِيٍّ عَنْ سَعْدِ بْنِ طَرِيْفٍ عَنِ الْأَصْبَغْ بْنُ نَبَاتَة قَالَ: قُلْتُ لِعَلِيٍّ: يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! مَنْ خَيْرُ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم؟ قَالَ: اَبُوْ بَكْرٍ۔ قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: عُمَرُ۔ قُلْتُ: ثُمَّ

مَنْ؟ قَالَ: عُثْمَانُ۔ قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: اَنَا، رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللہ ﷺ بِعَیْنِیْ هَاتَیْنِ وَ اِلَّا فَعَمِیَتَا وَ بِاُذُنِیْ هَاتَیْنِ وَ اِلَّا فَصَمَّتَا یَقُوْلُ: مَا وَلَدَ فِی الْاِسْلَامِ مَوْلُوْدٌ اَزْکٰی وَ لَا اَطْهَرُ وَ لَا اَفْضَلُ مِنْ اَبِیْ بَکْرٍ ثُمَّ عُمَرُ (ابن عساکر، کنز العمال ج ۱۳ حدیث ۳۶۷۲۸)

ترجمہ: "مسند علی" سعد بن طریق اصبغ بن نباتہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: اے امیر المؤمنین! رسول اللہ ﷺ کے بعد لوگوں میں سب سے افضل کون ہے؟ آپ نے فرمایا: ابو بکر رضی اللہ عنہ۔ میں نے پوچھا: پھر کون؟ فرمایا: عمر رضی اللہ عنہ۔ میں نے پوچھا: پھر کون؟ فرمایا: عثمان رضی اللہ عنہ۔ میں نے عرض کیا: پھر کون؟ فرمایا: پھر میں ہوں۔ میں نے رسول کریم ﷺ کو ان دو آنکھوں سے دیکھا ہے ورنہ یہ آنکھیں اندھی ہو جائیں۔ میں نے آپ کو ان دو کانوں سے سُنا ہے ورنہ یہ کان بہرے ہو جائیں۔ چنانچہ آپ فرماتے تھے: اسلام میں کوئی ایسا شخص پیدا نہیں ہوا جو ابو بکرؓ و عمرؓ سے زیادہ پرہیز گار، پاکباز اور افضل ہو۔

خلفاءِ اربعہؓ کی محبت مومن کے دل میں جمع ہو گی

(۵۶) عَنْ اَنَسٍ قَالَ: لَا یَجْتَمِعُ حُبُّ هٰؤُلَاءِ الْاَرْبَعَةِ اِلَّا فِیْ قَلْبِ مُؤْمِنٍ: اَبُوْبَکْرٍ وَ عُمَرَ وَ عُثْمَانَ وَ عَلِیٍّ (ابن عساکر)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ان چار صحابہ رضی اللہ عنہم کی

محبت صرف کسی مومن ہی کے دل میں جمع ہو سکتی ہے، یعنی ابو بکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم اجمعین کی محبت۔ (کنز العمال ج ۱۳ حدیث ۳۶۷۳۱)

حدیث نبوی ﷺ میں چار یارؓ کی شان

(۵۷) عَنْ اِبْنِ عُمَر رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَرْحَمُ اُمَّتِیْ بِاُمَّتِیْ اَبُوْبَکْرٍ وَ اَشَدُّھُمْ فِیْ اَمْرِ اللّٰہِ عُمَرُ وَ اَکْرَمُھُمْ حَیَاءً عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ وَ اَقْضَاھُمْ عَلِیُّ ابْنُ اَبِیْ طَالِبٍ (رواہ ابن عساکر)

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری اُمت کے لوگوں کے ساتھ سب سے زیادہ رحم دِل میری اُمت میں ابو بکرؓ ہیں۔ اور اللہ کے معاملہ میں سب سے سخت عمرؓ (ابن خطاب) ہیں۔ اور حیاء کے لحاظ سے میری اُمت میں سب سے افضل عثمانؓ بن عفان ہیں۔ اور نزاعات میں سب سے بہتر فیصلہ کرنے والے میری اُمت میں علیؓ بن ابی طالب ہیں۔ (ابن عساکر۔ معارف الحدیث ج ۸ مولانا منظور نعمانیؒ)

خلفاءِؓ اربعہ کی فضیلت

(۵۸) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ فَضَّلَ عَلٰی اَبِیْ بَکْرٍ وَّ عُمَرَ وَ عُثْمَانَ وَ عَلِیٍّ فَقَدْ رَدَّ مَا قُلْتُهٗ وَ کَذَّبَ مَا ھُمْ اَھْلُهٗ (رواہ الرافعی)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ پر (کسی اور کو) فضیلت دی تو اس نے میری بتلائی ہوئی بات کی تردید کی۔ اور یہ چاروں (عند اللہ) جس مرتبہ پر ہیں، اس کی تکذیب کی۔

(معارف الحدیث ج۸ از مولانا نعمانیؒ)

ابو بکرؓ و عمرؓ خلفاءِ راشدین میں سے تھے

(۵۹) عَنْ عَلِیِّ بْنِ حُسَیْنٍ قَالَ: قَالَ فَتًی مِنْ بَنِیْ هَاشِمٍ لِعَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ حِیْنَ انْصَرَفَ مِنْ صِفِّیْنَ: سَمِعْتُکَ تَخْطُبُ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ! فِی الْجُمُعَةِ تَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ! اَصْلِحْنَا بِمَا اَصْلَحْتَ بِهِ الْخُلَفَاءَ الرَّاشِدِیْنَ، فَمَنْ هُمْ؟ فَاغْرَوْرَقَتْ عَیْنَاهُ ثُمَّ قَالَ: اَبُوْبَکْرٍ وَ عُمَرُ اِمَامَا الْهُدٰی وَ شَیْخَا الْاِسْلَامِ وَ الْمُهْتَدٰی بِهِمَا بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، مَنْ اتَّبَعَهُمَا هُدًی اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ، وَ مَنِ اقْتَدٰی بِهِمَا یُرْشَدُ، وَ مَنْ تَمَسَّکَ بِهِمَا فَهُوَ مِنْ حِزْبِ اللّٰهِ، وَ حِزْبُ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ [1]

ترجمہ: علی بن حسین کی روایت ہے کہ بنی ہاشم کے ایک لڑکے نے حضرت علیؓ بن ابی طالب سے پوچھا جب آپؓ جنگ صفین سے واپس لوٹ رہے تھے: اے امیر المؤمنین! میں نے جمعہ کے دن

---

[1] اللالکائی و ابو طالب العشاری فی فضائل الصدیق و نصر فی الحجة

آپ کو خطبہ دیتے سنا اور آپ فرما رہے تھے: یا اللہ! ہماری اس طرح سے اصلاح فرما، جس طرح تو نے خلفائے راشدینؓ کی اصلاح فرمائی ہے۔ ذرا یہ تو بتا دیجیے کہ خلفائے راشدین کون لوگ ہیں؟

حضرت علیؓ کی آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبانے لگیں، پھر گویا ہوئے: وہ ابو بکرؓ و عمرؓ ہیں۔ جو کہ آئمہ ہدی، شیوخ الاسلام اور رسول اللہ ﷺ کے بعد مہتدیٰ بہما ہیں۔ جو بھی ان کی اتباع کرے گا، اسے سیدھی راہ کی ہدایت مل جائے گی۔ جو ان کی اقتداء کرے گا، وہ رشد تک پہنچ جائے گا۔ جو شخص ان کا تمسک (سہارا) کرے گا، وہ حزب اللہ میں سے ہو گا، جب کہ حزب اللہ (اللہ کا لشکر) ہی فلاح پانے والا ہے۔

خلفاء ثلاثہؓ کی فضیلت حضرت علیؓ کی نظر میں

حضرت علی المرتضیٰؓ کا خطبہ

(٦٠) وَعَنِ الْحُسَيْنِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ سبطِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا قَدِمَ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامَ البَصرةَ قَامَ اِلَيْهِ اِبْنُ الْكَوَّاءِ وَقَيْسُ بْنُ عُبَادَةَ فَقَالَا لَهٗ اَلَا تُخْبِرُنَا عَنْ مَسِيْرِكَ هٰذَا لَنَا اَسِرْتَ فِيْهِ تَتَوَلّٰى عَلَى الْاُمَّةِ تَضْرِبُ بَعْضُهُمْ بِبَعْضًا عَهْدٌ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَوْ

عَهِدَ اِلَيْکَ فَحَدِّثْنَا فَاَنْتَ الْمُوَثِّقُ الْمَامُوْنُ مَا سَمِعْتَ فَقَالَ اَمَّا اَنْ يَكُوْنَ عِنْدِی عَهْدٌ مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَ سَلَّمَ فَلاَ وَاللّٰهِ اِنْ كُنْتُ اَوَّلَ مَنْ صَدَّقَ بِهٖ فَلاَ اَكُوْنُ اَوَّلَ مَنْ كَذَبَ عَلَيْهِ وَلَوْ كَانَ عَهْدٌ مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَ سَلَّمَ عَهْدٌ فِیْ ذَالِکَ مَا تَرَكْتُ اَخَاتِيم بنِ مُرَّةَ وَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْمَانِ عَلٰی مِنْبَرِهٖ وَلَقَاتَلْتُهُمَا بِيَدِیْ وَلٰكِنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَ سَلَّمَ لَمْ يُقْتَلْ قَتْلاً وَلَمْ يَمُتْ فُجَاءَةً فِیْ مَرَضِهٖ اَيَّامًا وَ لَيَالِیَ يَأْتِيْهِ الْمُؤَذِّنُ فَيُؤْذِنُهٗ لِلصَّلٰوةِ فَيَأْمُرُ اَبَابَكْرٍ فَيُصَلِّیْ بِالنَّاسِ وَ يَرٰی مَكَانِیْ وَلَقَدْ اَرَادَتْ امْرَاءَةٌ مِّنْ نِّسَائِهٖ اَنْ يَّصْرِفَهٗ عَنْ اَبِیْ بَكْرٍ فَاَبٰی وَ غَضِبَ وَ قَالَ اَنْتُنَّ صَوَاحِبُ يُوْسُفَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ مُرُوْا اَبَابَكْرٍ يُصَلِّیْ بِالنَّاسِ فَلَمَّا قَبَضَ اللّٰهُ نَبِيَّهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَ سَلَّمَ نَظَرْنَا فِیْ اُمُوْرِنَا فَاخْتَرْنَا لِدُنْيَانَا كَانَ مِنْ رَضِيَهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَ سَلَّمَ لِدِيْنِنَا وَ كَانَتِ الصَّلٰوةُ اَصْلُ الْاِسْلَامِ وَ هِیَ اَمِيْرُ الدِّيْنِ وَ قِوَامُ الدِّيْنِ فَبَايَعْنَا بِاَبِیْ بَكْرٍ وَ كَانَ لِذَالِکَ اَهْلاً لَمْ يَخْتَلِفْ عَلَيْهِ مِنَّا اِثْنَانِ وَلَمْ يَشْهَدْ بَعْضُنَا عَلٰی بَعْضٍ وَلَمْ نَقْطَعْ مِنْهُ بَرَاءةً فَاَدَّيْتُ اِلٰی اَبِیْ بَكْرٍ حَقَّهٗ وَ عَرَفْتُ طَاعَتَهٗ وَ غَزَوْتُ مَعَهٗ فِیْ جُيُوْشِهٖ وَ كُنْتُ اٰخُذُ اِذَا اَعْطَانِیْ وَ اَغْزُوْا اِذَا اَغْزَانِیْ فَاَضْرِبُ بَيْنَ يَدَيْهِ

الْحُدُوْدَ بِسَوْطِیْ فَلَمَّا قُبِضَ وَلَاهَا عُمَرَ فَاَخَذَ بِسُنَّةِ صَاحِبِهٖ
وَ مَا یَعْرِفُ عَنْ اَمْرِهٖ فَبَایَعْنَا عُمَرَ وَلَمْ یَخْتَلِفْ عَلَیْهِ مِنَّا اِثْنَانِ
وَلَمْ یَشْهَدْ عَلَیْهِ بَعْضُنَا عَلٰی بَعْضٍ وَلَمْ نَقْطَعْ مِنْهُ الْبَرَآءَةَ
فَاَدَّیْتُهٗ اِلٰی عُمَرَ حَقَّهٗ وَعَرَفْتُ طَاعَتَهٗ وَغَزَوْتُ مَعَهٗ فِیْ جُیُوْشِهٖ
وَ کُنْتُ اٰخُذُ اِذَا اَعْطَانِیْ وَ اَغْزُوْا اِذَا اَغْزَانِیْ وَاَضْرِبُ بَیْنَ
یَدَیْهِ الْحُدُوْدَ بِسَوْطِیْ فَلَمَّا قُبِضَ تَذَکَّرْتُ فِیْ نَفْسِیْ قَرَابَتِیْ
وَ سَابِقَتِیْ وَ فَضْلِیْ وَ اَنَا اَظُنُّ اَنْ لَا یَعْدِلَ لِیْ وَلٰکِنْ خَشِیْتُ اَنْ
لَا یَعْمَلَ الخلِیْفَةُ بَعْدَهٗ ذَنْبًا اِلَّا لَحِقَهٗ فِیْ قَبْرِهٖ فَاَخْرَجَ مِنْهَا
نَفْسَهٗ وَوَلَدَهٗ وَلَوْ کَانَتْ مُحَاسَبَةً مِنْهُ لَاٰثَرَ بِهَا وَلَدَهٗ فَبَرِئَ مِنْهَا
اِلٰی رَهْطٍ مِّنْ قُرَیْشٍ سِتَّةٍ اَنَا اَحَدُهُمْ فَلَمَّا اِجْتَمَعَ الرَّهْطُ
تَذَکَّرْتُ فِیْ نَفْسِیْ قَرَابَتِیْ وَ سَابِقَتِیْ وَ فَضْلِیْ وَاَنَا اَظُنُّ اَنْ لَا
یَعْدِلُوْا بِیْ فَاَخَذَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ مَوَاثِیْقَنَا عَلٰی اَنْ نَسْمَعَ وَ نُطِیْعَ
لِمَنْ وَلَّاهُ اللّٰهُ اَمْرَنَا ثُمَّ اَخَذَ بِیَدِ ابْنِ عَفَّانَ فَضَرَبَ بِیَدِهٖ عَلٰی
یَدِهٖ فَنَظَرْتُ اَمْرِیْ فَاِذَا اَطَاعَتِیْ سَبَقَتْ بَیْعَتِیْ وَ اِذَا مِیْثَاقِیْ قَدْ
اُخِذَ لِغَیْرِیْ فَبَایَعْنَا لِعُثْمَانَ فَاَدَّیْتُ لَهٗ حَقَّهٗ وَ عَرَفْتُ طَاعَتَهٗ وَ
غَزَوْتُ مَعَهٗ فِیْ جُیُوْشِهٖ وَ کُنْتُ اٰخُذُ اِذَا اَعْطَانِیْ وَ اَغْزُوْا اِذَا
اَغْزَانِیْ وَاَضْرِبُ بَیْنَ یَدَیْهِ الْحُدُوْدَ بِسَوْطِیْ فَلَمَّا اُصِیْبَ وَ
نَظَرْتُ فِیْ اَمْرِیْ فَاِذَا الْخَلِیْفَتَانِ الَّذَانِ اَخَذَاهَا بِعَهْدِ رَسُوْلِ

حافظ عبد الوحید خادم اہل السنت

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِلَیۡھِمَا بِالصَّلٰوۃِ قَدۡ مَضَیَا وَ ھٰذَا الَّذِیۡ قَدۡ اَخَذَ لَہُ الۡمِیۡثَاقَ قَدۡ اُصِیۡبَ فَبَایَعَنِیۡ اَھۡلُ الۡحَرَمَیۡنِ وَ اَھۡلُ ھٰذَیۡنِ الۡمَصرِیۡنِ فَوَثَبَ فِیۡھَا مَنۡ لَیۡسَ مِثۡلِیۡ وَلاَ قَرَابَتُہٗ کَقِرَابَتِیۡ وَلاَ عِلۡمُہٗ کَعِلۡمِیۡ وَلاَ سَابِقَتُہٗ کَسَابِقَتِیۡ وَ کُنۡتُ اَحَقَّ لَھَا مِنۡہُ (ابن عساکر)

ترجمہ: اور حسین رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے کہتے ہیں کہ جب امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ بصرہ تشریف لائے، تو ابن کواء اور قیس بن عبادہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور آپ سے سوال کیا: کیا آپ ہم کو اس سفر کی روئیداد نہ بتائیں گے کہ جو سفر آپ نے کیا ہے؟ آپ اُمت کے والی ہیں اور بعض بعض سے جنگ کر رہے ہیں۔ کیا کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس میں عہد ہے یا اگر کوئی عہد آپ سے کیا ہوا ہو تو آپ ہمیں بتائیں؟ آپ پر اعتبار کیا جائے گا اور آپ محفوظ ہیں۔ بتائیں آپ نے کیا سنا ہے؟ تو آپ نے فرمایا:

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

اگر یہ بات ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی عہد کیا ہو تو یہ بات بالکل نہیں ہے۔ خدا کی قسم! میں نے ہی سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی تھی اور اب میں ہی سب سے پہلے آپ پر جھوٹ نہیں بولوں گا۔ اور اگر اس معاملہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی عہد ہوتا تو میں تیم بن مرۃ کے بھائی (ابو بکر رضی اللہ عنہ) اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو کبھی آزاد نہ

چھوڑتا کہ وہ رسول ﷺ کے منبر پر کھڑے ہوں اور میں ان سے اپنے ہاتھ سے لڑائی کرتا۔ لیکن رسول ﷺ نہ تو قتل ہوئے اور نہ آپ کی موت ناگہانی طور پر ہوئی۔

آپ اپنی بیماری میں کئی دن اور کئی راتیں رہے۔ آپ کے پاس موذن آتا اور آپ کو نماز کی اطلاع دیتا تو آپ ﷺ ابو بکرؓ کو حکم دیتے تو وہ لوگوں کو نماز پڑھاتے، حالانکہ میں بھی اپنے تعلق کے باوجود ہوتا اور آپ کی بیویوں میں سے ایک عورت نے آپؐ کو ابو بکرؓ سے پھیرنے کا ارادہ بھی کیا۔ تو آپ نے انکار کیا اور ناراض ہوئے اور فرمایا: تم یوسف علیہ السلام کو ورغلانے والی عورتوں جیسی ہو۔ ابو بکرؓ کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

پھر جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو دنیا سے اٹھالیا تو ہم نے اپنے امور میں غور کیا تو ہم نے اپنی دنیا کے لئے اسی کو پسند کر لیا۔ جس کو نبی ﷺ نے ہمارے دِین کے لئے پسند کیا تھا اور نماز تو اِسلام کی جڑ تھی۔ اور یہی دِین کو قائم رکھنے والی ہے۔ تو ہم نے ابو بکرؓ کی بیعت کر لی اور وہ اس کے لائق بھی تھے۔ ان پر ہم سے دو آدمیوں نے بھی اختلاف نہ کیا۔ اور نہ ہمارے بعض نے بعض پر شہادت دی اور ہم نے ان سے بیزار ہو کر ان کی بیعت بھی نہ توڑی۔ تو میں ابو بکرؓ کو ان کا حق دیتا رہا اور ان کی اطاعت کو سمجھتا

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

رہا۔ اور ان کے ساتھ شامل ہو کر ان کے لشکروں میں جنگیں لڑیں اور جب وہ مجھے دیتے تھے تو میں لیتا تھا۔ اور مجھے جہاد پر بھیجتے تو میں جاتا۔ میں اپنے کوڑے کے ساتھ ان کے سامنے حدیں لگاتا رہا۔

پھر جب آپ کی وفات ہوئی تو خلافت کے والی عمرؓ کو بنایا۔ انہوں نے اپنے ساتھی کا راستہ اختیار کیا۔ اور جو کچھ وہ اپنے معاملہ میں بہتر سمجھتے تھے، اختیار کرتے۔ تو ہم نے عمرؓ کی بیعت کی اور ان کے متعلق ہم میں سے دو آدمیوں نے بھی اختلاف نہ کیا۔ اور بعض نے بعض پر شہادت دی۔ اور نہ بیزار ہو کر ہم نے ان کی بیعت توڑی۔ تو میں نے عمرؓ کو ان کے حق ادا کئے اور ان کی اطاعت کو سمجھا اور ان کے لشکروں میں شامل ہو کر جنگیں لڑیں۔ اور جب وہ مجھے دیتے میں لے لیتا اور جب مجھے جنگ پر بھیجتے تو میں جاتا۔ اور میں ان کے سامنے کوڑے کے ساتھ حدیں قائم کرتا رہا۔

پھر جب وہ فوت ہو گئے تو میرے دل میں اپنی قرابت اور اپنا پہلے ایمان لانا اور فضیلت کا خیال آیا اور میں سمجھتا تھا کہ میرے مقابل کوئی نہ ہو گا۔ لیکن میں ڈرتا تھا کہ خلیفہ جو بھی کام اس دنیا میں اپنے پیچھے چھوڑ جائے گا، وہ بھی اس کی قبر میں اس کو ملے گا۔ تو عمرؓ نے اس سے اپنے نفس کو اور اپنی اولاد کو بالکل نکال دیا۔ اور اگر یہ کوئی پیاری چیز ہوتی تو وہ خلافت اپنی اولاد کو دے جاتے۔ تو وہ اس سے

بری ہو گئے۔ اور قریش کے چھ آدمیوں کی جماعت پر یہ معاملہ چھوڑ دیا۔ ایک ان میں سے میں بھی تھا۔

پھر جب یہ جماعت اکھٹی ہوئی تو میرے دل میں اپنی قرابت اور سابقت اور اپنی فضیلت کا خیال آیا اور میرا خیال یہ تھا کہ وہ میرے برابر کسی کو نہ کریں گے۔ عبدالرحمن نے جس سے ہمارا عہد تھا کہ ہم اس کی بات سنیں گے اور اطاعت کریں گے، جسے اللہ تعالیٰ ہمارے معاملہ کا والی بنادے گا۔ پھر اس نے عثمانؓ بن عفان کا ہاتھ پکڑا اور اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ دیا۔

تو میں نے اپنے معاملہ پر غور کیا تو میری اطاعت میری بیعت سے بھی سبقت کر گئی اور میرا عہد دوسرے آدمی تک پہنچ گیا۔ تو ہم نے عثمانؓ کی بیعت کر لی۔ تو میں نے اس کا حق ادا کیا اور اس کی اطاعت اپنے اوپر لازم سمجھی اور اس کے لشکروں میں شامل ہو کر جنگیں لڑیں اور میں جب وہ مجھے دیتے تھے تو لے لیتا تھا اور جب مجھے جنگ پر بھیجتے تو جنگ کرتا۔ اور ان کے سامنے میں اپنے کوڑے سے حدیں قائم کرتا رہا۔

پھر جب وہ فوت ہوئے تو میں نے اپنے معاملہ پر غور کیا تو وہ ۲ خلیفے جن کے متعلق رسول ﷺ کے زمانہ میں نماز کا عہد کیا تھا، وہ بھی فوت ہو گئے اور وہ خلیفہ بھی جس کے متعلق عہد لیا تھا، فوت ہو گیا

تو حرمین والوں نے میری بیعت کرلی اور ان دو شہروں والوں نے بھی۔ (تاریخ ابن عساکرؒ)

غزوہ اُحد اور حضرت علی المرتضیٰؓ وابو بکرؓ و عمرؓ

غزوہ احد ۱۱ یا ۱۵ شوال ۳ھ میں پیش آیا۔ مؤرخین لکھتے ہیں:

فَلَمَّا عَرَفَ الْمُسْلِمُوْنَ رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ نَهَضُوْا بِہٖ وَ نَهَضَ نَحْوَ الشَّعْبِ مَعَہٗ عَلِيّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ وَ اَبُوْبَکْرِ بْنِ قُحَافَہْ وَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّاب وَ طَلْحَۃَ بِنْ عُبَیْدِ اللہِ وَ زُبَیْرِ بْنِ الْعَوَامُ وَ الْحَارِثِ بْنِ الصَّمَہُ فِیْ رَهْطٍ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ

(تاریخ طبری ج ۳ ص ۱۹ تحت واقعات غزوہ احد ۳ھ)

(یعنی) اضطرابی کیفیت سے سنبھلنے کے بعد آنحضرت ﷺ اُٹھ کھڑے ہوئے اور ایک گھاٹی کی طرف تشریف لے گئے، تو آپ ﷺ کے ہمراہ حضرت علیؓ، حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ اور حضرت حارثؓ بن الصمہ رضی اللہ عنہم اور مسلمانوں کی ایک جماعت تھی۔

تاریخ طبری کی یہ روایت اس بات کا قرینہ ہے کہ ان حضرات کے دین وایمان میں کوئی تذبذب یا مایوسی کا شائبہ تک نہیں آیا۔

طبری تاریخ کی کتاب ہے۔ اس میں دوسری روایت جن میں عمرؓ و

طلحہؓ کے تذبذب کا ذکر ہے، وہ غلط ہے۔ اُس کا راوی سُدّی ہے اور اس سُدّی راوی کو علمار جال نے مجروح اور مقدوح قرار دیا ہے۔ اور شیعہ لکھا ہے۔ لہٰذا وہ روایت غلط ہے۔ (از سیرت علی المرتضیٰ مولفہ مولانا محمد نافع ص ۶۲)

غزوہ حنین میں حضرت علیؓ وابو بکرؓ و عمرؓ کی ثابت قدمی

فتح مکہ رمضان ۸ھ میں ہوئی تھی۔ اس کے بعد ابتداء شوال ۸ھ میں غزوہ حنین پیش آیا تھا۔ اس میں بھی حضرت علی المرتضیٰؓ اور حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ ثابت قدم رہے۔

فِیْمَنْ ثَبَتَ مَعَهٗ مِنَ الْمُهَاجِرِیْنَ اَبُوْبَکْرٍ رَضِیَ اللہُ عَنْهُ وَ عُمَرَ رَضِیَ اللہُ عَنْهُ وَ مِنْ اَهْلِ بَیْتِهٖ عَلِیٌّ رَضِیَ اللہُ عَنْهُ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ وَ الْعَبَّاسُ رَضِیَ اللہُ عَنْهُ بْنَ عَبْدِالْمُطَّلِبْ وَ اَبُوْسُفْیَانُ رَضِیَ اللہُ عَنْهُ بْنَ الْحَارِثِ وَ اِبْنُهٗ وَ الْفُضْلِ رَضِیَ اللہُ عَنْهُ بْنِ الْعَبَّاسِ وَ رَبِیْعَةَ رَضِیَ اللہُ عَنْهُ بْنِ الْحَارِثِ وَ اُسَامَةَ رَضِیَ اللہُ عَنْهُ بْنِ زَیْدٍ (سیرت ابن ہشام ج ۲ ص ۴۴۳ تحت اسماء من ثبت مع رسول اللہ)

(یعنی) مہاجرین میں سے آنجناب ﷺ کے ساتھ ثابت قدم رہنے والوں میں حضرت ابو بکرؓ الصدیق، حضرت عمرؓ فاروق تھے اور آنجناب ﷺ کے "ہاشمی اقرباء" میں سے حضرت علیؓ المرتضیٰ بن ابی طالب، حضرت عباسؓ بن عبد المطلب، ابو سفیانؓ بن الحارث اور حضرت عباسؓ کے فرزند فضلؓ بن عباس اور ربیعہؓ بن الحارث اور

اُسامہؓ بن زید وغیرھم شامل تھے۔

حضرت علیؓ کا حضرت ابو بکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کرنا

جب حضرت علیؓ المرتضیٰ کو معلوم ہوا کہ مسجد نبوی میں بیعت کے لئے ابو بکرؓ صدیق بیٹھ گئے ہیں تو اسی وقت تشریف لا کر بیعت کر لی، کوئی تاخیر نہیں کی۔

عَنْ حَبِیْب بِنْ اَبِیْ ثَابِت قَالَ کَانَ عَلِیّ فِی بَیْتِہٖ اِذَا اُتِی فَقِیْل لَہٗ قَدْ جَلَس اَبُوْبَکْرٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ لِلْبَیْعَتِہٖ فَخَرَجَ فِی قَمِیْصٍ مَا عَلَیْہِ اِزَارُوَّ لاَ رِدَاءٗ عَجْلاً کَرادِیَۃً اَنْ یُّبْطِیَ عَنْھا حَتّٰی بَایَعَہٗ ثُمَّ جَلَسَ اِلَیْہِوَ بَعَثَ اِلٰی ثَوْبِہٖ فَاَتَاہُ فَتَحِلَّلَہٗ وَ لَزِمَ مَجْلِسہٗ

(تاریخ ابن جریر طبری ج ۳ ص ۲۰۱ تحت السنۃ الحادی عشر باب حدیث السقیفہ)

خادم اہلسنت عبدالوحید حنفی

ترجمہ: یعنی حبیب بن ابی ثابت روایت کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ اپنے گھر میں تشریف رکھتے تھے۔ اطلاع ملی کہ حضرت ابو بکرؓ بیعت کے لئے مسجد میں تشریف فرما ہوئے ہیں تو حضرت علیؓ بلا تاخیر فوراً ضروری لباس میں گھر سے باہر تشریف لائے اور مجلس بیعت میں پہنچ کر حضرت ابو بکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اور اس جگہ ان کی خدمت میں بیٹھ گئے۔ وہاں سے آدمی بھیج کر گھر سے اوپر اوڑھنے کی چادر وغیرہ منگائی اور مجلس ہذا میں شامل رہے۔

(تاریخ طبری ج ۳ ص ۲۰۱)

اس وایت سے صاف ثابت ہے کہ حضرت علیؓ نے حضرت ابو بکرؓ کی بیعت میں کوئی تاخیر نہیں کی۔

سقیفہ بنی ساعدہ کا واقعہ

آنحضرت ﷺ کے انتقال سے آپ کے جانثار صحابہ رضی اللہ عنہم پر جو کیفیت طاری ہوئی، وہ قدرتی تھی۔ اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ بعضوں کو یہ خیال پیدا ہو گیا کہ آپ ﷺ کا انتقال ہی نہیں ہوا۔ ان کا یہ کہنا فرط محبت کے سبب تھا، نہ کہ نافہمی سے۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالواحد حنفی

اسی اثناء میں انصار، سقیفہ بنی ساعدہ میں جنازہ کے انتظار میں جمع ہو گئے۔ بعض کا خیال تھا کہ ”رسول اللہ ﷺ کے بعد استحقاق خلافت انصارؓ کو حاصل ہے۔ کیونکہ انہوں نے دین کی مدد کی، رسول اللہ ﷺ کو اپنے یہاں ٹھہرایا، ان کے ساتھ ہو کر اعداء دین سے لڑے“۔ لیکن کچھ مہاجرین بھی سقیفہ بنی ساعدہ اسی وقت پہنچ گئے تھے۔ رفتہ رفتہ اس امر کی اطلاع حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ کو ہوئی۔ یہ دونوں بزرگ مع ابو عبیدہ بن الجراحؓ، جس قدر جلد ممکن ہو سکا، سقیفہ میں جہاں پر انصار جمع تھے، جا پہنچے۔ مشاورت کے دوران حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا:

مسئلہ خلافت پر مشاورت: ہم لوگ سابقین اوّلین میں ہیں، رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ میں رہے، کفار کے ہاتھوں سے ایذائیں اُٹھائیں،

پھر انہیں کے ہمراہ ہجرت کی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ تم کو حق کی نصرت نیز سابق الاسلام ہونے کا شرف حاصل ہے، بایں لحاظ ہم لوگ اُمراء ہیں اور تم وزراء ہو۔

مشاورت میں صحابہ کے ارشادات

حضرت حبابؓ بن المنذر بن الجموع: مناسب یہ ہے کہ ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک تم میں سے۔ دین کی اشاعت ہمارے ذریعہ سے ہوئی ہے، ہم لوگ خلافت رسول اللہ ﷺ کے مستحق ہیں۔

حضرت عمرؓ بن الخطاب: تم کو خوب یاد ہوگا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو تمہارے ساتھ حسن سلوک کی وصیت کی ہے اور اگر تم کو استحقاق امارت ہوتا تو آنحضرت ﷺ تم کو وصیت کرتے۔

امینِ اُمت حضرت ابو عبیدہؓ بن جراح: اے گروہ انصارؓ! اللہ سے ڈرو۔ تم لوگ وہ ہو، جنہوں نے سب سے پہلے آنخضرت ﷺ کی مدد کی۔ پس اب تم سب سے پہلے ان لوگوں میں سے نہ بنو، جنہوں نے اپنے طبائع کو متبدل و متغیر کر دیا ہو۔

حضرت بشیرؓ بن سعد النعمان بن کعب بن الخزرج: بے شک رسول اللہ ﷺ قبیلہ قریش سے تھے اور ان کی قوم امارت و خلافت کی زیادہ مستحق ہے۔ اور ہم لوگ اگرچہ انصارؓ دین اور سابق الاسلام ہیں، لیکن

اس اسلام سے ہمارا مقصود اللہ تعالیٰ کا راضی رکھنا تھا اور اس کی اطاعت مد نظر تھی۔ اس کا معاوضہ ہم دُنیا میں نہیں چاہتے اور نہ اس بابت ہم مہاجرین سے جھگڑا کرنا چاہتے ہیں۔

مجھے یہ بات ناگوار معلوم ہوئی کہ میں امارت و خلافت کے لئے ایسی قوم سے نزاع کروں جو اس کی مستحق ہے۔ کیا آپ نے نہیں سُنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "الائمة من قریش (یعنی امام قریش سے ہوں گے)۔"

اس کلام کے تمام ہوتے ہی انصارؓ و مہاجرینؓ نے اس حدیث کی تصدیق کر دی، جس سے حضرت حبابؓ بن المنذر کا خیال بدل گیا اور سب کے سب ایک خاموشی کی حالت میں ہو گئے۔

حضرت ابو بکرؓ نے حضرت عمرؓ اور حضرت ابو عبیدہؓ کی طرف بیعت کا اشارہ کیا۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ میں ہر گز بیعت نہ لوں گا جب تک ابو بکرؓ موجود ہیں۔ حضرت ابو عبیدہؓ نے اس رائے سے اتفاق کیا۔

بیعتِ خلافت: تب حضرت بشیرؓ بن سعد انصاری نے اُٹھ کر سب سے پہلے حضرت ابو بکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ پھر حضرت عمرؓ اور حضرت ابو عبیدہؓ نے۔ پھر قبیلہ اوس نے۔ انہیں لوگوں میں حضرت اسیدؓ بن حضیر بھی تھے۔ ان کے بعد بیعت کرنے والے چاروں طرف سے حضرت ابو بکرؓ کی بیعت پر امنڈے چلے آتے تھے۔ دیکھتے ہی دیکھتے

ایسی کثرت ہوگئی کہ تل رکھنے کی جگہ نہ ملتی تھی۔

حضرت سعد بن عبادہؓ ایک گوشہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ علامہ طبری نے لکھا ہے کہ انہوں نے بھی تھوڑی دیر کے بعد اسی دِن حضرت ابو بکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کرلی تھی۔ (تاریخ ابن خلدون حصہ اوّل ص ۱۷۸۔ طبری ج ۲)

حضور پاک ﷺ کی جانشینی: حضور ﷺ کے بعد آپ ﷺ کے غلاموں میں سے کسی ایک نے مسلمانوں کا امیر بن کر قافلہ حق کی رہنمائی کرنا تھی۔ حضور ﷺ کے بعد ان کا نائب یا مسلمانوں کا امیر کون ہوتا؟ یہ سوال اتنا اہم نہ تھا، کیوں کہ کوئی تفرقہ نہ تھا۔ اسلامی فلسفہ حیات کے لحاظ سے اور حضور پاک ﷺ کے ارشاد کے مطابق جو امارت کا طلب گار ہوتا تھا، اس کو امارت نہ ملتی تھی اور امارت کی ذمہ داریاں پوری کرنے سے سب ڈرتے تھے۔ جب کہ بڑے بڑے صحابہؓ نے بھی یہ خواہش ظاہر کی کہ کاش وہ گھاس کا ایک تنکا ہوتے تاکہ روزِ قیامت اللہ کے سامنے حساب کتاب سے بچ جاتے۔ اس لئے یہ ضروری ہے کہ خلافت کے واقعاتی پہلو کا حقیقت پسندانہ جائزہ تاریخی عوامل سے پیش کیا جائے تاکہ اس پہلو کے بامقصد اصول آشکارا ہوں اور ہم اُن سے سبق سیکھ سکیں۔

(۲) صحابہؓ کرام اور خاص کر حضور پاک ﷺ کے خاص رفقا یعنی چار یارؓ اور عشرہ مبشرہؓ میں شامل صحابہؓ کرام کے عقیدہ یا کردار کا جائزہ

لینا، سورج کو چراغ دکھانا ہے۔ اُن میں سے کوئی بھی ذاتی طور پر امارت کا خواہاں نہ تھا اور نہ ہی ان میں سے کسی نے ایسی کوشش کی۔

حضور ﷺ کے ان عظیم رفقاء کا ظاہر و باطن ایک تھا۔

حضرت علی اور خلافت: حضور پاک ﷺ کا ہر عمل اللہ تعالیٰ کی منشاء کے مطابق ہوتا تھا۔

وَمَا یَنۡطِقُ عَنِ الۡهَوٰی ○ اِنۡ هُوَ اِلَّا وَحۡیٌ یُّوۡحٰی ○

ترجمہ: اور نہ آپ اپنی نفسانی خواہش سے باتیں بناتے ہیں۔ ان کا ارشاد نری وحی ہے جو ان پر بھیجی جاتی ہے۔ (پ۲۷ سورہ النجم آیت ۳تا۴)

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ یہ چاہتے تھے، وہ چاہتے تھے وغیرہ، تو ان کے لئے بہتر یہی ہو گا کہ وہ حضور ﷺ کی شان کو سمجھنے کی مزید کوشش کریں۔ قرآن پاک اور سیرت طیبہ کا مطالعہ کر کے اپنے دِل و دماغ کو اور روشن کریں۔ قرآن پاک میں جنگ بدر کے سلسلہ میں یہ بات بالکل واضح تھی کہ:

وَمَا رَمَیۡتَ اِذۡ رَمَیۡتَ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ رَمٰی (الانفال آیت ۱۷)

ترجمہ: اور آپ (ﷺ) نے (مٹھی بھر ریت) نہیں پھینکی، جب آپ نے پھینکی، لیکن اللہ نے پھینکی۔

حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک مشت (مٹھی) خاک سے بھر کر تین مرتبہ "شَاهَتِ الۡوُجُوۡه (یعنی دشمن کے چہرے خراب

ہوئے)" کہہ کر لشکر کفار کی طرف پھینکی تو قدرت خداوندی سے خاک کے ذرات کفار کے ناک اور آنکھوں میں اس طرح پڑے کہ وہ سراسیمہ ہو کر بھاگنے لگے۔

تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی منشاء کو الگ نہیں کرنا چاہیے۔

(۲) ہم خلافت کے فلسفہ میں نہ جائیں کہ خلافت کا حق دار کون تھا اور کون نہ تھا؟ کیوں کہ اگر ہم کوئی فیصلہ دے بھی دیں تو اُمت کو اس سے کوئی فائدہ نہ ہو گا۔ کیوں کہ اپنے اپنے وقت پر جس کو خلافت ملنا تھی، وہ مل چکی اور سب اپنا اپنا فریضہ ادا کر کے دُنیا سے جا چکے۔ اب یہ بحث فضول ہے۔ کیوں کہ حضرت علیؓ المرتضیٰ کے اپنے نمبر پر خلیفہ بن جانے کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری رہا۔

جن کو حضور ﷺ سے حقیقی محبت ہے، اُن کو حضور ﷺ کے سب اصحابؓ و اہل بیتؓ سے محبت ہے۔ صحابہؓ اور اہل بیتؓ نے حضرت ابو بکرؓ کی خلافت کو تسلیم کر لیا۔ سب مسلمانوں نے اُن کو خلیفہ تسلیم کر لیا۔

حضرت علیؓ کی بیعت: حضرت علیؓ سیدھے حضرت ابو بکرؓ کے پاس گئے۔ حضرت ابو بکرؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ میں آپ سے کچھ گفتگو کرنے آیا ہوں اور تخلیہ چاہتا ہوں۔ اور تخلیہ میں باتیں کیں۔ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا کہ میں سقیفہ میں بیعت لینے کی غرض سے نہیں گیا تھا بلکہ انصار و مہاجرین کا نزاع رفع کرنے گیا تھا۔ میں نے خود اپنی بیعت کی

درخواست نہیں کی بلکہ حاضرین نے بالاتفاق خود میرے ہاتھ پر بیعت کی۔ اگر میں ان لوگوں کے کہنے سے بیعت نہ لیتا تو بہت جلد اس قدر فتنہ وفساد برپا ہو جاتا کہ جس کا فرو کرنا امکان سے باہر تھا۔

حضرت علیؓ نے ہاتھ بڑھا کر حضرت ابو بکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

(تاریخ ابن خلدون حصہ اوّل ص ۱۷۹)

تمام مہاجرینؓ وانصارؓ اور حضرت علی المرتضیٰؓ نے حضرت ابو بکرؓ صدیق کی بیعت کی

علامہ ابن جریر طبری لکھتے ہیں:

(۱) زہری سے مروی ہے کہ عمرو بن حریث نے حضرت سعیدؓ بن زید سے پوچھا: کیا تم رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت مدینہ میں موجود تھے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ اس نے کہا: ابو بکرؓ کی بیعت کب ہوئی؟ حضرت سعیدؓ بن زید نے کہا: اسی دِن جس روز حضور ﷺ کا انتقال ہوا، کیوں کہ صحابہؓ نے اس بات کو اچھا نہ سمجھا کہ وہ ایک دو دن بھی بغیر جماعت رہیں۔

عمرو بن حریث نے پوچھا: کیا اس بیعت میں کسی نے حضرت ابو بکرؓ کی مخالفت کی تھی؟ حضرت سعیدؓ بن زید نے کہا: سوائے ان چند لوگوں کے جو مرتد ہو چکے تھے یا ہونے والے تھے، کسی نے مخالفت نہیں کی۔

البتہ اللہ نے انصار کے قضیے سے مسلمانوں کو بچالیا۔

عمرو بن حریث نے پوچھا: کیا مہاجرینؓ میں سے کوئی ایسا تھا، جس نے حضرت ابو بکرؓ کی بیعت فوراً نہ کی ہو؟

حضرت سعیدؓ بن زید نے کہا: نہیں۔ تمام مہاجرین نے اسی وقت بغیر اس بات کے کہ ان کو بلایا جائے، خود آکر ابو بکرؓ کی بیعت کرلی۔

(۲) حبیب بن ابی ثابت سے مروی ہے کہ حضرت علیؓ اپنے گھر میں تھے کہ کسی نے آکر کہا کہ حضرت ابو بکرؓ بیعت کے لئے مسجد میں بیٹھے ہیں۔ وہ فوراً محض قمیض پہنے اور چادر باندھے اس ڈر سے کہ ان کو بیعت کرنے میں دیر نہ ہو جائے، گھر سے مسجد آئے، بیعت کی اور پھر ابو بکرؓ کے پاس بیٹھ گئے اور پھر کسی کو بھیج کر انہوں نے اپنے گھر سے اور کپڑے منگوا کر پہنے اور پھر وہیں بیٹھے رہے۔ (تاریخ طبری ج ۲ حصہ اول ص ۴۰۹)

حضرت ابو بکرؓ صدیق کی امامت میں حضرت علیؓ المرتضیٰ کی نماز

حضرت علیؓ المرتضیٰ نے حضرت ابو بکرؓ صدیق کی خلافت تسلیم کرلی اور ان کے پیچھے نماز ادا کرتے رہے۔ اب محبینِ حضرت علیؓ المرتضیٰ کے لئے حضرت ابو بکرؓ کی خلافت کو تسلیم کرنا ضروری ہے۔ ہاں جس کو حقیقی محبت نہ ہو، اُس کو کچھ کہنے کی ضرورت ہی نہیں۔ جس کو حضرت علیؓ کا فیصلہ منظور نہیں، اس سے بحث فضول ہے۔

(۱) ثم تناول یدابی بکر فبایعه

پھر حضرت علیؓ نے حضرت ابو بکرؓ کا ہاتھ پکڑا اور آپ سے بیعت کی۔ (کتاب الاحتجاج طبرسی ج۱ص۱۱۰)

(۲) ثُمَّ قَامَ وَ تَہِیَّا لِلصَّلٰوۃِ وَ حَضَرَ الْمَسْجِدَ وَ صَلّٰی خَلْفَ اَبِیْ بَکْرٍ وَ خَالِدُبْنُ وَلِیْدِیُصَلّٰی بِجَنْبِہٖ

ترجمہ: پھر آپ کھڑے ہوئے، نماز کی نیت کی اور مسجد میں آئے اور حضرت ابو بکرؓ کے پیچھے نماز پڑھی اور حضرت خالدؓ بن ولید آپ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے۔ (احتجاج طبرسی ج۱ص۱۲۶)

حضرت خالدؓ بن ولید سیف اللہ ہیں

خادم اہلسنت عبدالوحید حنفی

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ نَزَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مَنْزِلًا فَجَعَلَ النَّاسُ یَمُرُّوْنَ فَیَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مَنْ ھٰذَا یَا اَبَا ھُرَیْرَۃَ فَاَقُوْلُ فُلَانٌ فَیَقُوْلُ نِعْمَ عَبْدِ اللّٰہِ ھٰذَا وَ یَقُوْلُ مَنْ ھٰذَا فَاَقُوْلُ فُلَانٌ فَیَقُوْلُ بِئْسَ عَبْدُ اللّٰہِ ھٰذَا حَتّٰی مَرَّ خَالِدُ بْنِ الْوَلِیْدِ فَقَالَ مَنْ ھٰذَا فَقُلْتُ خَالِدُ بْنُ الْوَلِیْدِ فَقَالَ نِعْمَ عَبْدُ اللّٰہِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِیْدِ سَیْفٌ مِّنْ سُیُوْفِ اللّٰہِ

(رواہ الترمذی، مشکوٰۃ شریف مناقب صحابہ ج۳حدیث ۶۰۰۰)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہم ایک مقام پر ٹھہرے ہوئے تھے کہ لوگ ادھر اُدھر سے ہماری طرف

آنے جانے لگے۔ اور رسول اللہ ﷺ پوچھتے جاتے کہ یہ کون ہے؟

ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ میں آپؐ کے سوال کے جواب میں کہتا جاتا کہ یہ فلاں ہے اور رسول اللہ ﷺ اس کا نام سُن کر فرماتے کہ اللہ کا یہ بندہ اچھا ہے اور کبھی فرماتے کہ اللہ کا یہ بندہ بُرا ہے۔

یہاں تک کہ حضرت خالدؓ بن ولید آئے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ابو ہریرہ! یہ کون ہے؟ میں نے عرض کیا: خالدؓ بن ولید ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: خالد بن ولید اللہ کا اچھا بندہ ہے اور اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے۔

فائدہ: حضرت علیؓ کا مسجد میں آنا اور حضرت ابو بکرؓ صدیق کی بیعت کرنا اور پھر نماز پڑھنا اور حضرت ابو بکرؓ کے مقتدیوں میں کھڑا ہونا، دلیل ہے کہ حضرت علیؓ المرتضیٰ اہل السنت و الجماعت تھے اور ابو بکرؓ کو برحق خلیفہ مان کر ان کی بیعت کی اور ان کے پیچھے نماز پڑھی اور دِل سے خلافت تسلیم کی۔

رافضی کس کو کہتے ہیں؟ رافضی مصنف محمد حسین ڈھکو لکھتے ہیں:

شیعانِ حیدر کرار کو اس لئے رافضی کہا جاتا ہے کہ وہ اُمت محمدیہ کے بعض مدعیانِ خلافت و امامت کی اتباع ترک کرتے ہیں۔

(تجلیات صداقت محمد حسین ڈھکو ص ۹)

یعنی جو ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ کی خلافت کو نہیں مانتے، ان کو رافضی کہا

جاتا ہے۔

اس عبارت میں رافضی نے اقرار کیا ہے کہ لوگ پہلے انہی (سُنّی) مدعیان خلافت و امامت کی پیروی کرتے تھے اور پھر انہوں نے اسے ترک کیا اور رافضی کہلائے۔

اس کا حاصل اس کے سوا کیا نکلتا ہے کہ سُنّی مذہب پہلے سے موجود تھا اور رافضی مذہب بعد میں بنا۔ یہ کب بنا؟ اسی وقت سے جب انہوں نے اُن پہلوں کی پیروی ترک کی۔ تو اسلام کا نشان بن کر دُنیا میں پہلے کن لوگوں کا تعارف ہوا؟ انہی کا جو حق گو تھے۔ (تجلیاتِ آفتاب ص ۲۲)

صحابہؓ کرام اور خلافت: صحابہؓ کرام میں سے ہر صحابی اس قابل تھا کہ حضور پاک ﷺ کے بعد اگر آپ اس کے ذمہ امارت کرتے تو سنبھال لیتا۔ خصوصاً مہاجرین صحابہؓ اور عشرہ مبشرہؓ میں سے اپنی فوقیت کی وجہ سے کوئی صحابیؓ بھی خلیفۃ الرسول کے منصب پر فائز ہونے کا مستحق تھا۔

حضرت عمرؓ نے شاید اس سلسلہ میں کبھی کچھ سوچا بھی نہ تھا۔ اس لئے وہ جناب ابو عبیدہؓ بن الجراح کے پاس گئے اور ان کو کہا کہ وہ امین الامت ہیں، اس لئے وہ مسلمانوں کی خلافت کو سنبھالیں۔ دوسری طرف حضرت ابو بکرؓ نے کہا: یہ عمرؓ اور ابو عبیدہؓ موجود ہیں، ان میں سے جسے چاہو، امیر بنالو۔ مگر ان دونوں نے کہا کہ آپ کی موجودگی میں ہم ہرگز اس منصب کو قبول نہیں کریں گے۔ کیوں کہ آپ مہاجرین میں

سب سے بزرگ ہیں، غار میں رسول اللہ ﷺ کے رفیق رہے ہیں اور نماز کی امامت کے لئے رسول اللہ ﷺ کے جانشین بن چکے ہیں۔ اور نماز ہمارے دین کا سب سے بڑا رُکن ہے۔ اس لئے آپ کے ہوتے ہوئے کسی کو یہ زیبا نہیں ہے کہ وہ اس کے لئے تقدیم کرے اور امارت قبول کرے۔ آپ اپنا ہاتھ بیعت کے لئے لائیں۔ چنانچہ جب حضرت عمرؓ اور حضرت ابو عبیدہؓ ان کے ہاتھ پر بیعت کرنے چلے تو حضرت بشیرؓ بن سعد انصاری نے ان سب سے سبقت کی اور سب سے پہلے انہوں نے حضرت ابو بکرؓ صدیق کی بیعت کی۔ (تاریخ طبری ج ۲ حصہ اول ص ۳۴)

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

من گھڑت اور غلط روایتیں: اس واقعہ کے دوران لوگوں نے خوب خوب قصے اختراع کیے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ (عیاذ باللہ) حضرت عمرؓ نے حضرت فاطمہؓ بنت رسول اللہ ﷺ کا گھر جلا دیا، اس وجہ سے کہ وہاں وہ لوگ جمع ہوتے تھے، جنہوں نے بیعت سے تخلف (توقف) کیا تھا۔ اور کوئی کہتا ہے کہ حضرت عمرؓ حضرت علیؓ کی مشکیں باندھ کر بیعت کرنے کو پکڑ لائے تھے اور نعوذ باللہ حضرت فاطمہؓ کے ایک لات ماری تھی، جس سے اسقاط حمل ہو گیا۔ (الٰی غیر ذٰلک)۔ لیکن میرے نزدیک ان روایات کی اس کے سوائے کوئی اصلیت نہیں ہے کہ محبت کے پردے میں بھی لوگوں نے بزرگانِ دین کی ہر پہلو سے توہین کی ہے۔ (واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم)۔ (تاریخ ابن خلدون حصہ اول ص ۱۸۰ رسولؐ اور خلفائے رسولؐ)

صرف قرآن پاک میں ایسے اضافے نہ کئے جا سکے۔ بعض کتب میں راویوں کے اضافے اب بھی موجود ہیں۔ جہاں جہاں صحابہؓ دشمنی کے الفاظ مرقوم ہیں، اس سے راوی کے بغض صحابہؓ کا انکشاف ہو جاتا ہے۔

قلم دوات منگانے کی روایات: حضور ﷺ کی جانشینی یا خلافت کے بارے میں اگر تمام واقعات اور روایات کو مان بھی لیا جائے کہ حضور پاک ﷺ نے قلم دوات منگانے کے احکام دیئے، ان روایتوں میں یہ بات واضح ہے کہ قلم دوات نہ پہنچی اور کچھ بھی نہ لکھا گیا۔ تو ہم صرف اتنا تبصرہ کریں گے کہ اگر اللہ تعالیٰ اور حضور ﷺ چاہتے کہ قلم دوات کی لکھائی سے جانشینی کا فیصلہ اسی وقت ہو جائے تو ایسا ضرور ہو گیا ہوتا۔

(۲) اس سلسلہ میں اگر حضور پاک ﷺ جانشینی کے بارے میں کوئی واضح ہدایت دینا چاہتے تو زبانی بھی دے سکتے تھے۔ جیسا کہ بیماری کے ایام میں فرمایا:

مُرُوْا اَبَابَکْرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ (بخاری شریف)

یعنی میری طرف سے ابو بکرؓ سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

چنانچہ اسی حکم کے تحت حضرت ابو بکرؓ نے آپ ﷺ کی حیات مبارکہ کے آخری ایام میں سترہ (۱۷) نمازیں پڑھائیں۔ اور اسی حکم سے حضرت ابو عبیدہؓ بن الجراح نے اجتہاد کرتے ہوئے فرمایا:

ابو بکرؓ نماز کی امامت کے لئے رسول اللہ ﷺ کے جانشین بن چکے

ہیں۔ اور نماز ہمارے دین کا سب سے بڑا رُکن ہے، اس لئے حضرت ابو بکرؓ کے ہوتے ہوئے کسی کو زیبا نہیں کہ وہ اس کے لئے تقدیم کرے۔الخ

چنانچہ سب صحابہؓ کرام کو یہ بات سمجھ آگئی اور سب نے حضرت ابو بکرؓ صدیق کی بیعت کرلی۔ اور پھر مسجد نبویؐ میں بیعت کرنے والوں میں حضرت علیؓ المرتضیٰ پیش پیش تھے، جیسا کہ تاریخ طبری میں بھی اس کا تذکرہ موجود ہے۔

خلافت النبوۃ

اَلْخِلَافَةُ ثَلَاثُوْنَ سَنَةً ثُمَّ تَكُوْنُ بَعْدَ ذٰلِكَ مُلْكًا[1]

ترجمہ: خلافت تیس سال ہو گی پھر اس کے بعد بادشاہت ہو گی۔

خلافت قریش میں ہو گی: اَلْخِلَافَةُ فِيْ قُرَيْشٍ[2]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خلافت قریش میں ہے۔

---

[1] (صحیح) احادیث صحیحہ البانی جلد اول حدیث ۴۵۹ اخرجہ ابوداؤد (۴۶۴۶۔۴۶۴۷) والترمذی (۲/ ۳۵) والطحاوی فی مشکل الآثار (۴/ ۳۱۳) وابن حبان فی صحیحہ (۱۵۳۴۔۱۵۳۵ موارد) وابن ابی عاصم فی السنۃ (ق ۱۱۴/ ۲) ومستدرک حاکم (۳/ ۷۱۔۱۴۵) ومسند احمد بن حنبل (۵/ ۲۲۰۔۲۲۱) والرویانی فی مسندہ (۲۵/ ۱۳۶/ ۱) وابو یعلیٰ الموصلی فی المفارید (۳/ ۱۵/ ۲)

[2] صحیح (۱) جامع الصغیر البانی جلد اول ۳۳۴۲ (۲) مسند احمد بن حنبل (۳) طبرانی (۴) عن عتبہ بن عبد الصحیحہ البانی حدیث ۱۸۵۱ (۵) السنۃ ابن ابی عاصم (۶) ابن عساکر

خلفائے راشدینؓ

حبشی غلام بھی خلیفہ بن جائے تو اطاعت کرو

أُوصِيْكُمْ بِتَقْوى اللهِ وَالسَّمْعَ وَالطَّاعَةِ وَإِن اَمَرَ عَلَيْكُمْ عَبْد حَبْشِي فَإِنَّه مِنْ يَعِيْش مِنْكُمْ بَعْدِى فَسَيَرٰى اِخْتِلَافًا كَثِيْرًا فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَ سُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ تَمَسَّكُوْا بِهَا وَعَضُّوْ عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذ وَاِيَّاكُمْ وَ مُحْدَثَاتِ الْاُمُوْر فَاِنَّ كُلّ مُحْدَثَة بِدْعَة وَ كُلُّ بِدْعَة ضَلَالَة[1]

ترجمہ: عرباض بن ساریہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وصیت کرتا ہوں تم کو اللہ سے ڈرنے کی اور بات سننے کی اور کہا ماننے کی اگرچہ حاکم ہو تم پر ایک غلام حبشی اور دیکھو گے تم بعد میرے سخت اختلاف تو لازم پکڑلو تم میری سنت اور خلفائے راشدین (ہدایت یافتہ خلفاء) کی سنت کو مضبوطی سے پکڑنا اس کو دانتوں سے اور بہت بچو تم بدعت کے نئے کاموں سے اسلئے کہ ہر بدعت گمراہی ہے۔

حافظ عبدالوحید حنفی

---

[1] صحیح (۱) مسند احمد بن حنبل (۲) ابو داؤد (۳) ترمذی بحوالہ ابن ماجہ عن عرباض بن ساریہ حدیث ۴۲ (۵) مستدرک حاکم: عن عرباض بن ساریہ (٦) الارواء ۲۴۵۵ (۷) شرح الطحادیہ ۵۰۱۔ ۷۱۵ (۸) السنۃ ۳۱، ۵۴ جامع صغیر جلد اول حدیث ۲۵۴۹

خلفائے راشدینؓ کا زمانہ خلافت

رسول اللہ ﷺ کے مندرجہ بالا ارشاد کی روشنی میں حساب لگایا جائے تو خلافتِ حضرت ابو بکرؓ صدیق کے آغاز سے لے کر جناب امام حسنؓ کے اختتامِ خلافت تک تیس سال بنتے ہیں۔ جس کی تفصیل درجِ ذیل ہے:

خلفاء	آغازِ خلافت	اختتامِ خلافت	دِن	ماہ	سال
حضرت ابو بکرؓ صدیق	۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ	۲۲ جمادی الثانیہ ۱۳ھ	10	3	2
حضرت عمرؓ فاروق	۲۲ جمادی الثانیہ ۱۳ھ	یکم محرم ۲۴ھ	8	6	10
حضرت عثمانؓ ذوالنورین	یکم محرم ۲۴ھ	۱۸ ذی الحجہ ۳۵ھ	18	11	11
حضرت علیؓ المرتضیٰ	۱۹ ذی الحجہ ۳۵ھ	۲۱ رمضان ۴۰ھ	3	9	4
حضرت امام حسنؓ	۲۱ رمضان ۴۰ھ	۲۲ ربیع الاول ۴۱ھ	21	5	
میزان			-	-	30

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

مصالحت کے بعد کوفہ میں حضرت امیر معاویہؓ کا داخلہ ۲۵ ربیع الاول ۴۱ھ کو ہوا۔ (طبری ج ۴ ص ۲۷)

اس موقع پر حضرت امام حسنؓ نے فرمایا:

اے اہل کوفہ! میں نے معاویہؓ کی بیعت کرلی ہے۔ اب تم انہیں کی بات سنو اور انہیں کی اطاعت کرو۔

(مروج الذہب حصہ دوم مؤلفہ ابوالحسن مسعودی ص ۳۶۸)

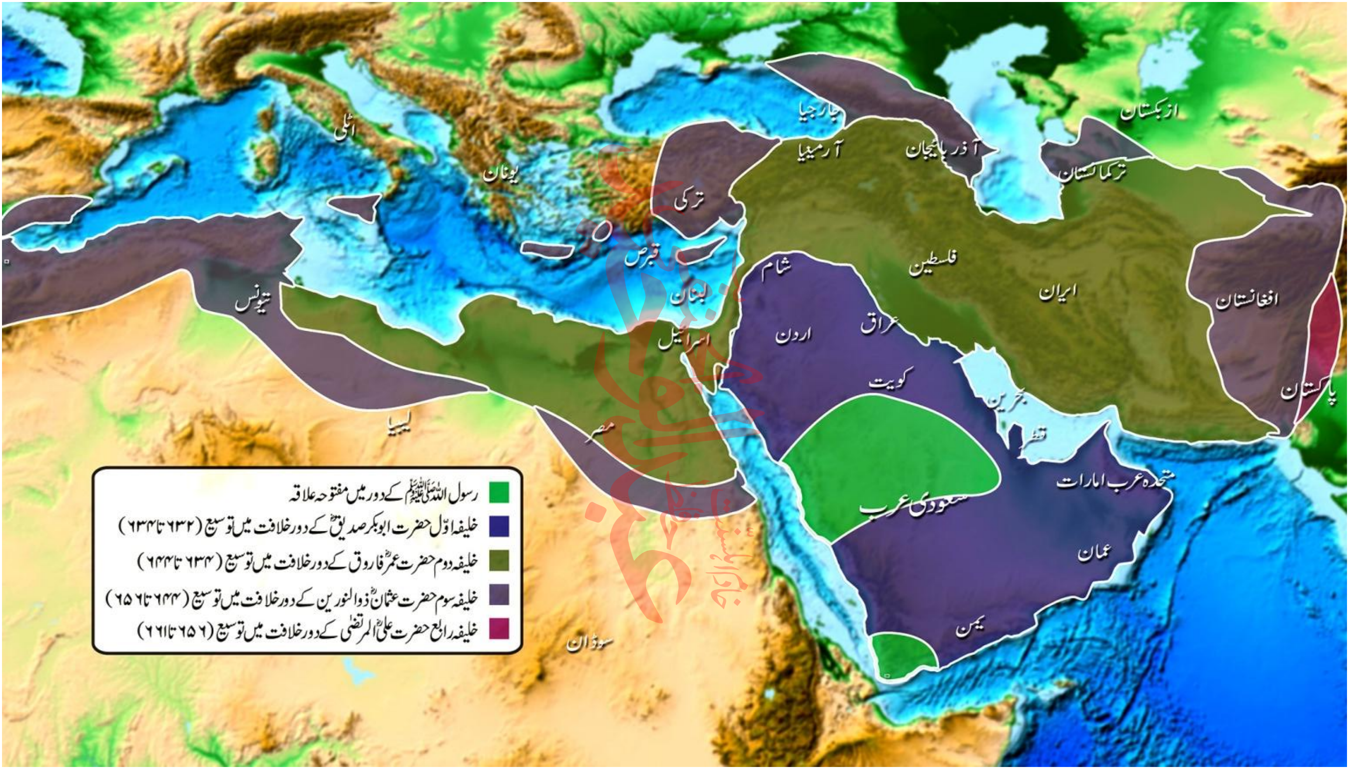
ازبکستان
ترکمانستان
آذربائیجان
جارجیا
آرمینیا
اٹلی
یونان
ترکی
قبرص
لبنان
اسرائیل
تیونس
لیبیا
مصر
سوڈان
شام
اردن
عراق
کویت
فلسطین
ایران
افغانستان
پاکستان
بحرین
قطر
متحدہ عرب امارات
سعودی عرب
عمان
یمن
🟩 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں مفتوحہ علاقہ
🟦 خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دور خلافت میں توسیع (۶۳۲ تا ۶۳۴)
🟩 خلیفہ دوم حضرت عمرؓ فاروق کے دور خلافت میں توسیع (۶۳۴ تا ۶۴۴)
🟪 خلیفہ سوم حضرت عثمانؓ ذوالنورین کے دور خلافت میں توسیع (۶۴۴ تا ۶۵۶)
🟥 خلیفہ رابع حضرت علیؓ المرتضیٰ کے دور خلافت میں توسیع (۶۵۶ تا ۶۶۱)

اسلامی دورِ حکومت

اسلامی دور حکومت اور مسلمانوں کے دور حکومت کی حدود تاریخی اعتبار سے حسب ذیل ہیں:

خلافت الٰہی

سید کونین، رحمت للعالمین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی نیابتی حکومت کا عہد باسعادت... مدینہ منورہ...

۱۲ ربیع الاول ۱ھ سے ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ تک

۲۴ ستمبر ۶۲۲ء سے ۹ جون ۶۳۲ء تک

بحساب ہجری ۱۰ سالہ عہد حکومت مکمل

بحساب عیسوی ۹ سال ۸ ماہ ۱۵ دِن

خلافت راشدہ دار الخلافہ مدینہ منورہ، عرب

خلیفہ اول: سیدنا ابو بکر صدیق اکبرؓ کا عہد خلافت

۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ تا ۲۲ جمادی الثانیہ ۱۳ھ

مطابق ۹ جون ۶۳۲ء تا ۲۳ اگست ۶۳۴ء

مدت خلافت بحساب ہجری ۲ سال ۳ ماہ ۱۰ دن

مدت خلافت بحساب عیسوی ۲ سال ۲ ماہ ۱۶ دن

خلیفہ دوم: سیدنا عمر فاروق اعظمؓ کا زمانہ خلافت

۲۲ جمادی الثانیہ ۱۳ھ تا یکم محرم ۲۴ھ

مطابق ۲۳ اگست ۶۳۴ء تا ۷ نومبر ۶۴۴ء

مدت خلافت بحساب ہجری ۱۰ سال ۶ ماہ ۸ دن

مدت خلافت بحساب عیسوی ۱۰ سال ۲ ماہ ۱۳ دن

خلیفہ سوم: سیدنا عثمان ذوالنورینؓ کا زمانہ خلافت

یکم محرم ۲۴ھ تا ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ھ

مطابق ۷ نومبر ۶۴۴ء تا ۲۳ جون ۶۵۶ء

مدت خلافت بحساب ہجری ۱۱ سال ۱۱ ماہ ۱۸ دن

مدت خلافت بحساب عیسوی ۱۱ سال ۷ ماہ ۱۵ دن

خلیفہ چہارم: سیدنا علی المرتضیٰؓ کا زمانہ خلافت

۱۸ ذی الحجہ ۳۵ھ تا ۱۸ رمضان ۴۰ھ

مطابق ۲۳ جون ۶۵۶ء تا ۲۷ جنوری ۶۶۱ء

مدت خلافت بحساب ہجری ۴ سال ۹ ماہ ۳ دِن	**مدت خلافت** بحساب عیسوی ۴ سال ۶ ماہ ۸ دن

صحابہ کرامؓ کی حکومت کا دورِ ثانی

خلافت حضرت امام حسنؓ	۲۰ رمضان ۴۰ھ تا ۲۲ ربیع الاول ۴۱ھ
دارالخلافہ کوفہ	مطابق ۲۷ جنوری ۶۶۱ء تا جولائی ۶۶۱ء
بحساب ہجری ۵ ماہ ۲۱ دِن	
خلافت حضرت امیر معاویہؓ (صلح کے بعد)	۲۲ ربیع الاول ۴۱ھ تا ۲۲ رجب ۶۳ھ
دارالخلافہ دمشق	مطابق جولائی ۶۶۱ء تا ۲۹ اپریل ۶۷۹ء
بحساب ہجری ۱۹ سال ۴ ماہ	
خلافت حضرت عبداللہ بن زبیرؓ	۱۱ محرم ۶۱ھ سے ۱۴ ربیع الاول ۶۴ھ تک
دارالخلافہ مکہ معظمہ	۱۴ ربیع الاول ۶۴ھ تا ۱۷ جمادی الاولیٰ ۷۳ھ
	مطابق ۶۸۲ء سے ستمبر ۶۹۲ء تک
شہادت حسینؓ کے بعد ۱۱ سال ۴ ماہ ۶ دِن	یزید کی وفات کے بعد ۹ سال ۲ ماہ ۷ دِن

خادم اہلسنّت عبدالوحید الحنفی فدا

مسلمانوں کی حکومت کا دورِ ثالث

خلافت بنی امیہ: دارالخلافہ دمشق کے تحت	۶۱ھ تا ۱۳۳ھ مطابق ۶۸۰ء تا ۷۵۰ء (۷۰ سال)
امارتِ بنی امیہ: دارالخلافہ اندلس کے تحت	۱۳۹ھ تا ۴۲۲ھ مطابق ۷۵۶ء تا ۱۰۳۱ء (۲۷۵ سال)
خلافت عباسیہ کی حکومت:	۱۳۳ھ تا ۶۰۵ھ مطابق ۷۵۰ء تا ۱۲۰۸ء (۴۵۸ سال)
خلافت عثمانیہ: عثمانی ترکوں کی حکومت	۶۹۹ھ تا ۱۳۳۹ھ مطابق ۱۲۹۹ء تا ۱۹۲۴ء (۶۲۵ سال)
مغلیہ سلطنت: ہندوستان میں مغلوں کی حکومت	شعبان ۹۳۲ھ تا شعبان ۱۲۷۴ھ مطابق فروری ۱۵۲۶ء تا فروری ۱۸۵۷ء (۳۳۲ سال)

[ماخوذ دائرۃ المعارف: ج ۶ ص ۹۶ طبع بیروت ۱۸۸۲ء]

مسلمانوں کی حکومت کا دور رابع

فروری ۱۹۲۴ء میں خلافت عثمانیہ ترکی کے خاتمہ کے بعد موجودہ

دور کی مسلم حکومتیں اس تاریخی سلسلہ میں دور رابع میں داخل ہیں۔ اور تقریباً ۵۶ ملکوں میں تقسیم ہیں۔ فروری ۱۹۲۴ء سے یہ کیفیت ہے۔ نظام خلافت کے احیاء کے لئے کوششیں جاری ہیں۔

حکومت کی تعریف

حکومت ایک فعل ہے جس کا سرچشمہ حکم ہے۔

اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ (۶:۵۷ قرآن)

ترجمہ: حکم صرف اللہ کا ہے۔

اَلَا لَهُ الْحُکْمُ (۶:۶۲ قرآن)

ترجمہ: خوب سن لو! فیصلہ اللہ ہی کا ہو گا۔

فَالْحُکْمُ لِلّٰہِ الْعَلِیِّ الْکَبِیْرِ (۴۰:۱۲ قرآن)

ترجمہ: حکومت اللہ ہی کی ہے جو بالا دست اور بڑا ہے۔

اسلامی حکومت کی عام حقیقت کا پہلا درجہ یہ ہے کہ وہ خدا کی بالا دست حکومت ہے۔ اس کا سرچشمہ اللہ کا پیغام ہے اور اس کی حقیقت اللہ کے حکم میں مرکوز ہے۔

حکم: سب سے پہلے اسلامی حکومت کی حقیقت کا اظہار قرآن کے لفظ حکم سے ہوتا ہے۔ قرآن میں جابجا حکم کا ذکر ہے۔

حکومت اعلیٰ

فَالۡحُکۡمُ لِلّٰہِ الۡعَلِیِّ الۡکَبِیۡرِ (۴۰:۱۲ قرآن)

ترجمہ: حکومت اللہ ہی کی ہے جو بالا دست اور بڑا ہے۔

حکومت الٰہی

اِسلام کی حکومت اپنے اختیار و اقتدار، اپنی زندہ اور کارفرما طاقت، اپنی مذہبی تشکیل و تنظیم اور اپنی اجتماعی شیرازہ بندی کے لحاظ سے عرش عظیم کے فرمانروا کی حکومت ہے، جو اعلیٰ اور بالا دست حکومت کی حیثیت سے حکومت الٰہی (خدا کی حکومت) کے نام سے سرفراز ہے۔ اس حکومت کی رو سے دنیا ایک تکوینی وجود ہے۔ انسانی نظام ایک ربانی نظام ہے۔ حکومت ایک بلند پایہ ربانی حق ہے۔ اور حکم ایک ربانی فعل ہے۔

دنیا کے انسان مجتمع ہو کر ایک بہترین معاشرہ قائم کرتے ہیں۔ خدا کی بالا دست طاقت اس پر حکومت کرتی ہے۔ حکومت خدا کی چیز ہے۔ وہ اس کو دے بھی سکتا ہے اور دے کر واپس بھی لے سکتا ہے۔ اس کا اعلان ہے:

قُلِ اللّٰھُمَّ مٰلِکَ الۡمُلۡکِ تُؤۡتِی الۡمُلۡکَ مَنۡ تَشَآءُ وَ تَنۡزِعُ الۡمُلۡکَ مِمَّنۡ تَشَآءُ (آل عمران آیت ۲۶)

آپ یوں کہیے کہ اے اللہ! مالک تمام ملک کے، ملک جس کو چاہیں دے دیتے ہیں اور جس سے چاہیں ملک لے لیتے ہیں۔

حضور ﷺ کا ارشاد

اَلْاَمْرُ اِلَی اللّٰہِ یضعہ حَیْثُ یَشَاءُ [سیرت ابن ہشام ج ا ص ۲۶۴]

حکومت کا معاملہ خدا سے متعلق ہے وہی یہ فیصلہ کر سکتا ہے کہ حکومت کس کو ملے گی اور کس کو نہیں ملے گی۔

آپ ﷺ کا یہ ارشاد در حقیقت قرآن کے اس فرمان کے عین مطابق ہے کہ حکومت خدا کی چیز ہے وہ جس کو چاہتا ہے دیتا ہے جس کے ہاتھ سے چاہتا ہے نکال لیتا ہے۔

یہی وہ نظریہ ہے جو عہد رسالت اور عہد خلافت راشدہ میں کارفرما تھا۔ اور جس سے موروثی بادشاہت کی تردید ہوتی ہے۔

الحاکم بامر اللہ

اسلامی دور کی تاریخ اس امر پر گواہ ہے کہ اسلامی تصورات کا پہلا مرکز ایک ایسے فرمانروائے اعلیٰ کا وجود ہے جو بالادست ہے اور حکومت بالادست کا منشا ہے۔ پیغمبر اعظم محمد رسول اللہ ﷺ ”الحاکم بامر اللہ“ خدا کی حکومت کے ذمہ دار تھے۔ اور خلفائے راشدینؓ کی حکومت بھی اس حکومت اعلیٰ کا عکس تھی۔

اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ

حکم صرف اللہ کا ہے۔ (القرآن ۱۲:۴۰)

مسلمان لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پر ایمان رکھتے ہیں اور دِین کے دائرہ کی طرح دنیا کے دائرہ میں بھی اللہ کی حاکمیت کو اپنے عقیدہ کی جان سمجھتے ہیں۔

چار یارؓ خلفائے راشدینؓ

آیت تمکین۔ خلافت نبوت

خادم اہل السنت حافظ عبدالوحید الحنفی

حسب ذیل دو آیتیں خلافت نبوت کے قائم ہونے کی واضح دلیل ہیں:

اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّھُمْ ظُلِمُوْا ؕ وَاِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصْرِھِمْ لَقَدِیْرُ ۝ الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ بِغَیْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ یَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ؕ

(پارہ ۱۷، سورۃ الحج، آیت ۳۹، ۴۰)

ترجمہ: ان لوگوں کو لڑائی کی اجازت دے دی گئی ہے، جن سے کفار کی طرف سے لڑائی کی جاتی ہے۔ اس وجہ سے کہ ان پر ظلم کیا گیا ہے۔ اور بے شک اللہ تعالیٰ ان کی نصرت و مدد کرنے پر پوری پوری قدرت رکھنے والا ہے۔

اس کے بعد انہی مومنین مہاجرین کے بارے میں اعلان فرمایا کہ:

اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَ اَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَ لِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ

(پارہ ۱۷، سورۃ الحج، آیت ۴۱)

ترجمہ: یہ ایسے لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو دنیا میں زمین پر تمکین و اقتدار دیں تو یہ لوگ نماز قائم رکھیں گے اور زکوۃ دیں گے اور نیک کاموں کا حکم دیں گے اور برے کاموں سے منع کریں گے اور سب کاموں کا انجام اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔

اس آیت تمکین میں اللہ تعالیٰ نے مہاجرین صحابہؓ کے متعلق ایک اعلان فرمایا ہے (جن کو کافروں نے گھروں سے نکال دیا تھا اور وہ رسول اکرم ﷺ کے حکم کے تحت مدینہ میں قیام پذیر ہو گئے تھے) کہ اگر ہم ان کو ملک میں حکومت و اقتدار دے دیں تو وہ ضرور ان چار کاموں کی تکمیل کریں گے۔ اور چونکہ ان مہاجرین صحابہ کرامؓ میں سے آنحضرت ﷺ کے بعد ان چار اصحابؓ کو ہی ملکی اقتدار عطا کیا ہے، یعنی حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمانؓ ذالنورین اور حضرت علی المرتضیٰؓ۔ اس لئے حسب اعلان خداوندی قرآن پر ایمان رکھنے والوں کے لئے یہ قطعی عقیدہ لازم ہے کہ ان چاروں خلفاء نے ضرور وہ کام سرانجام دیئے ہیں جن کا اس آیت میں ذکر ہے یعنی اقامت صلوٰۃ، ایتاء الزکوٰۃ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر۔ اور کوئی شخص

باوجود اس اعلان خداوندی کے ان خلفائے اربعہؓ کو برحق خلفاء تسلیم نہیں کرتا تو وہ اس آیت کا منکر ہے اور اس کے نزدیک اللہ تعالیٰ کا مذکورہ اعلان صحیح ثابت نہیں ہوا، العیاذ باللہ۔

اور اس آیت کا یہ مطلب بھی نہیں لیا جا سکتا کہ مذکورہ تمکین و اقتدار کا وعدہ مابعد کے خلفاء کے لئے ہے۔ کیوں کہ یہ اعلان اَلَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ کے لئے ہے، جو مہاجرین صحابہؓ ہیں اور سوائے ان چار خلفاء کے صحابہؓ میں سے اور کسی مہاجر صحابی کو خلافت نہیں ملی۔ اسی بناء پر ان چاروں خلفاءؓ کی خلافت کو خصوصی طور پر خلافت راشدہ کہتے ہیں جو قرآن کی موعودہ خلافت ہے اور یہ خلافت ان چاریارؓ میں ہی منحصر ہے۔ (از روئیداد مولفہ مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ مطبوعہ ۱۴۰۸ھ)

۲۔ آیت استخلاف۔ مہاجرین صحابہؓ سے وعدہ خلافت

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ وَ لَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا ؕ یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا ؕ وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ (پارہ۱۸، سورۃ النور، ع۷، آیت ۵۵)

ترجمہ: اللہ نے وعدہ فرمایا ہے ان لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں تم میں سے اور انہوں نے نیک عمل کئے ہیں کہ ضرور ان کو خلیفہ

> بنائے گا زمین میں جیسا کہ اس نے ان لوگوں کو خلیفہ بنایا ہے جو ان سے پہلے ہوئے ہیں۔ اور ضرور ان کو ان کے لئے اس دِین کی طاقت (تمکین) دے گا جو اس نے ان کے لئے پسند کر لیا ہے۔ وہ خلفاء میری ہی عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی کو بھی شریک نہیں بنائیں گے۔ اور اس کے بعد جو شخص بھی انکار (یا ناشکری) کرے گا تو وہ لوگ فاسق (نافرمان) ہوں گے۔

اس آیت استخلاف میں اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر ان ایمان و عمل صالح والے صحابہ کرامؓ کو خلیفہ بنانے کا وعدہ فرمایا۔ جو اس آیت کے نازل ہونے کے وقت موجود تھے، جس پر لفظ مِنْکُمْ دلالت کرتا ہے۔ اور چونکہ نبی کریم رحمت للعالمین خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کے بعد مہاجرین صحابہؓ میں سے بالترتیب صرف حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان ذوالنورینؓ اور حضرت علی المرتضیٰؓ رضی اللہ عنہم کو ہی خلافت اور جانشینی کا عظیم شرف نصیب ہوا ہے۔ اس لئے یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن خلفاء کے متعلق اس آیت میں وعدہ فرمایا تھا وہ یہی چار ہیں۔ ان کی خلافت قرآن کی موعودہ خلافت ہے اور اگر ان چار خلفاءؓ کو اس آیت کا مصداق نہ قرار دیا جائے تو پھر اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ثابت نہیں ہو سکتا۔ اور آیت میں مِنْکُمْ کی قید کی وجہ سے بعد کے خلفاء اس آیت کا مصداق نہیں قرار دیئے جا سکتے۔ خواہ

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

حضرت امام حسنؓ ہوں یا حضرت امیر معاویہؓ اور خواہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ ہوں۔ یا قرب قیامت میں پیدا ہونے والے حضرت مہدی جو اُمت محمدیہ کے آخری ہادی اور مجدد ہوں گے۔ اور جن کی عادلانہ اسلامی حکومت کے بارے میں احادیث میں پیشگوئی موجود ہے۔ ان ما بعد کے خلفاء کو بعض حضرات نے جو خلفائے راشدین میں شمار کیا ہے تو وہ لغوی معنٰی میں کہ ان کی حکومتیں بھی برحق خلافتیں ہیں اور وہ بھی رشد وہدایت والے ہیں۔ لیکن اصل خلفائے راشدین یہی خلفائے رابعہ (چار یارؓ) ہیں جو قرآن کی موعودہ خلافت کا صحیح مصداق ہیں اور ان کے بعد آنے والے خلفاء اس آیت کے موعودہ خلفاء نہیں قرار دیئے جا سکتے، کیوں کہ حسب آیت تمکین اس آیت استخلاف سے مراد بھی وہی خلفاء ہیں جو مہاجرین صحابہؓ میں سے ہوں گے۔

(از روئیداد مولفہ مولانا قاضی مظہر حسینؒ مطبوعہ ۱۴۰۸ھ)

آیت استخلاف میں لفظ منکم سے مراد

آیت استخلاف میں خلفائے اربعہؓ کی خلافت موعودہ کا مبنی لفظ منکم ہے اور شیعہ بھی اسی منکم سے گھبراتے ہیں۔ ۱۳۳۹ھ میں بمقام مکیریاں ضلع ہوشیارپور (مشرقی پنجاب) میں امام اہلسنّت حضرت مولانا عبدالشکور صاحب فاروقی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ اور مشہور شیعہ مناظر مرزا احمد علی امرتسری آنجہانی میں مناظرہ ہوا تھا۔ چونکہ شیعہ پہلے تین

خلفائے راشدین امام الخلفاء حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہم کی خلافت راشدہ بلکہ ان کے ایمان کے بھی منکر ہیں، العیاذ باللہ۔

اس لئے امام اہل سنت نے خلفائے ثلٰثہ کے مومن کامل اور خلیفہ راشد ہونے پر دوسرے دلائل کے علاوہ آیت استخلاف بھی پیش کی تھی اور فرمایا تھا کہ جو لوگ حضرات ثلاثہ کو مومن نہیں مانتے وہ بتلائیں کہ یہ آیت کیوں کر سچی ثابت ہو سکتی ہے۔ کیوں کہ آیت میں وعدہ صرف مومنین حاضرین سے ہے، ورنہ لفظ منکم بے کار ہو جائے گا۔ اور اس وقت کے لوگوں میں صرف خلفائے ثلاثہؓ ہی کو آیت کی موعودہ تینوں نعمتیں ملیں۔ حضرت علیؓ کو بہ قول شیعہ تمکین دِین نہیں ملی۔ وہ اپنی خلافت میں بھی اپنا دِین رائج کرنے پر قادر نہ تھے۔ جیسا کہ روضہ کافی کی عبارت منقولہ سے معلوم ہوا ہے۔ پس اگر حضرات ثلاثہؓ معاذاللہ مومن صالح نہ ہوں تو ان کی خلافت اس آیت کی مصداق نہیں ہو سکتی۔ اور کوئی دوسرا مصداق اس آیت کا نہیں پایا گیا۔

(مباحثہ نکیریاں ص ۱۷)

شیعہ مناظر نے مِنکُمْ کا یہ جواب دیا کہ اگر ”منکم“ سے حاضرین ہی مراد ہوں تو پھر منکم سے قرآن میں جو خطابات ہیں، وہ سب حاضرین کے لئے مخصوص ہو جائیں گے اور بعد والوں کے لئے وہ احکام

ثابت نہ ہوں گے۔ تو اس کا جواب امام اہلسنّت نے یہ دیا کہ:

(۱) کہیں بھی لفظ مِنْکُمْ ہو اور حاضرین کی تخصیص نہ لینے سے یہ لفظ بے کار ہو جاتا ہو تو یقیناً وہاں بھی حاضرین کی تخصیص ہو گی۔ مگر آیات احکام میں ایسا نہیں۔

(۲) امام اہل سنت نے شیعہ مذہب کی کتب اصول سے یہ دکھایا کہ حاضر کا صیغہ حاضر کے لئے مخصوص ہوتا ہے اور غائبین کا شامل کرنا کسی دلیل خارجی کی وجہ سے ہوتا ہے اور وہ دلیل خارجی آیت استخلاف میں دکھادیجئے تو بے شک تخصیص باطل ہو جائے گی۔ شیعہ مناظر اس کا جواب نہ دے سکے۔ (از روئیداد سالانہ ۱۴۰۸ھ مدرسہ اظہار الاسلام مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ)

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید حنفی

عثمانؓ بن عفان کی شہادت اور علیؓ بن ابی طالب کی بیعت

(۱) جب ۱۸ ذی الحجہ یوم جمعہ ۳۵ھ کو عثمانؓ بن عفان شہید کر دیئے گئے اور شہادت عثمانؓ کی صبح کو مدینے میں علیؓ سے بیعت خلافت کر لی گئی تو ان سے طلحہؓ اور زبیرؓ، سعدؓ بن ابی وقاص، سعیدؓ بن زیدؓ بن عمرو بن نفیل، عمارؓ بن یاسر، اُسامہؓ بن زید، سہلؓ بن حنیف، ابو ایوبؓ انصاری، محمدؓ بن مسلمہ، زیدؓ بن ثابت، خزیمہؓ بن ثابت اور ان تمام اصحابؓ رسول اللہ ﷺ وغیرہم نے جو مدینے میں تھے، بیعت کر لی۔

مدینہ سے عراق روانگی: حضرت طلحہؓ و حضرت زبیرؓ دونوں عمرہ کے

لئے مکہ روانہ ہو گئے اور وہیں حضرت عائشہؓ تھیں جو حج کے لئے تشریف لے گئی تھیں۔ پھر وہ دونوں حضرت عائشہؓ کے ہمراہ خون عثمانؓ کے قصاص کے لئے مکہ سے بصرہ روانہ ہوئے۔ اور حضرت علیؓ المرتضیٰ ربیع الثانی ۳۶ھ کے آخر میں مدینہ سے بصرہ کے لئے نکلے۔ مدینہ پر حضرت سہل بن حنیفؓ انصاری کو خلیفہ بنا گئے۔

بصرہ روانگی: حضرت علیؓ نے بصرہ روانگی کے بعد حضرت سہیل بن حنیفؓ کو لکھا کہ اُن کے پاس آ جائیں اور مدینے پر حضرت ابو الحسنؓ المازنی انصاری کو والی بنا دیا۔ وہ ذا قاء میں اُترے۔ حضرت عمارؓ بن یاسر اور حضرت حسنؓ بن علیؓ کو اہل کوفہ کے پاس بھیج کر اُن سے اپنے ہمراہ چلنے کی مدد چاہی۔ وہ لوگ حضرت علیؓ کے پاس آ گئے اور انہیں بصرہ لے گئے۔

واقعہ جمل سے قبل فریقین میں مصالحت کی گفتگو: بصرہ میں ایک بزرگ صحابی حضرت قعقاعؓ بن عمرو التیمی نے حضرت عائشہؓ صدیقہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا:

فَقَالَ (القَعْقَاعُ) اَیْ اُمَّهْ مَا اَشْخَصَکِ وَ مَا اَقْدَمَکِ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ؟ قَالَتْ اَیْ بَنِیْ! اِصْلاَحٍ بَیْنَ النَّاسِ

(الفتنہ وواقعہ الجمل ص ۲۵، سیرت علیؓ المرتضیٰ مولفہ مولانا محمد نافع ص ۲۵۰)

(یعنی) حضرت قعقاعؓ کہنے لگے: اے اُمّ المومنین! اس شہر میں

آپ کا تشریف لانا اور اقدام کرنا کس مقصد کے لئے ہے؟ تو اُم المومنین نے فرمایا کہ اے بیٹے! لوگوں کے درمیان (جو فتنہ کھڑا ہو گیا ہے، اس میں) اصلاح کی کوئی صورت پیدا کرنے کے لئے۔

(۲) حضرت طلحہؓ اور زبیرؓ کا مقصد بھی اصلاح تھا: پھر حضرت قعقاعؓ نے حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کے ساتھ اسی مقصد پر کلام کی۔ تو انہوں نے بھی حضرت صدیقہؓ کے جواب کی تائید کی اور اپنا مقصد بھی اصلاح بین الناس بیان فرمایا۔

حضرت قعقاعؓ نے فرمایا کہ ان حالات میں آپ حضرات کا حضرت علیؓ سے بیعت کر لینا خیر کی علامت ہے اور رحمت کی بشارت ہے۔ اس طریقہ سے شہادت عثمانؓ کا بدلہ لینا آسان ہو سکے گا۔ اور اُمت کے لئے سلامتی اور عافیت اسی میں ہو گی۔

عبدالوحید

افہام و تفہیم کے اس بیان کے بعد حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ اور حضرت عائشہؓ صدیقہ نے ارشاد فرمایا:

اَصَبْتَ وَ اَحْسَنْتَ فَارْجِعْ

یعنی آپ نے درست فرمایا اور بہتر چیز بیان کی۔ (ہم لوگ اس پر آمادہ ہیں) پس میں واپس جاتی ہوں۔ (البدایہ والنہایہ، ابن کثیر ج ۷)

حضرت قعقاعؓ کی حضرت علیؓ المرتضیٰ سے ملاقات:

فَرَجَعَ اِلٰی عَلِیٍّ فَاَخْبَرَهٗ فَاَعْجَبَهٗ ذٰلِکَ وَ اَشْرَفَ الْقَوْمُ عَلٰی

الصُّلحِ كُرِهَ ذٰلِکَ مَنْ كُرِهَهٗ وَ رَضِيَهٗ مَنْ رَضِيَهٗ وَ أَرْسَلَتْ عَائِشَةُ اِلٰى عَلِيٍّ تُعَلِّمُهٗ اَنَّهَا اِنَّمَا جَائَتْ لِلصُّلحِ فَفَرِحَ هٰؤُلَآءِ وَ هٰؤُلَآءِ (البدایہ والنہایہ لابن کثیر ج ۷ تحت واقعہ ہذا)

یعنی (اس گفتگو کے بعد حضرت قعقاعؓ) حضرت علیؓ کی طرف واپس تشریف لائے اور اس مکالمہ کی اطلاع کی۔ تو حضرت علیؓ نے اس چیز کو بہت پسند فرمایا اور باقی لوگ بھی صلح پر متوجہ ہوئے۔ بعض لوگوں کو یہ چیز ناگوار گزری اور بعض کو یہ چیز پسند آئی۔

شہادت عثمانؓ کے سانحہ میں ملوث افراد: حضرت علیؓ المرتضیٰ کی جماعت میں وہ لوگ از خود آ کر شامل ہوئے جو شہادت حضرت عثمانؓ کے سانحہ میں ملوث تھے۔ اور بنیادی طور پر یہ فتنہ کھڑا کرنے والے تھے۔

جناب القعقاعؓ بن عمرو کی مصالحانہ گفتگو کے بعد حضرت علیؓ المرتضیٰ نے اس موقع پر ایک عظیم خطبہ دیا۔ حضرت علیؓ المرتضیٰ نے فرمایا:

اَلَا وَ اِنِّیْ رَاحِلٌ غَدًا فَارْتَحِلُوْا اَلَا وَ لَا يَرْتَحِلَنَّ غَدًا اَحَدٌ اَعَانَ عَلٰى عُثْمَانَ بِشَيْءٍ فِيْ شَيْءٍ مِنْ اُمُوْرِ النَّاسِ . . . الخ

ہم کل یہاں سے آگے پیش قدمی کرنے والے ہیں۔ خبردار! جس شخص نے حضرت عثمانؓ کے قتل میں اعانت بھی کی ہو، وہ بھی ہم سے جدا ہو جائے اور ہمارے ساتھ نہ رہے۔ الخ

(تاریخ طبری ج۵ نزولی ذاقار، البدایہ والنہایہ لابن کثیر جلد تحت احوال الجمل)

مفسدین کی ایک مذموم کوشش: جس وقت امیر المومنین کی طرف سے یہ اعلان ہوا تو اس وقت فتنہ انگیز پارٹی کے سربر آوردہ لوگ شریح بن (افیٰ) علیاء بن الہیثم، مسلم بن ثعلبہ العبسی، عبداللہ بن سبا (ابن سوداء)، خالد بن ملجم وغیرہم، جن میں ایک بھی صحابیؓ نہ تھا، سخت پریشان ہوئے۔ اور انہیں اپنا انجام نظر آنے لگا۔

علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں:

وَ لَيْسَ فِيْهِمْ صِحَابِيٌّ وَ لِلّٰهِ الْحَمْدُ (البدایہ ابن کثیر ج۷)

یعنی ان میں ایک صحابی بھی نہیں اور یہ اللہ کا شکر ہے۔

حضرت علیؓ کو قتل کرنے کی سازش:

فَإِنَّ بَعْضَهُمْ كَانَ عَزَمَ عَلَى الْخُرُوْجِ عَلَى الْاِمَامِ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ وَ عَلٰى قَتْلِهٖ لَمَّا نَادٰى يَوْمَ الْجَمَلِ بِاَنْ يَّخْرُجَ عَنْهُ قَتَلَةُ عُثْمَانَ الخ

(کتاب الیواقیت والجواہر ج۲ تالیف ۹۴۲ھ)

یعنی حضرت علیؓ نے جب جمل کے موقع پر اعلان فرمایا کہ قاتلین عثمانؓ (ہماری جماعت سے) نکل جائیں تو ان بعض (مفسدین و اشرار) نے خود حضرت علیؓ کے خلاف خروج کر کے ان کے قتل کرنے پر عزم کر لیا تھا۔ الخ (کتاب الیواقیت الجواہر مولفہ امام شعرانی)

جانبین کی صلح پر آمادگی: حضرت قعقاعؓ اور فریقین کے درمیان

مذکورہ گفتگو کی روشنی میں دونوں جماعتوں کے درمیان صلح اور اصلاح میں کوئی شک نہ رہا۔ یعنی حضرت عائشہؓ اور حضرت طلحہؓ و زبیرؓ وغیرہم حضرت علیؓ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لئے آمادہ ہو گئے۔

دوسری جانب حضرت علیؓ المرتضیٰ قاتلین عثمانؓ کو شرعی سزا دینے پر رضامند ہو گئے۔ اس صورت حال کو مؤرخ طبری نے اپنے انداز میں تاریخ طبری جلد خامس آخر عنوان "نزول علی الزاویہ من البصرہ" میں درج کیا ہے:

سانحہ قتل عثمانؓ میں ملوث افراد کی سازش: مفسدین اور قاتلین عثمان کے شر اور فساد نے آخر کار تاریکی میں دفعۃً قتال کھڑا کر دینے پر اتفاق کر لیا۔ یہ ان اشرار کی طرف سے تیسرا "الفتنۃ الکبریٰ" تھا۔ ایک شہادت عثمانؓ کا سانحہ، دوسرا حضرت علیؓ المرتضیٰ کے قتل کی تدبیر اور تیسرا قتال بین المسلمین کر دینا۔

ان لوگوں کا طریق کار یہ طے پایا کہ ہم میں سے کچھ لوگ حضرت عائشہؓ صدیقہ کے ہم نواؤں کی قیام گاہ پر اور دوسرا گروہ حضرت علیؓ المرتضیٰ کی جماعت پر دفعۃً و ناگہاں رات کی تاریکی میں دوسرے فریق کی جانب حملہ کر دے۔ اور ہر ایک فریق بلند آواز میں پکارے کہ فریق مخالف نے بدعہدی کرتے ہوئے حملہ کر دیا ہے۔

چنانچہ اس تدبیر کے موافق صبح صادق سے قبل ان مفسدین کے دو

گروہوں نے تقسیم ہو کر جانبین کی قیام گاہوں پر حملہ کر دیا۔ اور اس طرح ہر ایک فریق نے یہ خیال کرتے ہوئے کہ ہم پر مخالف فریق نے بد عہدی کرتے ہوئے حملہ کر دیا ہے، پوری شدت سے جنگ کی۔ لیکن ہر ایک فریق کا مقصد اپنا اپنا دفاع کرنا تھا۔ قتال میں ابتدا کرنا ہرگز پیش نظر نہ تھا۔[1]

بصرہ میں جنگ جمل

حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ اور حضرت عائشہؓ کا اور اُن لوگوں کا جو اہل بصرہ وغیرہم میں سے اُن کے ہمراہ تھے، یوم الجمل ماہ جمادی الآخر ۳۶ھ میں فریقین میں جنگ ہوئی۔ اُس روز حضرت طلحہؓ و حضرت زبیرؓ وغیرہما شہید کر دیئے گئے۔ مقتولین کی تعداد تیرہ ہزار (۱۳۰۰۰) تک پہنچ گئی۔ علیؓ بصرہ میں پندرہ شب قیام کر کے کوفے واپس ہو گئے۔

(طبقات ابن سعد ج ۴)

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید حنفی

جنگ جمل کا اختتام: جنگ جمل میں حضرت علیؓ المرتضیٰ کی جماعت سے پانچ ہزار (۵۰۰۰) افراد شہید ہوئے اور وہ غالب آ گئے اور

---

[1] ماخوذ: تفسیر القرطبی ج ۱۶ تحت سورۃ الحجرات تحت مسئلۃ الرابعہ لابی عبداللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبی المتوفی ۶۷۱ء (۲) المنتقیٰ للذہبی ص ۴۰۴ المتوفیٰ ۷۴۸ھ)، سیرت حضرت علیؓ المرتضیٰ مولفہ مولانا محمد نافع ص ۲۶۰

دوسرے فریق کے اکابر (حضرت طلحہؓ و حضرت زبیرؓ) اور تیرہ ہزار (۱۳۰۰۰) افراد شہید ہو گئے۔ (ماخوذ تاریخ مسعودی ج ۲ ص ۲۸۹)

حضرت اُمّ المؤمنین عائشہؓ صدیقہ کے حق میں حضرت علیؓ المرتضیٰ کی جانب سے پورا اکرام کیا گیا۔ اور کامل اکرام کے ساتھ مکہ مکرمہ کی طرف واپسی ہوئی۔ اس موقع پر حضرت علیؓ المرتضیٰ نے دونوں طرف کے شہداء پر نمازِ جنازہ پڑھی۔

شہداء پر دُعائے مغفرت: (۱) حضرت علیؓ مقتولین پر گذرے تو فرمایا:

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ مَرَّ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَلٰی قَتْلٰی مِنْ اَھْلِ الْبَصْرَۃِ فَقَالَ: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ (المصنف لابن ابی شیبہ ج ۵ مطبوعہ کراچی)

اے اللہ! ان کی مغفرت فرما اور ان کو بخش دے۔

قاتلین عثمانؓ پر بددُعا: (۲) حضرت علیؓ المرتضیٰ کے فرزند محمد بن حنفیہ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ المرتضیٰ قاتلین عثمانؓ کے بارے میں بددُعا کرتے تھے۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ اَلْحَنْفِیَّۃِ وَ کَانَ صَاحِبَ لَوَاءِ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ یَوْمَ الْجَمَلِ قَالَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اَللّٰھُمَّ اَکْبِبْ قَتَلَۃَ عُثْمَانَ لِمَنَاخِرِھِمُ الْغَدَاۃَ (التاریخ الکبیر لامام بخاری ج ۴ ص ۳۴۳)

اے اللہ! قاتلین عثمانؓ کو قیامت کے روز چہرہ کے بل اوندھا کر

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید حنفی

کے سزا دینا۔

(۳) فَقَالَ: اللهمَّ احْلِلْ بِقَتَلَةِ عُثْمَانَ خِزْيًا

(المصنف لابن ابی شیبہ ج۵ روایت ۱۹۶۵۶)

اے اللہ! قاتلین عثمانؓ پر ذلت اتار اور رسوائی نازل کر دے۔

جناب علیؓ المرتضیٰ کا ان لوگوں کے حق میں بد دُعا کرنا بالکل بجا ہے۔ کیوں کہ انہوں نے ہی اہل اسلام کے درمیان شر انگیز اور ہلاکت خیز حالات پیدا کر دیئے اور ملت اسلامیہ کی وحدت کو پارہ پارہ کر دیا۔

کوفہ کی طرف روانگی: حضرت علیؓ المرتضیٰ واقعہ جمل کے بعد ۱۵ دن بصرہ میں رہے۔ مؤرخین لکھتے ہیں کہ بروز پیر ۱۲ رجب ۳۶ھ آپ کوفہ میں داخل ہوئے۔ (البدائیہ والنہایہ ج۷ تحت صفین)

کوفہ کو دارالخلافہ بنایا: حضرت علیؓ المرتضیٰ نے کوفہ کو مدینہ منورہ کے بجائے دارالخلافہ قرار دیا اور مستقل اقامت اختیار فرمائی۔

صفین کی طرف اقدام: حضرت علیؓ المرتضیٰ شام کی طرف تشریف لے جانے کے لئے عزم کر کے کوفہ سے نکلے اور نخیلہ کے مقام پر قیام کیا۔ اور وہاں جیوش عساکر کے متعلقہ انتظامات درست کئے۔ کوفہ پر اپنا قائم مقام حضرت ابو مسعود (عقبہ بن عامرؓ) الانصاری کو متعین کیا۔ اور شام کی طرف روانہ ہوئے اور دریائے فرات کے قریب ذوالحجہ ۳۶ھ میں قیام کیا۔

صفین کا محل وقوع: جب حضرت امیر معاویہ ؓ کو حضرت علیؓ المرتضیٰ اور اُن کے عساکر کے متعلق خبر پہنچی تو وہ بھی اپنے جیوش کے ہمراہ ملک شام کی مشرقی سرحد کے قریب آ پہنچے۔ بلاد شام کی مشرقی جانب صفین کے ایک مقام پر فریقین کی جماعتوں کا اجتماع ہوا۔ یہ محرم ۳۷ھ کا موقعہ ہے۔

صفین میں فریقین کا موقف: (۱) حضرت علیؓ المرتضیٰ کی رائے یہ تھی کہ بیشتر مہاجرین وانصار نے میری بیعت کر لی ہے۔ فلہٰذا اہل شام کو بھی میری بیعت میں داخل ہونا چاہیے اور اطاعت قبول کرنی چاہیے۔ اور اگر وہ یہ صورت اختیار نہ کریں تو پھر قتال ہو گا۔[1]

(۲) حضرت امیر معاویہؓ اور ان کی جماعت کی رائے یہ تھی کہ حضرت عثمانؓ ظلماً شہید کیئے گئے ہیں اور ان کے قاتلین علوی جیش میں موجود ہیں۔ فلہٰذا ان سے قصاص لیا جائے۔ اور ہمارا مطالبہ صرف قصاص دم عثمانؓ کے متعلق ہے، خلافت کے بارے میں ہمارا نزاع نہیں ہے۔ (فتح الباری ج ۱۳ تحت کتاب الاعتصام (۲) المصنف لابن ابی شیبہ ج ۱۱)

جنگ صفین

(۱) حضرت علی رضی اللہ عنہ اور جو کوفہ میں اُن کے ساتھ تھے، ان لوگوں

---

[1] تاریخ مسعودی ج ۲ ص ۲۸۹

کے ساتھ نکلے۔ حضرت معاویہؓ کو جب معلوم ہوا تو وہ اُن لوگوں کے ہمراہ جو اہل شام میں سے اُن کے ساتھ تھے، روانہ ہوئے۔ صفر ۳۷ھ میں بمقام صفین طرفین برابر ۱۱۰ روز تک قتال کرتے رہے۔

لشکر شام سے پینتالیس ہزار (۴۵۰۰۰) افراد شہید ہوئے اور لشکر عراق سے پچیس ہزار (۲۵۰۰۰) افراد شہید ہوئے۔[1] حضرت عمارؓ بن یاسر، حضرت خزیمہؓ بن ثابت اور حضرت ابو عمرہ المازنی جو علیؓ کے ہمراہ تھے، شہید ہوئے۔

(ا) تحکیم کی تجویز تاریخ علامہ ابن خلدون: علامہ ابن خلدون (المتوفیٰ ۸۰۸ھ) اس واقعہ کو اس طرح لکھتے ہیں:

اب لڑائی بند ہو چکی تھی، چاروں طرف سکوت کا عالم چھایا ہوا تھا۔ اتنے میں اشعثؓ بن قیس نے بڑھ کر عرض کیا: "امیر المومنین! لوگ اس امر پر راضی ہو گئے ہیں جس کی طرف بلائے گئے تھے (یعنی قرآن کو انہوں نے حکم مان لیا)۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں (حضرت) معاویہؓ کے پاس جاؤں اور ان کے منشاء دلی کو دریافت کروں"۔

حضرت علیؓ نے اجازت دے دی۔ اشعث بن قیسؓ (حضرت) معاویہؓ کے پاس پہنچے۔ دریافت کیا: آپ نے کس غرض سے قرآن مجید

---

[1] البدائیہ والنہایہ ج۸ تحت ترجمہ معاویہ ص ۱۲۷

کو اُٹھایا؟ (حضرت) معاویہؓ نے جواب دیا: تاکہ ہم اور آپ اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف رجوع کریں۔ تم اپنی طرف سے ایک شخص کو منتخب کرو اور ہم اپنی طرف سے ایک شخص کو منتخب کرتے ہیں۔ اور ان دونوں آدمیوں سے حلف لیا جائے کہ کتاب اللہ کے موافق وہ فیصلہ کریں گے۔ بعد ازاں جو وہ فیصلہ کریں گے اس پر ہم اور تم راضی ہو جائیں۔

اشعثؓ بن قیس (حضرت) معاویہؓ کے پاس سے اُٹھے اور امیر المومنین (حضرت) علیؓ کی خدمت میں آئے اور (حضرت) معاویہؓ کا پیغام پہنچایا۔

حکم کے انتخاب میں حضرت علیؓ کی مشاورت: حاضرین نے کہا ہم بھی اس امر پر راضی ہیں اور فیصلے کو قبول کرتے ہیں اہل شام نے اپنی طرف سے (حضرت) عمرو بن العاصؓ کو منتخب کیا۔

اشعثؓ بن قیس، یزید بن الحصین، مسلمہ بن فدک متفق الکلمہ ہو کر بولے: ہم تو حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کا انتخاب کرتے ہیں۔ دوسرے کو اپنی طرف سے حکم نہ بنائیں گے۔

حضرت علیؓ المرتضیٰ نے فرمایا: میں عبداللہ بن عباسؓ کو اپنی طرف سے منتخب کر سکتا ہوں؟ اشعثؓ بن قیس اور اس کے ہمراہی کہنے لگے: ابن عباسؓ آپ کے عزیز ہیں، ان کو حکم نہ بنائیں۔ ایسے شخص کو حکم مقرر کرنا چاہیے جس کا تعلق آپ کے اور (حضرت) معاویہؓ کے ساتھ

یکساں ہو۔

حضرت اشعثؓ بن قیس اور ان کے ہمراہی کہنے لگے: حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کو رسول اللہ ﷺ کی صحبت نصیب ہوئی ہے۔

حضرت علیؓ المرتضیٰ کی جانب سے حکم کا انتخاب: امیر المومنین حضرت علیؓ نے ارشاد فرمایا: اچھا جو چاہو اور جو تمہاری سمجھ میں آئے کرو۔ الغرض حاضرین نے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کو بلوایا۔

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے لڑائی میں حصہ نہیں لیا تھا۔ لوگوں نے اُن کے پاس جا کر کہا کہ فریقین میں مصالحت ہو گئی ہے۔ حضرت ابو موسیٰؓ نے فرمایا: الحمد للہ! پھر کہا گیا کہ آپ حکم مقرر کئے گئے ہیں۔ اس پر حضرت ابو موسیٰؓ نے پڑھا: ”اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن“ اور پھر لشکر کی طرف آئے۔

تحکیم کا عہد نامہ: علامہ ابن خلدونؒ لکھتے ہیں:

امیر المؤمنین حضرت علیؓ بن ابی طالب کے لشکر میں یہ قصہ پیش تھا کہ حضرت عمروؓ بن العاص امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس اقرار نامہ لکھنے کو حاضر ہوئے۔

کاتب نے ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ کے بعد امیر المؤمنین علیؓ المرتضیٰ کے فرمانے پر لکھنا شروع کیا:

هٰذَا مَا تَقَاضِیْ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبْ وَ مُعَاوِیَةَ بِنْ اَبِیْ سُفْیَان

قَاضی عَلِیّ عَلٰی اَہۡلِ الۡکُوۡفَۃَ وَ مَنۡ مَّعَہُمۡ وَ مُعَاوِیَۃَ عَلٰی شَام وَ مَنۡ مَّعَہُمۡ اِنَّنَا تَنَزل عِنۡدَ حُکُم اللہ وَ کِتَابہ وَ اِنۡ لَا یَجۡمع بَیۡنَنَا غَیۡرَہ وَ اِنۡ کِتَابُ اللہِ بَیۡنَنَا مِنۡ فَاتِحہ اِلٰی خَاتِمَۃ تَحی فَا اَحۡیَاء وَ نَمِیۡت مَا اَمَاتَ مَا فَمَا وَ احِد الحُکۡمَان فِیۡ کِتَابِ اللہِ وَ ہُمَا اَبُوۡ مُوۡسی عَبۡدِ اللہ قَیۡس وَ عَمۡرو بِنۡ اَلۡعَاص عَمَلَا بِہِ وَ مَا لَمۡ یَجِدَاہ فِیۡ کِتَاب اللہ فَالسُّنَّۃ العَاد العَادلَۃ الۡجَامِعَۃ غَیۡر الۡمَعۡرفَۃ

ترجمہ: یہ وہ تحریر ہے جس کو علیؓ بن ابی طالب اور معاویہؓ بن ابی سفیانؓ نے باہم بطور اقرار نامہ کے لکھا ہے۔ علیؓ نے اہل کوفہ اور ان لوگوں کی جانب سے جو ان کے ہمراہ تھے، حکم مقرر کیا ہے اور معاویہؓ نے اہل شام اور ان لوگوں کی جانب سے جو ان کے ہمراہ ہیں، حکم مقرر کیا۔ بے شک ہم لوگ اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کی کتاب کو منحصر علیہ قرار دیتے ہیں۔ اور اس امر کا اقرار کرتے ہیں کہ سوائے اس کے دوسرے کو کوئی دخل نہ ہو گا۔ اور قرآن مجید شروع سے اخیر تک ہمارے درمیان میں ہے۔ ہم زندہ کریں گے، اس کو جس کو اُس نے زندہ کیا ہے اور ماریں گے اُس کو جس کو اُس نے مارا ہے۔ پس جو کچھ حکمتیں کتاب اللہ میں پائیں گے، اس پر عمل کریں گے اور حکم ابو موسیٰ، عبداللہ بن قیسؓ اور عمروؓ بن العاص ہیں اور جو کتاب اللہ میں نہ پائیں گے تو سنت عادلہ جامعہ غیر

خادم اہلسنت حافظ عبد الوحید حنفی

مختلف فیہا پر عمل کریں گے۔[1]

ان شرائط کے طے ہو جانے پر اہل عراق اور اہل شام کے سربر آوردہ لوگوں نے دستخط کئے۔[2]

(۲) جنگ بندی ربیع الاول ۳۸ھ اور حکمین کا فیصلہ رمضان ۳۸ھ

شیعہ مؤرخ احمد بن ابی یعقوب بن جعفر بن وہب ابن واضح المتوفیٰ ۲۸۴ھ تاریخ یعقوبی میں اپنے نظریہ کے تحت یہ واقعہ اس طرح لکھتے ہیں:

حضرت امیر معاویہؓ سے حضرت عمرو بن العاصؓ نے کہا کہ ایک تدبیر باقی رہ گئی ہے کہ مصاحف کو بلند کیا جائے اور ان میں جو کچھ ہے اس کی طرف انہیں دعوت دیں۔ اس طرح آپ ان کو روک دیں گے۔

حضرت امیر معاویہؓ نے کہا: یہ آپ کا کام ہے۔ پس انہوں نے مصاحف بلند کیے اور انہیں اس کے مطابق فیصلہ کرنے کی دعوت دی اور کہنے لگے: "ہم آپ کو کتاب اللہ کی طرف دعوت دیتے ہیں۔"

---

[1] تلخیص "تاریخ ابن خلدون" ج ۱ رسول اور خلفائے رسول ص ۴۲۱ مولفہ رئیس المؤرخین علامہ عبدالرحمن ابن خلدون (المتوفیٰ ۸۰۸ھ) مطبوعہ نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی

[2] ابن خلدون نے یہ روایت تاریخ طبری سے لی ہے اور تاریخ طبری کی روایت ابو مخنف راوی سے نقل کی گئی ہے۔ یاد رہے کہ ابو مخنف راوی سبائی گروپ سے تعلق رکھتا ہے۔ صحابہؓ دشمنی میں بلوائی اور سبائی بعض مقامات پر ایک ہو جاتے ہیں۔ یہاں سبائی یہ ظاہر کرتے ہیں کہ مجبوراً حضرت علیؓ نے جنگ بندی کی اور بلوائی حضرت علیؓ کے اس جنگ بندی کے معاہدہ کو تسلیم نہیں کرتے۔

حضرت اشعثؓ بن قیس[1] نے حضرت علیؓ المرتضیٰ کو کہا: اللہ کی قسم! آپ کو ضرور انہیں اس بات کا جواب دینا ہو گا جس کی طرف انہوں نے دعوت دی ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: ”میری رائے ہے کہ میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو بھیجوں۔“ حضرت اشعثؓ بن قیس نے کہا: حضرت معاویہؓ، حضرت عمرو بن العاصؓ کو بھیج رہے ہیں۔ آپ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ[2] کو بھیجیں۔ انہوں نے جنگ میں کچھ حصہ نہیں لیا۔

حضرت علیؓ المرتضیٰ نے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کو بھیج دیا۔ حضرت معاویہؓ نے حضرت عمرو بن العاصؓ کو بھیجا۔ اور انہوں نے قضیہ کی دو تحریریں لکھیں۔ ایک تحریر حضرت علیؓ کی جانب سے جو آپ کے کاتب عبداللہ بن ابی رافع کے خط میں تھی۔ دوسری تحریر حضرت معاویہؓ کی جانب سے جو آپ کے کاتب عمیر بن عباد الکنبانی کے خط میں تھی۔

حضرت علیؓ المرتضیٰ نے کاتب کو لکھنے کا حکم دیا اور انہوں نے لکھا:

”علیؓ بن ابی طالب کی طرف سے“۔

---

[1] جب حضرت عثمانؓ ذوالنورین شہید ہوئے تو اس وقت حضرت اشعثؓ بن قیس جو کہ صحابی رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ہیں، آذربائیجان میں اُن کی طرف سے عامل (گورنر) تھے۔ بعد میں حضرت علیؓ المرتضیٰ کی بیعت کرلی۔ (تاریخ طبری ج۳ حصہ اول ص ۴۸۰)

[2] حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ حضرت عمرؓ فاروق کے دورِ خلافت میں گورنر رہے۔ حضرت عثمانؓ کے آخری اور حضرت علیؓ کے ابتدائی دور میں کوفہ کے گورنر رہے۔

آپ نے قضیہ کی تحریر فریقین پر واجب کی کہ وہ اس بات پر راضی ہیں جو کتاب اللہ نے واجب کی ہے۔ اور دونوں حکمین پر دونوں تحریروں میں شرط لگائی گئی کہ وہ فاتحہ سے لے کر خاتمہ تک جو کچھ بھی کتاب اللہ میں ہے، اس کے مطابق فیصلہ کریں گے اور اس سے تجاوز نہ کریں گے اور نہ اس سے ہٹ کر خواہش کی طرف آئیں گے اور نہ مداہنت کریں گے۔ اور آپ نے ان دونوں سے سخت عہد لئے اور اگر وہ فیصلے میں کتاب اللہ سے فاتحہ سے لے کر خاتمہ تک تجاوز کریں گے تو ان دونوں کا کوئی فیصلہ نہ ہو گا۔

حضرت علیؓ بن ابی طالب نے حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کو اپنے چار سو (۴۰۰) اصحاب کے ساتھ بھیجا اور حضرت معاویہؓ نے بھی اپنے چار سو اصحاب کو بھیجا اور وہ ماہ ربیع الاول ۳۸ھ میں دومۃ الجندل میں جمع ہوئے۔ (ماخوذ تاریخ یعقوبی ج ۲ ص ۳۰۹)

حکمین کا فیصلہ: مؤرخ یعقوبی لکھتے ہیں:

حضرت عمروؓ بن العاص نے حضرت معاویہؓ کی بابت حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے ذکر کیا اور کہا: وہ حضرت عثمانؓ کے بدلے کے ذمہ دار ہیں اور انہیں قریش میں خاندانی شرافت حاصل ہے اور وہ اپنے پاس اپنی پسند کی بات نہیں پاتے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے کہا: میں حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ دونوں کو معزول کرتا ہوں اور مسلمان

(اپنے خلیفہ کا) انتخاب کرلیں۔

حضرت عمرو بن العاصؓ نے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کو منبر کے آگے کیا۔ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ منبر پر چڑھے اور حضرت علیؓ المرتضیٰ کو معزول کر دیا۔ پھر حضرت عمرو بن العاصؓ منبر پر چڑھے اور کہا: میں نے حضرت معاویہؓ کو ایسے ہی قائم کیا ہے جیسے یہ میری انگوٹھی میرے ہاتھ میں قائم ہے۔

...... حکمین کے فیصلہ کے بعد لوگ منتشر ہو گئے اور خوارج نے آواز دی: دونوں حکمین نے کفر کیا ہے۔ فیصلہ صرف اللہ ہی کا ہے۔ اور بعض کا قول ہے کہ سب سے پہلے دونوں حکمین کے اکٹھے ہونے سے قبل یہ نعرہ عروۃ بن ادیہ تمیمی نے لگایا اور فیصلہ ماہِ رمضان ۳۸ھ میں ہوا۔ (تلخیص تاریخ الیعقوبی ج ۲ ص ۳۱۰)

حکمین کی مشاورت: ماہِ ربیع الاوّل ۳۸ھ میں دونوں طرف سے چار چار سو افراد دومتہ الجندل میں جمع ہوئے۔

علامہ ابن کثیرؒ (المولود ۷۰۱ھ المتوفی ۷۷۴ھ) لکھتے ہیں:

جب حکمین نے ملاقات کی تو انہوں نے مسلمانوں کی مصلحت پر آپس میں مناظرہ کیا اور امور کا اندازہ لگانے میں غور و فکر کیا۔

پھر ان دونوں نے حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے معزول کرنے پر اتفاق کر لیا۔ انہوں نے فیصلہ کیا کہ امارت کا فیصلہ لوگوں کے

مشورے سے ہو، تاکہ وہ ان دونوں میں سے بہتر آدمی یا ان دونوں کے علاوہ کسی اور آدمی پر متفق ہو جائیں۔ تاکہ وہ متفقہ طور پر اپنے لئے امیر کو منتخب کرلیں۔

پھر وہ دونوں لوگوں کے مجمع کے پاس آئے۔ اور حضرت عمروؓ بن العاص حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کے سامنے کسی بات میں سبقت نہ کرتے تھے۔ بلکہ تمام امور میں ادب و تعظیم کی وجہ سے انہیں مقدم کرتے تھے۔ آپ نے انہیں کہا: اے ابو موسیٰ! کھڑے ہو کر لوگوں کو وہ بات بتائیے جس پر ہم نے اتفاق کیا ہے۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

پس حضرت ابو موسیٰؓ نے کھڑے ہو کر اللہ کی حمد و ثنا کی۔ پھر رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھا۔ پھر فرمایا:

> "اے لوگو! ہم نے اس اُمّت کے معاملے میں غور و فکر کیا ہے اور جس امر پر میں نے اور عمروؓ بن عاص نے اتفاق کیا ہے ہم نے اس امت کی بہتری کے لئے اور اس کی پراگندگی کو دور کرنے کے لئے اس سے بہتر کوئی امر نہیں دیکھا اور وہ یہ ہے کہ ہم حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کو معزول کرتے ہیں اور امارت کا معاملہ شوریٰ پر چھوڑ دیتے ہیں اور اس امر کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں اور وہ جسے چاہیں اپنا امیر مقرر کرلیں۔ اور میں نے حضرت علیؓ اور حضرت امیر معاویہؓ کو معزول کر دیا ہے"۔

پھر وہ ایک طرف ہٹ گئے۔

حضرت عمروؓ بن العاص آئے اور ان کی جگہ کھڑے ہو کر اللہ کی حمد و ثنا کی۔ پھر فرمایا:

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے جو بات کہی ہے تم نے سُن لی ہے۔ انہوں نے اپنے آقا کو معزول کر دیا ہے اور میں نے بھی انہیں اُن کی طرح معزول کر دیا ہے۔

(۲) اور میں حضرت معاویہؓ کو قائم کرتا ہوں۔ بلا شبہ وہ حضرت عثمانؓ کے مدد گار اور اُن کے خون کے بدلہ کے طالب ہیں۔ اور وہ سب لوگوں سے بڑھ کر ان کی جگہ کھڑے ہونے کے حق دار ہیں۔

حضرت عمروؓ بن العاص[1] نے دیکھا کہ اگر لوگوں کو اس حالت میں

---

[1] حضرت عمروؓ بن العاص اور حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ مہاجرین صحابہؓ میں سے ہیں اور دونوں نے اپنے اجتہاد سے فیصلہ کیا۔ قرآن میں ہمیں مہاجرین صحابہؓ کی پیروی میں رضامندی کی سند دی گئی ہے۔ اس لئے دونوں نے اپنے اجتہاد سے ایک مشترکہ فیصلہ کیا اور حضرت عمروؓ بن العاص نے ساتھ ہی دوسری اضافی رائے کے تحت اجتہادی فیصلہ حضرت امیر معاویہؓ کی تقرری کا بھی سنا دیا تاکہ اُمت ایک لمحہ بھی بغیر امام کے نہ رہے۔ اس طرح پوری اُمت کو اب دو اماموں تک اپنے فیصلہ سے محدود کر دیا تاکہ جب تک اُمت کی شوریٰ مشترکہ فیصلہ نہیں کرتی، اُمت میں انتشار نہ ہو۔ چنانچہ حضرت علیؓ المرتضیٰ نے بھی اس فیصلہ کی روشنی میں بعد میں حضرت امیر معاویہؓ سے آئندہ جنگ نہ کرنے کا معاہدہ کر لیا۔ اور پھر حضرت علیؓ المرتضیٰ کے جانشین حضرت امام حسنؓ نے مکمل صلح کر کے پوری اُمت کو ایک امیر کے تحت کر دیا۔ اور حضرت امام حسنؓ و حسینؓ سمیت سب اہل سنت نے حضرت امیر معاویہؓ کی بیعت کر لی۔

بلاامام چھوڑ دیا گیا تو وہ اس سے بھی زیادہ طویل و عریض اختلافات میں پڑ جائیں گے۔ پس انہوں نے اس مصلحت کو دیکھ کر حضرت معاویہؓ کو قائم کر دیا۔ اور اجتہاد صحیح اور غلط بھی ہو سکتا ہے۔ (البدایہ والنہایہ ج۷ ص۵۵۷)

دومۃ الجندل سے لوگوں کی اپنے شہروں کو روانگی: حکمین کے فیصلہ کے بعد لوگ اپنے شہروں کو جانے کے لئے ہر طرف بکھر گئے۔ حضرت عمروؓ بن العاص اور ان کے ساتھی حضرت امیر معاویہؓ کے پاس گئے اور انہیں سلام کہا اور فیصلہ کی اطلاع دی۔

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ فیصلہ سنانے کے بعد مکہ کی طرف چلے گئے۔ اور حضرت ابن عباسؓ اور شریح بن ہانی نے واپس آکر حضرت علیؓ کو حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ اور حضرت عمروؓ بن العاص کے فیصلہ کی اطلاع دی۔ (البدایہ والنہایہ ج۷ ص۵۵۷)

علامہ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں:

(۱) حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کے ساتھ حضرت علیؓ کی معزولی پر اتفاق کرنے کے بعد حضرت عمروؓ بن العاص نے حضرت معاویہؓ کو حاکم مقرر کر دیا تو حضرت معاویہؓ نے دیکھا کہ ان کی حکومت موقع کے مطابق واقع ہوئی ہے اور ان کے خیال کے مطابق ان کی اطاعت واجب ہو گئی ہے۔ (البدایہ والنہایہ ج۷ ص۶۲۵، ۳۹ھ کے واقعات)

(۲) امیر المؤمنین حضرت علیؓ کے حالات ناخوش گوار ہو گئے اور

آپ کی فوج آپ کے خلاف متحرک ہو گئی اور اہل عراق نے آپ کی مخالفت کی اور آپ کے ساتھ قیام کرنے سے رُک گئے اور اہل شام کا معاملہ سنگین ہو گیا۔ اور انہوں نے اس خیال کے پیش نظر دائیں بائیں گشت کی اور حملے کیے کہ حکمین کے فیصلے کے مطابق امارت حضرت معاویہؓ کے لئے ہے۔ کیوں کہ ان دونوں نے حضرت علیؓ کو معزول کیا ہے۔

حضرت عمروؓ بن العاص نے ایک سے امارت چھٹنے پر حضرت معاویہؓ کو حاکم مقرر کر دیا ہے۔ اور اہل شام، تحکیم کے بعد حضرت معاویہؓ کو امیر کہتے تھے۔

اہل عراق کے امیر حضرت علیؓ بن ابی طالب اس زمانہ میں اہل ارض کے بہترین آدمی تھے اور ان سے بڑے عبادت گزار، بڑے زاہد، بڑے عالم اور اللہ سے بہت ڈرنے والے تھے۔ حتیٰ کہ آپ نے زندگی کو ناپسند کیا اور موت کی تمنا کی۔ اور یہ خواہش آپ نے کثرت فتن اور آزمائشوں کے ظہور کے باعث کی۔ (البدایہ والنہایہ ج ۷ ص ۲۳۴)

حکمین کا فیصلہ: (پہلا اجلاس ربیع الاول ۳۸ھ، دوسرا اجلاس رمضان ۳۸ھ) شہرہ آفاق عربی کتاب تاریخ المسعودی کے شیعہ مصنف ابو الحسن بن حسین بن علی المسعودی (المتوفیٰ ۳۴۶ھ) لکھتے ہیں:

جنگ صفین کے موقع پر جنگ بندی کے بعد حکمین حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ اور حضرت عمروؓ بن العاص نے جو فیصلہ قلم بند کرایا،

اُس کے الفاظ یہ تھے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(۱) ہم دونوں گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ واحد ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ محمد ﷺ اس کے نبی ہیں اور اللہ نے اُنہیں دُنیا میں اپنی مخلوق کی ہدایت کے لئے بھیجا تھا۔

(۲) ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضرت ابو بکرؓ صدیق (رضی اللہ عنہ) خلیفہ رُسول ﷺ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ پر اپنے آخری وقت تک عمل کرتے رہے۔ اور انہوں نے اس ذمہ داری کا حق جو ان پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے عائد تھا، بحسن و خوبی ادا کیا۔

(۳) ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضرت عمرؓ فاروق (رضی اللہ عنہ) کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ پر اپنے آخری وقت تک عمل کرتے رہے اور انہوں نے اس ذمہ داری کا حق جو ان پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے عائد تھا، بحسن وخوبی ادا کیا۔

(۴) حضرت عمرؓ کے بعد حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) رسول اللہ ﷺ کی مجلس شوریٰ اور اُمت مسلمہ کی متفقہ رائے سے امور خلافت سر انجام دینے کے لئے منتخب ہوئے اور تمام مسلمانوں نے فرداً فرداً ان کی بیعت کی۔ وہ بھی حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ (رضی اللہ عنہما) کی

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

طرح مومن تھے۔

حکمین کی مشاورت: حضرت عمروؓ بن العاص نے پوچھا: اے بھائی! صرف اتنا بتائیے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بحیثیت مظلوم شہید کیے گئے تھے یا نہیں؟ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے جواب دیا: ہاں! وہ بحیثیت مظلوم شہید کیے گے تھے۔ حضرت عمروؓ بن العاص نے پوچھا: اچھا! اب بتائیے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا قصاص لینے کے لئے ان کا کوئی ولی تقاضا کرے تو وہ حق پر ہوگا یا نہیں؟ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے فرمایا: یقینا حق پر ہوگا۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

یہ سُن کر حضرت عمروؓ بن العاص نے فرمایا: تو آپ کاتب سے کہیے کہ وہ لکھے جو آپ تسلیم کرتے ہیں۔ پھر خود ہی کاتب سے یہ لکھنے کے لئے کہا:

(۵) حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بحیثیت مظلوم شہید کیے گئے اور وہ یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ ان کے ولی کو ان کے حقوق کا قصاص طلب کرنے کا حق ہے۔

جب حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کا اشارہ پا کر کاتب یہ لکھ چکا تو حضرت عمروؓ بن العاص نے کہا: میرے نزدیک حضرت عثمانؓ کے ولی ہیں اور ان کے خون کے قصاص کا طالب (حضرت) معاویہؓ سے بہتر اور کون ہو سکتا ہے؟ یہ کہہ کر حضرت عمروؓ بن العاص نے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے

پوچھا: یہ بتائیں کہ کوئی شخص کسی کو قتل کر دے اور کوئی شخص اسے قتل کرنے کی کوشش کرے لیکن قتل نہ کر پائے تو دونوں کو قاتل سمجھا جائے گا یا نہیں؟ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے فرمایا: یقیناً سمجھا جائے گا۔

یہ سُن کر حضرت عمروؓ بن العاص نے کاتب سے یہ لکھنے کے لئے کہا:

(۶) ہم دونوں کے خیال میں مبینہ طور پر جس نے حضرت عثمانؓ کو قتل کیا ہے حضرت معاویہؓ ان کے خون کا قصاص لینے میں حق بجانب ہیں۔

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے کاتب کو روک کر حضرت عمروؓ بن العاص سے فرمایا: اسلام میں مبینہ باتوں پر فیصلہ کرنے کا حکم نہیں ہے۔ اس کے علاوہ ہم یہاں اس لئے جمع ہوئے ہیں کہ مسلمانوں میں امن و سلامتی قائم کرنے کا باعث بنیں۔ اور امر خلافت کے بارے میں کوئی حتمی فیصلہ کریں۔ یہ آپ بھی جانتے ہیں کہ اہل عراق حضرت معاویہؓ کو پسند نہیں کرتے۔ اس لئے وہ بحیثیت امیر المؤمنین انہیں قبول نہیں کریں گے۔ اسی طرح اہل شام حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پسند نہیں کرتے۔ اس لئے وہ بھی انہیں بحیثیت خلیفہ قبول نہیں کریں گے۔

حضرت عمروؓ بن العاص نے پوچھا: پھر اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے فرمایا: میری رائے یہ ہے کہ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ دونوں کے حق خلافت کے دعویٰ کو

ناقابل قبول قرار دیتے ہوئے امور خلافت کی ذمہ داری کسی اور کے سپرد کی جائے۔ حضرت عمروؓ بن العاص نے پوچھا: آپ کے خیال میں ایسا کون شخص ہو سکتا ہے؟ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے فرمایا: حضرت عبداللہ بن عمرؓ۔ وہ اور اس کا باپ دونوں صحابی رسول اللہ ﷺ ہیں۔ میرے نزدیک ان سے بہتر کوئی دوسرا شخص خلافت کے لئے موزوں نہیں ہے۔

حضرت عمروؓ بن العاص نے دریافت کیا: حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کے بارے میں کیا خیال ہے؟ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے فرمایا: نہیں۔ حضرت عمروؓ بن العاص نے اس کے بعد کئی اور نام لیے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ ہر نام پر "نہیں" کہتے رہے۔

عبدالوحید حنفی خادم اہلسنت حافظ

حضرت عمروؓ بن العاص نے یہ دیکھ کر حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے فرمایا: اب آپ کی جو رائے ہے، اس کے بارے میں حاضرین مجلس کے سامنے کھڑے ہو کر اعلان کر دیجیے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے فرمایا: بہتر ہے کہ آپ ہی اعلان کر دیں۔

یہ سُن کر حضرت عمروؓ بن العاص نے حاضرین کو یوں مخاطب کیا:

> مسلمانو! اہل اسلام میں امن و سکون کی خاطر حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کو خلافت کے لئے ناقابل قبول قرار دیا ہے۔ وہ (حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ) حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو خلیفہ بنانا چاہتے ہیں لیکن اہل

شام انہیں بھی قبول نہیں کریں گے۔

حضرت عمروؓ بن العاص نے کسی قدر ٹھہر کر حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے پوچھا: کیا آپ اہل شام سے لڑیں گے؟ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے فرمایا: نہیں۔ یہ سُن کر حضرت عمروؓ بن العاص حاضرین سے دوبارہ یوں مخاطب ہوئے:

> میرے خیال میں حضرت معاویہؓ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے بہتر ہیں۔ لہٰذا انہیں کیوں نہ خلیفہ بنایا جائے؟ جب کہ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ پہلے ہی حضرت علیؓ کو خلافت کے لئے نا قابلِ قبول قرار دے چکے ہیں۔

مجمع کے ایک گوشہ سے بار بار آوازیں آئیں: حضرت معاویہؓ بہتر ہیں۔ یہ سُن کر حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے اپنی جگہ سے اُٹھ کر فرمایا: میں نے حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ دونوں کو نا قابل قبول قرار دیا ہے۔ اس لئے میرے خیال میں ۔ ابھی حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ اپنی بات پوری نہیں کرنے پائے تھے کہ مجلس درہم برہم ہوگئی۔

بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ اور حضرت عمروؓ بن العاص نے حضرت علیؓ و حضرت معاویہؓ دونوں کو اہل اسلام میں امن و سکون کی خاطر اور انہیں آئندہ جنگ و جدل سے بچانے کے لئے نا قابل قبول قرار دے کر فیصلہ مجلس شوریٰ پر چھوڑ دیا تھا۔

ہم نے تحکیم کے بارے میں یہاں مصدقہ باتیں لکھ دیں ہیں۔ [1]

حضرت علیؓ المرتضیٰ کا ایثار: حضرت علیؓ المرتضیٰ نے تحکیم کی تجویز قبول کر کے یہ ثابت کیا کہ آپ تفریق نہیں چاہتے تھے۔ آپ خلوص و للّٰہیت کا پیکر تھے۔ اور خلیفہ موعود کو ایسا ہی ہونا چاہیے۔ لیکن جہاں تک آپ لچک قبول کر سکتے تھے، آپ نے کی۔ مگر جب ثالث حضرات نے ان کے مقابلہ میں حضرت معاویہؓ کو بھی اپنے دائرہ میں منصب خلافت پر فائز کر دیا تو آپ نے اس کو تسلیم نہیں کیا۔ (خارجی فتنہ حصہ اوّل ص ۵۸۲)

قرآنی فیصلہ کیا ہے؟ مولانا قاضی مظہر حسینؒ صاحب لکھتے ہیں:

(قرآن میں) خلافت کا وعدہ صرف مہاجرین صحابہؓ سے تھا اور حضرت معاویہؓ مہاجر صحابی نہ تھے۔ اور وعدہ خداوندی کا مصداق اپنے اپنے دور میں خلفائے اربعہؓ میں سے ایک ہی خلیفہ تھا۔

(خارجی فتنہ حصہ اوّل ص ۵۸۹)

(۲) اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ حضرت امام حسنؓ کی صلح کے بعد حضرت امیر معاویہؓ امام برحق ہیں۔ اور یہ صلح رسول پاک ﷺ کی اس عظیم پیش گوئی کے نتیجہ میں نصیب ہوئی ہے:

اِنَّ ابْنِیْ ھٰذَا سَیِّدٌ لَعَلَّ اللّٰہَ اَنْ یُّصْلِحَ بِہٖ بَیْنَ الْفِئَتَیْنِ الْعَظِیْمَتَیْنِ

عبدالوحید حنفی
خادم اہلسنت
حافظ

---

[1] ماخوذ از تاریخ المسعودی اردو ترجمہ شہرہ آفاق عربی کتاب فروج الذہب و معاون الجواہر مؤلفہ شیعہ مؤرخ ابو الحسن بن حسین بن علی المسعودی (المتوفی ۳۴۵ھ) ج ۲ ص ۳۳۷ ناشر نفیس اکیڈمی اسٹریچن روڈ کراچی سال اشاعت ۱۹۸۵ء

مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ (صحیح بخاری)

ترجمہ: یہ میرا بیٹا (حضرت حسنؓ) سردار ہے اور اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرا دے گا۔

اس سے حضرت حسنؓ کی بھی خصوصی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ اور امام حسنؓ کا یہ بڑا ایثار ہے۔ ورنہ اگر حضرت حسنؓ صلح کر کے اپنی خلافت حضرت معاویہؓ کے سپرد نہ کرتے اور مقابلے میں قائم رہتے تو حضرت امیر معاویہؓ کو وہ کامیابیاں نصیب نہ ہو سکتی تھیں جو صلح کے بعد حاصل ہوئیں۔ (خارجی فتنہ حصہ اوّل ص ۵۸۹)

حضرت امیر معاویہؓ کا مقام: حضرت مولانا قاضی مظہر حسینؒ صاحب لکھتے ہیں:

حضرت امیر معاویہؓ چونکہ جلیل القدر صحابی ہیں۔ اہل سنت کے نزدیک مجتہد ہیں۔ انہوں نے یہ اختلاف کسی نفسانی خواہش کی بنا پر نہیں کیا تھا۔ البتہ اس بارے میں ان سے اجتہادی غلطی ہو گئی ہے۔ جس میں وہ معذور تھے اور اس پر بھی ان کو ایک اجر ملے گا۔ (خارجی فتنہ حصہ اوّل ص ۵۹۰)

حضرت علیؓ المرتضیٰ کا مقام: (۲) چونکہ حضرت علیؓ کا انتخاب آیت استخلاف کے وعدہ کے مطابق بالکل صحیح تھا۔ (اسی بنا پر دورِ صحابہؓ کے بعد ہر سُنّی حضرت علیؓ کے انتخاب کو بالکل صحیح مانتا ہے۔) اس لئے حضرت علیؓ

نے حضرت معاویہؓ کی تجویز قبول نہ فرمائی۔ (خارجی فتنہ حصہ اوّل ص ۴٦۴)

حضرت مجدد الف ثانیؒ کا ارشاد: حضرت مجدد الف ثانیؒ امام ابن حزمؒ (المتوفیٰ ۴۵٦ھ) کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

اَلصَّحَابَہ کُلّھُمْ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃ قَطْعًا (رسالہ رد الروافض ص ۱۴)

ترجمہ: تمام صحابہ قطعاً جنتی ہیں۔ (بحوالہ الفصل فی الملل والنحل ج ۴ ص ۱۴۸)

آیت: یَوْمَ لَا یُخْزِی اللّٰہُ النَّبِیَّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَہٗ نُوْرُھُمْ یَسْعٰی بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَبِاَیْمَانِھِمْ (سورۃ التحریم آیت ۸)

ترجمہ: قیامت کے دن نہیں رسوا کرے گا اللہ نبی ﷺ اور اُن لوگوں کو جو ایمان لائے، ان کے ساتھ ان کا نور ہو گا کہ دوڑے گا سامنے اُن کے اور داہنے اُن کے۔

مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلویؒ اس آیت کے ترجمہ و تشریح میں لکھتے ہیں:

یہ اس بات کو بتاتا ہے کہ ان کو آخرت میں کچھ عذاب نہ ہو گا۔ اور بعد وفات پیغمبر ﷺ کے نور ان کا نہ مٹے گا، نہ زائل ہو گا۔ اور اگر نور حبط (ضائع) ہو جائے اور جاتا رہے تو قیامت میں کیوں کر ان کے کام آئے۔ (تحفہ اثنا عشریہ مترجم ج ۲ ص ۲۰۳)

بہر حال جو شخص حضرت امیر معاویہؓ کو صحابی مانتا ہے۔ اس آیت کے تحت اس کا یہی عقیدہ ہونا چاہیے کہ حضرت امیر معاویہؓ بھی سیدھے

جنت میں جائیں گے۔ اور دوزخ کی آگ ان کو چھو بھی نہیں سکتی۔

(دفاع حضرت معاویہؓ ص ۱۵۱ مولفہ مولانا قاضی مظہر حسینؒ)

حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ دونوں گروہ مومن تھے: حضرت علیؓ المرتضیٰ سے جنگ کرنے والا گروہ بھی مومن ہے، نہ کہ کافر۔ اور خود قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے دونوں گروہوں کو مومنین قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا:

وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا

ترجمہ: اور اگر دو فریق مومنوں کے آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں صلح (ملاپ) کرادو۔ (پ۲۶ سورۃ الحجرات رکوع اوّل)

اصل اختلاف مطالبہ قصاص عثمانؓ تھا: حضرت معاویہؓ اور دوسرے صحابہ کرامؓ ان حالات میں معذور تھے۔ اور یہ بھی ملحوظ رکھیں کہ حضرت معاویہؓ کی طرف سے اصل اختلاف حضرت عثمانؓ ذوالنورین کا قصاص لینے یا نہ لینے پر مبنی تھا۔ چنانچہ امام غزالیؒ اور دوسرے محققین نے یہی فرمایا ہے۔ (خارجی فتنہ حصہ اول ص ۵۸۳ مولفہ مولانا قاضی مظہر حسینؒ)

حضرت معاویہؓ نے حضرت علیؓ سے خلافت میں نزاع نہیں کیا:

مولانا قاضی مظہر حسینؒ صاحب لکھتے ہیں:

حضرت امیر معاویہؓ کی استنباطی خلافت کا تعلق بھی حضرت علیؓ المرتضیٰ کی خلافت کے بعد کے دور سے ہے۔ کیوں کہ حضرت علیؓ

المرتضیٰ کے دور خلافت میں اور کوئی خلافت کا مستحق نہیں تھا۔ اور خود حضرت معاویہؓ نے بھی حضرت علیؓ المرتضیٰ کی خلافت سے کوئی نزاع نہیں کیا تھا۔ بلکہ آپ کا اور دوسرے صحابہؓ کرام کا مطالبہ صرف حضرت عثمانؓ ذوالنورین کے قاتلین سے قصاص لینے کا تھا۔

البتہ حکمین کے فیصلہ کے بعد آپ نے اپنی خلافت کا اعلان کیا۔ لیکن اس میں حکمین سے بھی اجتہادی خطا کا صدور ہوا تھا۔ جیسا کہ اس کی مفصل بحث (کتاب) خارجی فتنہ حصہ اوّل میں کر دی گئی ہے۔

(دفاع حضرت معاویہؓ ص ۱۱۵ مولفہ مولانا قاضی مظہر حسینؒ)

حضرت مجدد الف ثانیؒ کا ارشاد: صحابہ کرامؓ کے درمیان جو جنگیں واقع ہوئی ہیں، ان کو نیک نیتی پر محمول کرنا اور خواہش نفسانی اور تعصب سے دور رکھنا چاہیے۔ اس لئے کہ وہ مخالفتیں اجتہاد اور (شرعی) تاویل پر مبنی تھیں، نہ کہ خواہش و ہوس نفسانی پر۔ یہی اہل سنت کا مذہب ہے۔ (مکتوبات ج ۱ مکتوب ۲۵۱ مجدد الف ثانیؒ)

حضرت علیؓ المرتضیٰ اور حضرت معاویہؓ میں محبت تھی

(۱) امام بن عساکر نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے:

وہ فرماتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس تھا اور ان کے پاس ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ اور معاویہؓ بھی تھے۔ اچانک حضرت علیؓ تشریف لائے۔

نبی کریم ﷺ نے حضرت معاویہؓ سے فرمایا: کیا تم علیؓ سے محبت کرتے ہو؟

حضرت معاویہؓ نے عرض کیا: جی ہاں!

فرمایا: تمہارے درمیان تھوڑا عرصہ رنجش ہوگی۔

حضرت معاویہؓ نے پوچھا: یارسول اللہ ﷺ! اس کے بعد کیا ہو گا؟

فرمایا: اللہ کا عفو اور اس کی رضا۔

حضرت معاویہؓ نے کہا: ہم اللہ کی قضا پر راضی ہیں۔

خادم اہلسنت
حافظ
عبدالوحید الحنفی

اس وقت یہ آیت نازل ہوئی:

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ (البقرہ آیت ۲۵۳)

اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا تو وہ لوگ باہم قتل و قتال نہ کرتے لیکن اللہ تعالیٰ جو چاہتے ہیں، وہی کرتے ہیں۔

(تفسیر درِ منثور جلال الدین سیوطی ج ۱ ص ۸۳۰)

حضرت امیر معاویہؓ کی اجتہادی خطا اور بخشش

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضور ﷺ کو خواب میں دیکھا۔ آپ ﷺ کی خدمت میں حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کو پایا۔ میں سلام کر کے ان دونوں کے بیچ میں بیٹھ گیا۔ میں ہنوز بیٹھا ہی تھا کہ اتنے میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حاضر خدمت ہوئے۔ ان دونوں کو میرے سامنے ایک کوٹھڑی میں بند کر دیا گیا۔

تھوڑی دیر نہ ہوئی تھی کہ حضرت علیؓ یہ کہتے ہوئے باہر نکلے: قسم ہے ربّ کعبہ کی کہ میرے لیے حکم ہوا ہے۔

ان کے بعد ہی بہت جلد امیر معاویہؓ یہ کہتے ہوئے نکلے: قسم ہے ربّ کعبہ کی کہ میری خطا بخش دی گئی۔

(احیاء العلوم مولفہ امام غزالیؒ (المتوفیٰ ۵۰۵)، ج ۴ باب ۱۰ فصل ۸، مردوں کے حالات، ص ۴۱۷)

وہ اختلاف اجتہاد اور اعلاء حق پر مبنی تھا: (۲) اصحابؓ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے درمیان جو اختلاف واقع ہوا ہے، وہ خواہش نفسانی کی وجہ سے نہ تھا۔ کیوں کہ ان کے شریف نفسوں کا تزکیہ ہو چکا تھا اور وہ امارہ سے مطمئنہ ہو گئے تھے۔

ان کی خواہش شریعت کے تابع ہو چکی تھی۔ بلکہ وہ اختلاف اجتہاد اور اعلائے حق پر مبنی تھا۔ ان میں سے جس سے اجتہادی خطا صادر ہوئی ہے، وہ بھی ایک درجہ ثواب رکھتا ہے۔ اور جس کا اجتہاد صحیح ہو گا، اس کے لئے دو درجہ ثواب ہے۔

پس زبان کو ان کے گلہ سے روکنا چاہیے اور سب کا ذکر نیکی سے کرنا چاہیے۔ (مکتوبات مجدد الف ثانیؒ ج ۱ مکتوب ۸۰)

حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے درمیان مصالحت: جنگ صفین

کے بعد تحکیم میں ناکامی کی صورت میں اہل شام نے حضرت امیر معاویہؓ کو اپنا امیر بنالیا۔

اس چیز کے بعد حضرت علیؓ المرتضیٰ کے ماتحت بعض علاقوں میں شورشیں ہوتی رہیں۔

دونوں حضرات، حضرت علیؓ اور حضرت امیر معاویہؓ میں باہم صلح کے لئے مراسلت اور مکاتبت کا سلسلہ جاری رہا۔ آخرکار ۴۰ھ میں ان دونوں حضرات کے درمیان درج ذیل نکات پر صلح ہوگئی، جس کو معاہدہ جنگ بندی کہا جاسکتا ہے۔

خادم اہلسنت عبدالوحید

حضرت امیر معاویہؓ نے حضرت علیؓ المرتضیٰ کو تحریر کیا: اگر آپ چاہیں تو ایسا کرلیں کہ عراق کی حکومت آپ کے حصہ میں ہو اور شام کی میرے حصہ میں تاکہ اس اُمت سے تلوار رُک جائے اور مسلمانوں کے خون نہ بہیں۔ اس پر حضرت علیؓ راضی ہوگئے۔ حضرت معاویہؓ کے لشکر شام اور اس کے گرد و نواح کی دیکھ بھال کرتے اور حضرت علیؓ ملک عراق اور اس کے گرد و نواح کا انتظام کرتے۔ (تاریخ طبری ج۳ باب ۲۳ ص ۳۴۶)

اسلامی حکومت کی دو حصوں میں تقسیم فریقین کا باہمی معاہدہ

(۱) ملک عراق اور اس کے ملحقات حضرت علیؓ المرتضیٰ کے تحت الحکم ہوں گے۔

(۲) ملک شام اور اس کے ملحقات حضرت امیر معاویہؓ کے ماتحت ہو گے۔

(۳) کوئی فریق دوسرے فریق کے علاقہ پر فوج کشی اور غارت گری نہیں کرے گا۔

(۴) ہر دو فریق ایک دوسرے کے خلاف قتال کرنے سے گریز کریں گے۔

فریقین کے درمیان اس معاملہ پر پختہ عہد ہو گیا۔ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ اس مصالحت کے شاہد تھے۔ جیسا کہ ابنِ جریر الطبری نے مصالحت ہذا کو نقل کیا ہے۔ (تاریخ ابن جریر طبری ج۳ تحت ۴۰ھ والبدائیہ لابن کثیر)

جنگ نہروان خوارج کی ابتداء

(۴) حضرت علیؓ پر اُن کے لشکر میں سے خارجیوں نے خروج کیا۔ انہوں نے کہا کہ سوائے اللہ کے کوئی حَکَم نہیں اور حرورا میں لشکر جمع کیا۔ اسی وجہ سے وہ "الحروریہ" کہلائے۔

بعض مورخین نے کہا یہ جماعت بارہ ہزار (۱۲۰۰۰) کے قریب تھی۔ حضرت علیؓ نے اُن کے پاس حضرت عبداللہؓ بن عباس وغیرہ کو بھیجا۔ انہوں نے اُن لوگوں سے بحث و حجت کی تو خارجیوں میں سے ایک بڑی جماعت نے رجوع کیا، مگر ایک جماعت اپنی رائے پر قائم رہی۔

وہ خارجی لوگ نہروان چلے گئے۔ انہوں نے راستہ روک دیا۔ اور حضرت عبداللہؓ بن خباب بن اَرت کو قتل کر دیا۔ حضرت علیؓ اُن کی جانب روانہ ہوئے۔ یہ ۳۸ھ کا واقعہ ہے اور نہروان میں خوارج سے جنگ کی۔

خوارج کی علیحدگی اور حضرت علیؓ المرتضیٰ سے جنگ: اور خوارج حروراء بستی کی جانب چلے گئے۔ اس کے اور کوفہ کے درمیان نصف فرسخ کا فاصلہ ہے اور اس کی وجہ سے انہیں حروریہ کا نام دیا گیا ہے۔ اور اس کے سردار (۱) عبداللہ بن وہب راسبی، (۲) ابن الکواء اور (۳) ثبت بن ربعی تھے۔

وہ کہنے لگے: ”فیصلہ صرف اللہ ہی کا ہے۔“ جب حضرت علیؓ المرتضیٰ کو اس بات کی خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا: ”بات تو سچ ہے مگر اس سے باطل مراد لیا گیا ہے۔“

خوارج آٹھ ہزار (۸۰۰۰) اور بعض کا قول ہے کہ بارہ ہزار (۱۲۰۰۰) آدمیوں کے ساتھ نکلے اور حضرت علیؓ المرتضیٰ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو ان کے پاس بھیجا اور آپ نے ان سے گفتگو کی۔

انہوں نے آپ کے خلاف دلیل پکڑی تو حضرت علیؓ ان کے پاس گئے اور فرمایا: کیا تم مجھ پر جہل کی شہادت دیتے ہو؟ خارجی کہنے لگے: نہیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: کیا تم میرے احکام کو نافذ کرتے ہو؟ خارجی

نے کہا: جی ہاں۔

حضرت علیؓ المرتضیٰ نے فرمایا: اپنے کوفہ کی طرف واپس چلے جاؤ حتیٰ کہ ہم بحث کرلیں تو وہ سب کے سب واپس آ گئے۔ پھر وہ کھڑے ہو کر کہنے لگے: فیصلہ صرف اللہ ہی کا ہے۔ اور حضرت علیؓ کہنے لگے: میں تمہارے بارے میں الٰہی فیصلے کا منتظر ہوں اور وہ کوفہ چلے گئے۔

خوارج سے جنگ: معرکہ نہروان ۳۹ھ میں ہوا۔ خوارج چار ہزار (۴۰۰۰) ٹھہرے رہے اور زوال کے ساتھ ان کے درمیان گھمسان کی جنگ ہوئی۔ دن کے دو گھنٹہ جنگ جاری رہی اور سب کے سب مارے گئے۔ ان لوگوں میں سے دس سے بھی کم آدمی بچے اور حضرت علیؓ کے اصحاب میں سے دس سے بھی کم آدمی مارے گئے۔

حافظ عبدالوحید الحنفی خادم اہلسنت

(ماخوذ تاریخ یعقوبی ج۲ ص۳۱۵)

خارجیوں سے قتال کے متعلق پیش گوئی

حَدَّثَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ حَدَّثَنَا سُفْيَانَ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ الضَّحَّابِ الْمَشْرِقِيِّ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فِيْ حَدِيْثٍ ذَكَرَهُ قَوْمٌ يَخْرُجُوْنَ عَلٰى فِرْقَةٍ مِنَ النَّاسِ مُخْتَلِفَةٍ يَقْتُلُهُمْ اَقْرَبُ الطَّائِفَتَيْنِ اِلَى الْحَقِّ[1]

---

[1] مسند احمد بن حنبل ج۵ حدیث ۱۱۸۰۱، صحیح مسلم ۱۰۶۴، حدیث ۱۱۲۱۴، حدیث ۱۱۲۹۵،

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: میری امت دو فرقوں میں بٹ جائے گی اور ان دونوں کے درمیان سے ایک گروہ نکلے گا جسے ان دو فرقوں میں سے حق کے زیادہ قریب فرقہ قتل کرے گا۔

خارجی کون ہیں؟ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

عدم محبت اہل بیت خروج است و تبریٰ از اصحاب رفض و محبت اہل بیت با تعظیم و توقیر جمیع اصحاب کرام تسنن۔

ترجمہ: اہل بیت کی محبت کا نہ ہونا خارجیت ہے۔ اور اصحاب سے بیزاری اور مخالفت رفض و شیعیت ہے۔ اور محبت اہل بیت باوجود تمام اصحاب کی تعظیم و توقیر سنیت ہے۔

(۲) نیز مجدد الف ثانی فرماتے ہیں:

پس محبت حضرت امیر شرط تسنن آورد آنکہ ایں محبت ندارد اہل سنت خارج گشت و خارجی نام یافت

ترجمہ: اہل سنت ہونے کے لئے حضرت امیر یعنی علی المرتضیٰ کی محبت شرط ہے اور جو شخص یہ محبت نہیں رکھتا وہ اہل سنت سے خارج ہو گیا اور "خارجی" نام پایا۔ (مکتوب باب مجدد الف ثانی جلد دوم)

حدیث ۱۱۴۳۶، حدیث ۱۱۴۶۸، حدیث ۱۱۶۳۵، حدیث ۱۱۷۷۴، حدیث ۱۱۹۴۳

نہروان سے کوفہ واپسی: (۵) جنگ میں کامیابی کے بعد حضرت علیؓ المرتضیٰ کوفہ واپس ہوئے۔ اُس روز سے اُن کی شہادت تک (رضی اللہ عنہ) لوگوں کو اُن پر خوارج کا خوف رہا۔

بدبخت ترین قاتل: (۱) عبید اللہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا:

> اے علیؓ! اگلوں اور پچھلوں میں بدبخت ترین کون ہے؟ انہوں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتا ہے۔ فرمایا: اگلوں کا سب سے بدبخت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کے ہاتھ پاؤں کاٹنے والا تھا۔ اور پچھلوں کا بدبخت ترین وہ ہوگا جو تمہیں نیزہ مارے گا۔ اور آپ نے اس مقام پر اشارہ کیا، جہاں وہ نیزہ مارے گا۔ (طبقات ابن سعد ج۳)

عبدالرحمن بن ملجم المرادی اور علیؓ کی بیعت: ابو طفیل سے مروی ہے کہ علیؓ نے لوگوں کو بیعت کی دعوت دی۔ تو عبدالرحمن بن ملجم المرادی آیا۔ اُس کو انہوں نے دو مرتبہ رد کیا۔ وہ اُن کے پاس پھر آیا تو انہوں نے کہا کہ اس امت کے بدبخت ترین شخص کو میرے قتل سے کوئی نہیں روکے گا۔ یہ ڈاڑھی اس سر کے خون سے ضرور ضرور خضاب کی جائے گی یا رنگی جائے گی۔

محمد بن سعد (مؤلف طبقات ابن سعد) نے کہا کہ ابو نعیم کے علاوہ دوسرے راویوں میں اسی حدیث میں اور اسی سند سے علیؓ بن ابی طالب

سے اتنا اور اضافہ کیا کہ ”واللہ یہ نبی امی ﷺ کی مجھے وصیت ہے“۔

حضرت علیؓ کو قتل کی سازش کی اطلاع: (۱) ابی مجلز سے مروی ہے کہ قبیلہ مراد کا ایک آدمی علیؓ کے پاس آیا، جو مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے۔ اس نے کہا کہ دربان مقرر کیجیے۔ کیوں کہ مراد کے لوگ آپ کو قتل کرنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہر شخص کے ساتھ دو فرشتے ہیں، جو اس کی اُن چیزوں سے حفاظت کرتے ہیں، جو مقدر نہیں ہیں۔ جب شے مقدر آتی ہے تو وہ اس شے کے درمیان راستہ چھوڑ دیتے ہیں اور موت ایک محفوظ ڈھال ہے۔ (طبقات ابن سعد ج ۳)

تین خارجیوں میں عہد و پیمان: لوگوں نے بیان کیا کہ خوارج میں سے تین آدمی نامزد کیئے گئے۔ عبدالرحمن بن ملجم المرادی جو قبیلہ جمیر میں سے تھا۔ اس کا شمار قبیلہ مراد میں تھا۔ جو کندہ کے بنی جبلہ کا حلیف تھا۔ البرک بن عبداللہ التمیمی اور عمرو بن بکیر التمیمی۔

یہ تینوں مکے میں جمع ہوئے۔ انہوں نے یہ عہد و پیمان کیا ان تینوں آدمیوں کو ضرور ضرور قتل کر دیں گے۔ علیؓ بن ابی طالب، معاویہؓ بن ابی سفیان اور عمروؓ بن العاص۔

عبدالرحمن بن ملجم نے کہا کہ میں علیؓ بن ابی طالب کے لئے تیار ہوں۔ البرک نے کہا کہ میں معاویہؓ کے لئے تیار ہوں اور عمرو بن بکیر نے کہا کہ میں تم کو عمروؓ بن العاص سے کفایت کروں گا۔

انہوں نے اس پر باہم عہد و پیمان کر لیا اور ایک نے دوسرے کو بھروسا دلا دیا کہ وہ اپنے نامزد ساتھی کے کار خیر (قتل) سے باز نہ رہے گا۔ اور اس کے پاس روانہ ہو جائے گا۔ یہاں تک کہ وہ اسے قتل کر دے گا۔ یا اس کے لئے اپنی جان دے دے گا۔

انہوں نے باہم ۱۷ رمضان ۴۰ھ میعاد مقرر کر لی۔ اور ہر شخص اس شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔ جس میں اس کا ساتھی (یعنی وہ شخص جسے وہ قتل کرنا چاہتا تھا) موجود تھا۔ (طبقات ابن سعد ج ۳)

ابن ملجم کی کوفہ آمد: عبد الرحمن بن ملجم کوفے آیا۔ وہ اپنے خارجی دوستوں سے ملا۔ مگر اُن سے اپنے قصد کو پوشیدہ رکھا۔ وہ انہیں دیکھنے جاتا تھا اور وہ لوگ اسے دیکھنے آتے تھے۔ (طبقات ابن سعد ج ۳)

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

عبد الرحمن بن ملجم اس شب کو جس کی صبح کو اس نے علیؓ کے قتل کا مصمم ارادہ کیا تھا۔ رات بھر مسجد میں رہا۔ جب طلوعِ فجر کے قریب وقت ہوا تو عبد الرحمن بن ملجم اور شبیب بن بجرہ کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے اپنی تلواریں لے لیں اور آ کے اس دروازے کے مقابل بیٹھ گئے، جس سے حضرت علیؓ نکلتے تھے۔ (طبقات ابن سعد ج ۳)

حضرت علیؓ کی خواب میں رسول اللہ ﷺ سے ملاقات:

حضرت حسنؓ بن علیؓ نے کہا کہ میں صبح سویرے حضرت علیؓ کے پاس آیا اور بیٹھ گیا۔ فرمایا: میں رات بھر اپنے گھر والوں کو جگاتا رہا، پھر میری

آنکھوں کی (نیند) نے مجھ پر قبضہ کر لیا۔ حالانکہ میں بیٹھا ہوا تھا۔ رسول اللہ ﷺ (خواب میں) میرے سامنے آئے۔ عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے آپ کی امت سے کس قدر تعب و فساد حاصل ہوا۔ فرمایا: اللہ سے ان کے لئے دعا کرو۔ میں نے کہا: اے اللہ! مجھے ان کے بدلے وہ دے جو ان سے بہتر ہو۔ (طبقات ابن سعد ج۳)

حضرت علیؓ پر حملہ: اتنے میں ابن النباح مؤذّن آئے۔ انہوں نے کہا کہ نماز (تیار ہے)۔ میں نے حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑا، تو وہ کھڑے ہو کر اس طرح چلنے لگے کہ ابن النباح ان کے آگے تھے اور میں پیچھے۔ جب دروازے سے باہر ہو گئے تو انہوں نے ندا دی کہ اے لوگو! نماز نماز۔ اسی طرح وہ ہر روز کیا کرتے تھے۔ جب نکلتے تو ہمراہ ان کا درّہ ہوتا اور لوگوں کو جگایا کرتے تھے۔

دو آدمیوں نے انہیں روکا۔ کسی ایسے شخص نے جو وہاں موجود تھا، کہا کہ میں نے تلوار کی چمک دیکھی۔ اور کسی کہنے والے کو یہ کہتے سنا: "اے علیؓ! حکم اللہ ہی کے لئے ہے، نہ کہ تمہارے لئے۔" میں نے دوسری تلوار دیکھی۔ پھر دونوں نے مل کر مارا۔ عبدالرحمن ابن ملجم کی تلوار پیشانی سے سر تک لگ کر اُن کے بھیجے تک پہنچ گئی۔ لیکن شیب کی تلوار، وہ محراب میں پڑی۔

قاتل کی گرفتاری کا حکم: میں نے حضرت علیؓ کو کہتے سنا کہ یہ آدمی

ہر گز تم سے چھوٹنے نہ پائے۔ لوگ ہر طرف سے اُن دونوں پر ٹوٹ پڑے، مگر شیب بچ کر نکل گیا۔ عبدالرحمن بن ملجم گرفتار کر لیا گیا۔ اور اسے علیؓ کے پاس پہنچا دیا گیا۔

ابن ملجم کے لئے حضرت علیؓ کی ہدایت: حضرت علیؓ نے کہا کہ اُسے اچھا کھانا کھلاؤ اور نرم بستر دو۔ اگر میں زندہ رہا تو اس کے خون کے معاف کرنے یا قصاص لینے کا زیادہ مستحق ہوں گا۔ اور اگر میں مر گیا تو اسے بھی میرے ساتھ کر دو۔ میں ربّ العالمین کے پاس اس سے جھگڑ لوں گا۔

قاتل حضرت علیؓ کے متعلق ابن الحنفیہ کی روایت: محمد ابن الحنفیہ سے مروی ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ یہ اسیر ہے، اس لئے اس کی ضیافت اچھی طرح کرو اور اسے اچھا ٹھکانا دو۔ اگر میں بچ گیا تو قتل کروں گا یا معاف کروں گا۔ اگر میں مر گیا تو اسے میرے قصاص میں قتل کر دو۔ اور حد سے آگے نہ بڑھو۔ کیوں کہ حد سے آگے بڑھنے والوں کو اللہ پسند نہیں کرتا۔ (طبقات ابن سعد ج ۳)

خلیفہ کو نامزد کرنے کی رائے: ان لوگوں نے کہا کہ ہم پر کسی کو خلیفہ بنا دیجیے۔ تو انہوں نے کہا: نہیں، میں تمہیں اس چیز کی طرف چھوڑ دوں گا، جس کی طرف تمہیں رسول اللہ ﷺ نے چھوڑا ہے۔

اُن لوگوں نے کہا کہ پھر آپ اپنے ربّ سے کیا کہیں گے؟ جب اس

کے پاس حاضر ہوں گے۔ انہوں نے کہا کہ میں کہوں گا: اے اللہ! میں نے تجھی کو ان لوگوں میں چھوڑ دیا۔ اگر تو چاہے تو انہیں درست کر دے اور چاہے تو انہیں تباہ کر دے۔ (طبقات ابن سعد ج۳)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا آخری کلام

صبغ الحنظلی لما کانت اللیلة التی أصیب فیها علی کرم الله وجهه، أتاه ابن التیاح حین طلع الفجر یؤذنه و هو مضطجع متشاقل، فعاد الثانیة و هو کذلک، ثم عاد الثالثة فقام علی یمشی و هو یقول:

اشدد حیازیمسک للموت فان الموت لا فیکا
ولا تجزع من الموت اذا حل بوادیکا

فلما بلغ الباب الصغیر شدّ علیه ابن ملجم فضربه۔ فخرجت أم کلثوم ابنة علی رضی الله عنه فجعلت تقول مالی و لصلاة الغداة! قتل زوجی أمیر المؤمنین صلاة الغداة، و قتل أبی صلاة الغداة۔ و عن شیخ من قریش أنّ علیا کرم الله وجهه لما ضربه ابن ملجم قال: فزت و رب الکعبة۔ و عن محمد بن علی أنه لما ضرب أوصی بنیه ثم لم ینطق الا بلا اله الا الله، حتی قبض۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا آخری کلام لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ

اصبغ حنظلی کہتے ہیں کہ جب وہ رات ہوئی جس کی صبح کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ زخمی ہوئے ہیں، تو آپ لیٹے ہوئے تھے۔ ابن تیاح فجر کے وقت آپ کے پاس آئے اور نماز فجر کے لئے عرض کیا۔ آپ نے تاخیر کی اور لیٹے رہے۔ دوبارہ وہ پھر آئے۔ پھر آپ نے دیر کی۔ جب تیسری بار آئے تو آپ اُٹھ کر چلے اور ایک قطعہ پڑھتے تھے، جس کا مضمون یہ ہے:

موت کی تیاری کر آئے گی وہ بیگمان
موت سے گھبرائے مت جب ہو تیری مہمان

جب آپ چھوٹے دروازے کے پاس پہنچے تو ابن ملجم خبیث نے آپ پر حملہ کر کے مار ڈالا۔ حضرت ام کلثوم آپ کی بیٹی باہر نکلیں اور کہنے لگیں کہ صبح کی نماز کو کیا ہوا ہے کہ میرے شوہر حضرت عمرؓ بھی اسی نماز میں شہید ہوئے اور میرے باپ بھی اسی نماز میں۔ اور قریش کا ایک بوڑھا راوی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو ابن ملجم ملعون نے زخمی کیا تو آپ نے فرمایا کہ قسم ہے رب کعبہ کی کہ میرا مطلب حاصل ہوا۔ اور حضرت محمد بن علیؓ فرماتے ہیں کہ جب آپ زخمی ہوئے تو اپنے لڑکوں کو وصیت کی اور پھر مرتے دم تک بجز لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ کے اور کچھ نہ بولے۔ (احیاء العلوم از امام غزالیؒ)

حضرت علیؓ کی شہادت: حضرت علیؓ جمعہ کے دن اور ہفتہ کی شب کو زندہ رہے۔ شب یک شنبہ ۱۹ رمضان ۴۰ھ کو اُن کی شہادت ہو گئی (رضی اللہ عنہ)۔ حسنؓ، حسینؓ اور عبداللہ بن جعفرؓ نے انہیں غسل دیا اور تین کپڑوں میں کفن دیا گیا۔ جن میں کرتا نہ تھا۔ (طبقات ابن سعد ج۳)

حضرت علیؓ کی نماز جنازہ: شعبیؒ سے (متعدد سلسلوں سے) مروی ہے کہ حضرت حسنؓ بن علیؓ نے حضرت علیؓ بن ابی طالب کی نماز جنازہ پڑھائی۔ انہوں نے اُن پر چار تکبیریں کہیں۔ علیؓ کوفہ میں مسجد جامع کے نزدیک اس میدان میں جو ابواب کندہ کے متصل ہے، لوگوں کے نماز فجر سے واپس ہونے سے پہلے دفن کر دیئے گئے۔ حسنؓ بن علیؓ اُن کے دفن سے واپس ہوئے تو انہوں نے لوگوں کو اپنی بیعت کی دعوت دی۔ لوگوں نے اُن سے بیعت کر لی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت چار سال اور نو مہینے رہی۔

حضرت علیؓ کی عمر: ابی اسحٰق سے مروی ہے کہ جس روز حضرت علیؓ کی وفات ہوئی، وہ تریسٹھ (٦٣) برس کے تھے۔

(حوالہ طبقات ابن سعد جلد سوم حصہ خلفائے راشدینؓ ص۱۷۹ تا ۱۹۴)

حضرت امام حسنؓ کی ایک غلط عقیدہ کی تردید

عمرو بن الاصم سے مروی ہے کہ حسنؓ بن علیؓ سے کہا گیا کہ ابوالحسن

علی علیہ السلام کے شیعوں میں سے کچھ لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ علیؓ دابۃ الارض تھے۔ اور وہ قیامت سے قبل پھر بھیجے جائیں گے۔ تو انہوں نے کہا:

عن عمرو بن الاصم قال دخلت علی الحسن بن علی و ھو فی دار عمرو بن حریث لہ ان ناسا یزعمون ان علیًا یرجع قبل یوم القیامۃ فضحک و قال سبحان اللہ! لو علمنا ذالک مازوّجنا نسائہٗ و لا ساھنا میراثہٗ (طبقات ابن سعد ج ۳)

ترجمہ: عمرو بن الاصم سے مروی ہے کہ میں حسنؓ بن علیؓ کے پاس گیا جو عمرو بن حریث کے مکان میں تھے۔ اُن سے میں نے کہا کہ لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ علیؓ قیامت سے پہلے واپس آئیں گے۔ وہ ہنسے اور کہا کہ سبحان اللہ! اگر ہمیں اس کا علم ہوتا تو نہ ہم اُن کی عورتوں کا نکاح کرتے اور نہ باہم ان کی میراث تقسیم کرتے۔

(حوالہ طبقات ابن سعد جلد سوم حصہ خلفائے راشدینؓ ص ۱۷۹ تا ۱۹۴)

حضرت علیؓ المرتضیٰ کا دورِ خلافت سُنّی موقف

حضرت مولانا قاضی مظہر حسینؒ صاحب لکھتے ہیں:

حضرت علی المرتضیٰؓ کے دورِ خلافت میں باہمی جو نزاعات ہوئے ہیں، وہ بھی فروعی اور اجتہادی ہیں۔ اصحابِؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں دینی اصولی اختلاف بالکل نہیں ہوا اور سیاسی اجتہادی اختلافات میں جمہور اہل

حافظ عبدالوحید الحنفی خادم اہلسنت

سنت والجماعت کے نزدیک حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا موقف حق اور صواب تھا اور فریق ثانی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خطا پر تھے۔ لیکن یہ خطا چونکہ اجتہادی تھی، اس لئے آپ پر طعن و تشنیع جائز نہیں ہے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بھی حضور رحمۃ للعالمین ﷺ کے فیض یافتہ صحابی اور کاتب وحی ہیں۔ آپ کی نیت پر شبہہ نہیں کیا جا سکتا۔ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ نے بھی آپ سے خلافت کی بیعت کر لی تھی۔ اور پھر ساری عمر (یعنی امام حسنؓ دس سال اور امام حسینؓ تقریباً بیس سال تک) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے قائم کردہ بیت المال سے لاکھوں کی تعداد میں وظیفہ وصول کرتے رہے۔ حالانکہ حسب ارشاد رسالت حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ دونوں جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔

ان کی عظمت شان اہل السنت والجماعت کے نزدیک مسلم ہے۔ اگر وہ حضرت امیر معاویہؓ کو کتاب و سنت کا مخالف پاتے تو حضرت حسنؓ اپنی اس خلافت حقہ سے کبھی بھی دستبردار نہ ہوتے جو ان کو خلیفہ راشد حضرت علی المرتضیٰؓ کے بعد ملی تھی۔ حضرت حسنؓ اور حضرت معاویہؓ کی یہ تاریخی صلح دراصل حضور خاتم النّبیین ﷺ کی حسب ذیل پیش گوئی پر مبنی تھی کہ:

اِنَّ ابْنِیْ هٰذَا سَیِّدٌ وَّ لَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ یُّصْلِحَ بِهٖ بَیْنَ الْفِئَتَیْنِ الْعَظِیْمَتَیْنِ

مِنَ الْمُسْلِمِیْن (صحیح بخاری باب۴۵۶ حدیث ۹۳۳)

ترجمہ: تحقیق میرا یہ بیٹا (یعنی حضرت حسنؓ) سردار ہے۔ اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کے دو باعظمت گروہوں میں صلح کرادے گا۔

اور صلح کی بعد میں جو صورت ظہور پذیر ہوئی ہے، اس کی بنا پر حضرت امیر معاویہؓ کی دینی عظمت دوبالا ہو جاتی ہے۔ اور کوئی باشعور اور مخلص مسلمان آپ پر کیچڑ اچھالنے کی جسارت نہیں کر سکتا۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ (دفاع حضرت امیر معاویہؓ مولفہ مولانا قاضی مظہر حسینؒ)

کتاب اللہ میں جماعتِ صحابہؓ کی آپس میں دوستی کا بیان

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ هَاجَرُوْا وَ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ الَّذِیْنَ اٰوَوْا وَّ نَصَرُوْۤا اُولٰٓئِكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ (پ۱۰ سورہ انفال آیت ۷۲)

ترجمہ: بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت بھی کی اور اپنے مال اور جان سے اللہ کے رستے میں جہاد کیا اور جن لوگوں نے رہنے کی جگہ دی اور مدد کی، یہ لوگ باہم ایک دوسرے کے دوست ہوں گے۔

حاصل: کتاب اللہ میں جماعت صحابہؓ مہاجرین و انصار کی شان تو یہ

بیان کی گئی ہے کہ ایمان لا کر جو صحابہؓ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ میں آئے اور اہل مدینہ نے اُن کی نصرت اور مدد کی، یہ وہ لوگ ہیں جو ایک دوسرے کے دوست ہیں۔

اب اس کے برعکس جو تاریخی روایات کی بنا پر صحابہ کرامؓ مہاجرین اور انصار پر یہ تہمت لگاتے ہیں کہ وہ حضرت علیؓ کے دشمن تھے، سراسر کتاب اللہ کے اعلان کے خلاف ہے۔

اس لیے ہم کہتے ہیں کہ اس قسم کی تاریخی روایات صحابہؓ کرام مہاجرین اور انصار اور حضرت علیؓ المرتضیٰ کے مخالفین نے گھڑی ہیں۔ جن میں بعض کو بعض کا دشمن ظاہر کیا ہے۔ جب کہ کتاب اللہ میں صاف اعلان ہے کہ جماعت صحابہؓ مہاجرین اور انصار سب کے سب ایمان لانے والے، بعض صحابہؓ بعض کے دشمن نہیں بلکہ دوست ہیں۔ اس لیے اہل سنت کا یہی عقیدہ کتاب اللہ کے مطابق ہے کہ سب مہاجرین وانصار مومنین ایک دوسرے کے دوست تھے۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ کا فارسی ترجمہ

”ہر آئینہ آنانکہ ایمان آوردند و ہجرت کردند و جہاد نمودند بمال خود و جانِ خود در راہ خدا و آنکہ جائے دادند و نصرت کردند ایں جماعت بعض ایشاں کارسازانِ بعض اند“۔

حضرت شاہ رفیع الدین کا اردو ترجمہ

تحقیق جو لوگ ایمان لائے اور وطن چھوڑا اور جہاد کیا ساتھ مالوں اپنے کے اور جانوں اپنی کے بیچ راہ اللہ کے اور جن لوگوں نے کہ جگہ دی اور مدد کی بعضے اُن کے دوست بعض کے ہیں اور ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔

سید فرمان علی شیعہ مترجم کا ترجمہ

جن لوگوں نے ایمان قبول کیا اور ہجرت کی اور اپنے اپنے جان و مال سے خدا کی راہ میں جہاد کیا اور جن لوگوں نے (ہجرت کرنے والوں کو) جگہ دی اور (ہر طرح) ان کی خبر گیری کی، یہی لوگ ایک دوسرے کے (باہم) سرپرست و دوست ہیں۔

اس کی تفسیر میں سید فرمان علی لکھتے ہیں:

جب آپ ہجرت کر کے مدینہ آئے تو مہاجرین و انصار میں باہم ایک دوسرے کا بھائی قرار دیا اور باہم ایک دوسرے کے وارث بھی ہوئے۔۔۔۔ (ترجمہ و تفسیر فرمان علی)

کتاب اللہ میں مہاجرین وانصار کے خالص مومن ہونے کا بیان

وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ هَاجَرُوْا وَ جٰهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ الَّذِیْنَ اٰوَوْا وَّ نَصَرُوْۤا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ

کَرِیۡمٌ ۝ (پ۱۰ سورۃ انفال آیت ۷۴)

ترجمہ: اور جو لوگ مسلمان ہوئے اور انہوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کرتے رہے اور جن لوگوں نے اپنے یہاں ٹھہرایا اور اُن کی مدد کی، یہ لوگ ایمان کا پورا حق ادا کرنے والے ہیں۔ ان کے لیے بڑی مغفرت اور بڑی معزز روزی ہے۔

حاصل: اس آیت میں صاف بتا دیا گیا ہے کہ مہاجرین و انصار صحابہؓ کرام سچے مومن ہیں اور ایمان کا پورا حق ادا کرنے والے ہیں۔

اب حضرت ابو بکرؓ صدیق، حضرت عمرؓ فاروق، حضرت عثمانؓ ذوالنورین، حضرت علیؓ المرتضیٰ، حضرت عمروؓ بن العاص، حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ جو مہاجرین صحابہؓ میں سے ہیں، جن کے سچے مومن ہونے کی شہادت اللہ نے کتاب اللہ میں دے دی ہے۔ اب ربّ العالمین کی شہادت کے بعد، موٴرخین کی من گھڑت روایات جن میں ان صحابہؓ کو اور حضرت علیؓ المرتضیٰ کو مومنین سے خارج کیا ہے۔

یہ سب کی سب روایات من گھڑت ہیں اور بُغضِ صحابہؓ و اہل بیتؓ پر مبنی ہیں۔ خارجیوں نے حضرت علیؓ المرتضیٰ اور حضرت عمروؓ بن العاص اور حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کو جو کہ مہاجرین صحابہؓ میں سے ہیں، واقعہ تحکیم میں کافر بتلایا ہے اور رافضیوں نے حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ اور عثمانؓ کو مومن ماننے سے ہی انکار کر دیا ہے۔ لیکن اہل السنت و الجماعت کتاب

اللہ کی روشنی میں سب کو سچا مومن قرار دیتے ہیں۔

ترجمہ سید فرمان علی شیعہ مترجم

اور جن لوگوں نے ایمان قبول کیا اور ہجرت کی اور خدا کی راہ میں لڑے بھڑے اور جن لوگوں نے (ایسے نازک وقت میں مہاجرین کو) جگہ دی اور (ان کی) ہر طرح خبر گیری کی، یہی لوگ سچے ایمان دار ہیں۔ انہی کے واسطے مغفرت اور عزت و آبرو والی روزی ہے۔

وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَ هَاجَرُوْا وَ جٰهَدُوْا مَعَكُمْ فَاُولٰٓئِكَ مِنْكُمْ ط

ترجمہ: اور جن لوگوں نے (صلح حدیبیہ کے) بعد ایمان قبول کیا اور ہجرت کی اور تمہارے ساتھ مل کر جہاد کیا، وہ لوگ بھی تمھی میں سے ہیں۔

اس کی تفسیر میں سید فرمان علی نے یہ تسلیم کیا ہے کہ:

یہ آیت اور اس سے قبل آیت بھی مہاجرین و انصار کی تعریف میں نازل ہوئی۔

فائدہ: مہاجرین میں حضرت ابو بکرؓ صدیق، حضرت عمرؓ فاروق، حضرت عثمانؓ ذوالنورین، حضرت علیؓ المرتضیٰ، حضرت عمروؓ بن العاص،

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ وغیرہ اصحابِ رسول ﷺ شامل ہیں۔

صلح حدیبیہ کے بعد ایمان لانے والوں اور ہجرت کرنے والوں کو بھی کتاب اللہ میں ان (اوّلین) کے ساتھ شامل کیا گیا ہے۔ اب خواہ مخواہ خود ساختہ تاویلیں کر کے ان کو غیر مومن باور کرانا عقل و نقل کے خلاف ہے اور اپنا ایمان ضائع کرنے کے علاوہ کچھ حاصل نہ ہو گا۔

قرآن وسنت کے موافق روایت کو قبول کرو (امام محمد باقرؒ کا ارشاد)

امام محمد باقرؒ، نبی کریم ﷺ کا حجۃ الوداع والا خطبہ نقل فرماتے ہوئے حضور علیہ السلام کا ارشاد ذکر کرتے ہیں:

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

فَإِذَا أَتَاكُمُ الْحَدِيْث فَاعْرِضُوْهُ عَلٰى كِتَابِ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ سُنَّتِيْ فَمَا وَافَقَ كِتَابَ اللهِ وَ سُنَّتِيْ فَخُذُوْا بِهٖ وَ مَا خَالَفَ كِتَابِ اللهِ وَ سُنَّتِيْ فَلَا تَأْخُذُوْا بِهٖ

(احتجاج طبرسی ص ۲۲۹ احتجاج ابی جعفر محمد بن علی الثانی علیہما السلام فی انواع شتّٰی)

حاصل: یہ ہے کہ امام محمد باقرؒ فرماتے ہیں کہ:

نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تمہارے پاس کوئی حدیث (بات) پہنچے تو اس کو کتاب اللہ اور میری سنت پر پیش کرو۔ جو کتاب اللہ اور میری سنت کے موافق ہو، اس کو قبول کرو اور جو کتاب اللہ اور میری سنت کے برخلاف ہو، اس کو مت تسلیم کرو۔

امام جعفرؒ صادق کا ارشاد

مغیرہ بن سعید بڑا مکار آدمی تھا۔ وہ امام باقرؒ کے نام سے بے شمار جعلی روایات چلایا کرتا تھا۔ امام جعفرؒ صادق، مغیرہ بن سعید کی اس تدلیس اور جعل سازی کا ذکر کرتے ہوئے لوگوں کو نصیحت کرتے ہیں:

فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَ لَا تَقْبَلُوْا عَلَیْنَا مَا خَالَفَ قَوْلَ رَبِّنَا تَعَالٰی وَ سُنَّۃِ نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّم

(رجال کشی تذکرہ مغیرہ بن سعید ص ۱۹۵ طبع جدید تہران)

حاصل: یعنی امام جعفرؒ صادق فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ سے خوف کرو۔ جو چیز کتاب اللہ اور سنّتِ نبی محمد ﷺ کے برخلاف ہو، اس کو ہماری طرف منسوب کر کے مت قبول کرو۔"

مہاجرین اور انصار اور ان کی اتباع کرنے سے اللہ راضی ہے

وَ السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِیْنَ وَ الْاَنْصَارِ وَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ وَ اَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝ (پ ۱۱ ع ۲ سورۃ التوبہ آیت ۱۰۰)

ترجمہ: اور مہاجرین اور انصار سابق اور مقدم ہیں اور جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں، اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اس سے راضی ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کے لیے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں، جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، جن میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہ بڑی کامیابی ہے۔

حاصل: ربّ العالمین نے کتاب اللہ میں صاف صاف اپنا فیصلہ سنا دیا ہے کہ جو صحابہؓ پہلے پہلے ہجرت کرنے والے ہیں اور جن صحابہؓ نے مہاجرین کی نصرت کی اور پھر جن لوگوں نے ان کی پیروی کی، اللہ اُن سب سے راضی ہوا اور وہ سب کے سب اللہ سے راضی ہوئے۔ ان سب کو جنت کی بشارت سُنا دی۔

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

اب یہ کون لوگ ہیں؟ ہجرت کرنے والوں میں حضرت ابو بکرؓ صدیق، حضرت عمرؓ فاروق، حضرت عثمانؓ ذوالنورین اور حضرت علیؓ المرتضیٰ شامل ہیں۔ یہ سب اور اُن کے پیرو اللہ سے راضی اور اللہ اُن سب سے راضی ہے اور ان کے لیے جنتیں تیار ہیں اور یہی بڑی کامیابی ہے۔

الحمد للہ! اہل السنت والجماعت کا کتاب اللہ کی روشنی میں یہی عقیدہ اور نظریہ ہے۔

سید فرمان علی شیعہ مترجم کا ترجمہ

اور مہاجرین و انصار میں سے (ایمان کی طرف) سبقت کرنے والے اور وہ لوگ جنہوں نے نیک نیتی سے (قبول ایمان میں) ان کا ساتھ دیا، خدا اُن سے راضی اور وہ خدا سے خوش اور ان کے واسطے خدا نے وہ (ہرے بھرے) باغ جن کے نیچے نہریں جاری ہیں، تیار کر رکھے ہیں۔ وہ ہمیشہ ابد الاباد تک ان میں رہیں گے۔ یہی تو بڑی کامیابی ہے۔

تفسیر سید فرمان علی: جب حضرت رسول ﷺ کو کفار مکہ نے بہت ستایا تو آپؐ اپنا اصلی وطن چھوڑ، مدینہ میں جا بسے۔ اسی کا نام ہجرت ہے۔ اور اسی سے ہجری سنہ کی ابتدا ہوتی ہے اور جو پردیسی مسلمان گھر بار چھوڑ کر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جا بسے، مہاجر کہلائے اور ان پردیسیوں کی مدینہ کے جن تازہ مسلمانوں نے خبر لی، وہ انصار کہلائے۔ ان آیات میں دونوں قسم کے لوگوں کی مدح ہے۔

فائدہ: کتاب اللہ نے صاف صاف مہاجرین اور انصار کی تعریف کی ہے۔ اب اگر کوئی کتاب اللہ پر ایمان رکھتا ہے تو مہاجرین و انصار کی قیامت تک تعریف اور مدح ہی بیان کرے گا۔ اور جن لوگوں نے مہاجرین انصار کے مخالفین کی من گھڑت روایات کو دیکھا اور کتاب اللہ

کو نہ دیکھا، وہ خود بھی گمراہ ہو گئے اور ان کی من گھڑت روایات کو جن لوگوں نے سچا مانا، وہ بھی گمراہ ہو گئے۔

الحمد للہ! کہ اہل السنت و الجماعت نے کتاب اللہ پر ایمان رکھتے ہوئے سب مہاجرین و انصار صحابہؓ کو مومن اور جنتی مانا۔ جن میں حضرت ابو بکرؓ صدیق، حضرت عمرؓ فاروق، حضرت عثمانؓ ذوالنورین اور حضرت علیؓ المرتضیٰ جو کہ مہاجرین صحابہؓ میں سے ہیں، شامل ہیں۔ اور چاروں برحق خلفاء اور جنتی ہیں۔

☆☆☆☆

خلافتِ حسن بن علی رضی اللہ عنہما

حضرت حسنؓ کی ولادت: شب سہ شنبہ (منگل) ۱۵ رمضان ۳ھ مطابق یکم مارچ ۶۲۵ء (اکمال اسماء لرجال مشکوٰۃ ج ۳ ص ۳۳۶ و جلاء العیون ج اوّل ص ۳۷۰)

حضرت حسنؓ کی وفات: حضرت حسنؓ کی وفات اس وقت ہوئی جب آپ کی عمر ۴۵ سال تھی۔ (مروج الذہب ج دوم حصہ دوم ۳۶۲)

حضرت حسن بن علیؓ نے ماہ ربیع الاول ۴۹ھ میں وفات پائی۔

(تاریخ یعقوبی ج دوم ص ۳۷۱)

حضرت حسنؓ کی خلافت

کوفے میں حضرت علیؓ کی وفات کے دو روز بعد ماہ رمضان ۴۰ ہجری میں ان کے فرزند اکبر حضرت حسنؓ کی بیعت کی گئی۔

(مروج الذہب مسعودی حصہ دوم ص ۳۶۳)

شیعہ مؤرخ مسعودی لکھتے ہیں:

خلافت جناب حسنؓ اور صلح حسنؓ و معاویہؓ کے سلسلے میں جو مصدقہ روایات میری نظر سے گزری ہیں، ان سے دورِ خلافتِ راشدہؓ کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کے ارشادِ گرامی کی بھی تصدیق ہوتی ہے۔ آپؐ نے فرمایا تھا: "میرے بعد خلافت ۳۰ سال رہے گی۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مندرجہ بالا ارشاد گرامی کی روشنی میں حساب لگایا جائے تو خلافت ابو بکرؓ کے آغاز خلافت سے لے کر جناب حسنؓ کے اختتام خلافت تک تیس سال بنتے ہیں۔ جس کی تفصیل درجِ ذیل ہے:

(۱)	خلافت ابو بکرؓ	دو سال	تین مہینے	دس دن
(۲)	خلافت عمرؓ	دس سال	چھ مہینے	آٹھ دِن
(۳)	خلافت عثمانؓ	گیارہ سال	گیارہ مہینے	اٹھارہ دِن
(۴)	خلافت علیؓ	چار سال	نو مہینے	تین دِن
(۵)	خلافت حسنؓ		پانچ مہینے	اکیس دِن
	کل میزان:	تیس سال		

(مروج الذہب تاریخ مسعودی حصہ دوم ص ۳۶۵)

حضرت امام حسنؓ کی فضیلت

(۱) حَدَّثَنَا صَدَقَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ عُیَیْنَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُوْسٰی عَنِ الْحَسَنِ سَمِعَ اَبَابَکْرَةَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی الْمِنْبَرِ وَ الْحَسَنُ اِلٰی جَنْبِہٖ یَنْظُرُ اِلَی النَّاسِ مَرَّةً وَّاِلَیْہِ مَرَّةً وَ یَقُوْلُ النَّبِیُّ هٰذَا سَیِّدٌ وَّ لَعَلَّ اللّٰہَ اَنْ یُّصْلِحَ بِہٖ بَیْنَ فِئَتَیْنِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ (بخاری شریف کتاب الانبیاء۔ باب ۴۵۶ حدیث ۹۳۳)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں منبر پر دیکھا کہ حضرت حسنؓ آپ کے پہلو میں تھے کبھی آپ لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے تھے اور کبھی

حضرت حسنؓ کی جانب۔ اور فرماتے جاتے تھے میرا یہ بیٹا سید (سردار) ہے اور شاید اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کی دو جماعتوں میں صلح کرادے۔ (بخاری شریف جلد دوم)

حضرت حسنؓ و حسینؓ کی شان

(۲) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے:

اَلْحَسَنُ مِنِّیْ وَ الْحُسَیْنُ مِنْ عَلِیّ

ترجمہ: حسنؓ مجھ سے (مشابہ) ہے اور حسینؓ علیؓ سے (مشابہ) ہے۔[1]

حضرت حسنؓ و حسینؓ کی شان

(۳) عَنْ اِبْنِ عُمَر، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ اَلْحَسَنُ وَ الْحُسَیْنُ سَیِّدَا شَبَابِ اَھْلِ الْجَنَّۃ اَبُوْھُمَا خَیْرٌ مِنْھُمَا

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسنؓ اور حسینؓ سردار ہیں جنت کے جوانوں کے اور باپ ان دونوں کا ان دونوں سے بہتر ہے۔[2]

---

[1] حسن جامع الصغیر السیوطی، البانی جلد اول حدیث ۳۱۷۹ (۲) مسند احمد بن حنبل (۳) ابن عساکر: عن المقوام (۴) الصحیحہ البانی حدیث ۸۱۱۱

[2] سنن ابن ماجہ حدیث ۱۱۸ (صحیح) جامعہ الصغیر السیوطی۔ البانی جلد اول حدیث ۳۱۸۲ (۲) ابن

حضرت حسنؓ و حضرت حسینؓ کی شان

(۴) وَ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ طَرَقْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِيْ بَعْضِ الْحَاجَةِ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ هُوَ مُشْتَمِلٌ عَلٰى شَيْءٍ لَا اَدْرِيْ مَا هُوَ فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنْ حَاجَتِيْ قُلْتُ مَا هٰذَا الَّذِيْ اَنْتَ مُشْتَمِلٌ عَلَيْهِ فَكَشَفَهُ فَاِذَا الْحَسَنُ وَ الْحُسَيْنُ عَلٰى وَرِكَيْهِ فَقَالَ: هٰذَانِ ابْنَايَ وَ ابْنَا بِنْتِيْ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُحِبُّهُمَا، فَاَحِبَّهُمَا، وَ اَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهُمَا[1]

ترجمہ: حضرت اسامہؓ بن زید کہتے ہیں کہ میں ایک ضرورت سے رات کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ نبی ﷺ گھر کے اندر سے اس حال میں آئے کہ آپ ایک چیز کے اندر لپٹے ہوئے تھے۔ جس سے میں ناواقف تھا کہ وہ چیز کیا ہے؟ جب آپ سے میں اپنی ضرورت کو عرض کر چکا اور اپنی حاجت سے فارغ ہو گیا تو میں نے پوچھا: حضور ﷺ! یہ کیا چیز لپٹے ہوئے ہیں؟ آپ ﷺ نے اس چیز کو کھولا تو وہ حسنؓ اور حسینؓ تھے، جو آپ ﷺ کے دونوں کولہوں پر بغلوں میں تھے۔ اور آپ ان پر چادر

ماجہ حدیث ۱۱۸ (۳) مستدرک حاکم عن ابن عمر (۴) طبرانی۔ عن قرۃ و عن مالک بن الحوارث
(۵) مستدرک حاکم۔ عن ابن مسعود

[1] رواہ الترمذی، مشکوۃ شریف حدیث ۵۹۰۳

ڈالے تھے اور پھر آپ ﷺ نے فرمایا: یہ دونوں میرے اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں۔ اے اللہ! میں ان سے محبت رکھتا ہوں، تو بھی ان سے محبت کر۔ اور جو شخص ان سے محبت کرے، تو اس سے محبت کر۔[1]

فضائل امام حسنؓ و حسینؓ

(۵) حُسَیْنٌ مِنِّیْ وَ اَنَا مِنْ حُسَیْنٍ اَحَبَّ اللّٰہُ مَنْ اَحَبَّ حُسَیْنًا، حُسَیْنٌ سِبْطٌ مِنَ الْاَسْبَاطِ (صحیح)

ترجمہ: حسینؓ مجھ سے ہے اور میں حسینؓ سے اللہ دوست رکھے اس کو جس نے حسینؓ کو دوست رکھا۔ حسینؓ میری اولاد بنات میں سے ایک ہے۔[2]

عبدالوحید الحنفی خادم اہلسنت حافظ

حضرت حسنؓ و حسینؓ اور حضرت فاطمہؓ کی شان

(٦) اَتَانِیْ مَلَکٌ فَسَلَّمَ عَلَیَّ، نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ لَمْ یَنْزِلْ قَبْلَهَا فَبَشَّرَنِیْ أَنَّ الْحَسَنَ وَ الْحُسَیْنَ سَیِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَ أَنَ

---

[1] حسن جامع الصغیر البانی، جلد دوم حدیث ۷۰۰۳ (۲) ترمذی۔ صحیح ابن حبان عن اسامہ بن زید (۳) المشکوۃ جلد سوم (حدیث ۵۹۰۳

[2] حوالہ: الاحادیث الصحیحہ البانی جلد نمبر ۳ حدیث ۱۲۲۷ بہ حوالہ۔ اخرجہ البخاری فی التاریخ (۴/۲/۴۱۵) (۲) والترمذی (۳۷۷۷) (۳) ابن ماجہ حدیث ۱۲۲ (۴) ابن حبان (۲۲۴۰) (۵) مستدرک حاکم (۳/۱۷۷) (٦) مسند احمد بن حنبل (۴/۱۸۲) وقال الحاکم صحیح الاسناد

فَاطِمَةَ سَیِّدَةُ نِسَآءِ اَهْلِ الْجَنَّة

ترجمہ: آیا میرے پاس فرشتہ۔ پھر سلام کیا مجھ پر۔ اُترا آسمان سے۔ نہیں اترا پہلے اس سے۔ پھر خوش خبری سنائی مجھ کو کہ بے شک حسنؓ و حسینؓ نوجوانان اہل جنت کے سردار ہوں گے اور یہ کہ حضرت فاطمہؓ اہل جنت عورتوں کی سردار ہیں۔[1]

حضرت امام حسنؓ کی فضیلت

(۷) اِنَّ ابْنِیْ هٰذَا سَیِّدٌ وَ لَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ یُّصْلِحَ بِهٖ بَیْنَ فِئَتَیْنِ عَظِیْمَتَیْنِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۔ (حدیث صحیح)

ترجمہ: میرا یہ بیٹا سردار ہے اور شاید اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں کے درمیان صلع کرادے گا۔[2]

حضرت حسنؓ و حسینؓ اور حضرت فاطمہؓ کی شان

(۸) اَمَا رَأَیْتَ الْعَارِضَ الَّذِیْ عُرِضَ لِیْ قَبْلُ؟ هُوَ مَلِکٌ مِنَ الْمَلَائِکَةِ لَمْ یَهْبِطْ اِلَی الْاَرْضِ قَطٌّ قَبْلَ هٰذِهِ اللَّیْلَةِ، اِسْتَاذَنَ رَبَّهٗ عَزَّ وَ جَلَّ اَنْ یُّسَلِّمَ عَلَیَّ، وَ یُبَشِّرُنِیْ اَنَّ الْحَسَنَ وَ الْحُسَیْنَ

---

[1] صحیح الجامع الصغیر البانی حدیث ۷۹، احادیث الصحیحہ البانی ۷۹۶، مسند احمد بن حنبل، ترمذی، نسائی، صحیح ابن حبان، عن حذیفہ

[2] حوالہ: (مسند احمد بن حنبل۔ بخاری شریف۔ عن ابی بکرہ۔ اروض ۹۲۳ الارواء ۱۵۹۷ صحیح جامع الصغیر البانی جلد اول حدیث ۱۵۲۸

سَیِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَ اَنَّ فَاطِمَةَ سَیِّدَةُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ۔

(ترمذی حدیث ۱۶۷۱ حدیث صحیح)

وہ ایک فرشتہ ہے، فرشتوں سے جو اس رات سے پہلے کبھی زمین پر نہیں اُترا۔ اس فرشتے نے اپنے رب سے میرے پاس حاضر ہونے اور سلام کرنے کی اجازت چاہی تھی، چنانچہ اس کو اجازت مل گئی۔ اس فرشتہ نے مجھ کو یہ بشارت دی ہے۔ کہ حسنؓ اور حسینؓ جوانان اہل جنت کے سردار ہیں اور یہ کہ فاطمہؓ جنت کی عورتوں کی سردار ہیں۔[1]

اہل السنت کی تعریف حضرت علیؓ کی زبان مبارک سے

"احتجاج طبرسی" شیعہ مذہب کی مستند کتاب میں ہے کہ حضرت شیر خدا علی المرتضیٰؓ بصرہ میں خطبہ دے رہے تھے تو ایک شخص نے آپؓ سے دریافت کیا کہ اَهْلُ الْجَمَاعَةِ، اَهْلُ الْفِرْقَةِ، اَهْلُ الْبِدْعَةِ اور اَهْلُ السُّنَّةِ کون لوگ ہیں؟

اس کے جواب میں حضرت علی المرتضیٰؓ نے فرمایا:

اَمَّا اَهْلُ الْجَمَاعَةِ فَاَنَا وَ مَنِ اتَّبَعَنِیْ وَ اِنْ قَلُّوْا وَ ذٰلِکَ الْحَقُّ عَنْ اَمْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ عَنْ اَمْرِ رَسُوْلِهٖ وَ اَهْلُ الْفِرْقَةِ الْمُخَالِفُوْنَ لِیْ وَلِمَنِ اتَّبَعَنِیْ وَ اِنْ كَثُرُوْا اَمَّا اَهْلُ السُّنَّةِ فَالْمُتَمَسِّكُوْنَ بِمَا

---

[1] صحیح الجامع الصغیر البانی جلد اول حدیث ۱۱۳۲۸ الصحیحہ البانی ۷۹۶ مسند احمد بن حنبل۔ ترمذی۔ ج ۲ حدیث ۱۶۷۱ باب ۵۹۹۔ نسائی۔ صحیح ابن حبان عن حذیفہ

سَنَّهُ اللّٰهِ وَ رَسُوْلُهٗ وَاِنْ قَلُّوْا۔ وَاَمَّا اَهْلُ الْبِدْعَةِ فَالْمُخَالِفُوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ وَ لِكِتَابِهٖ وَلِرَسُوْلِهِ الْعَامِلُوْنَ بِرَاْيِهِمْ وَ اَهْوَاءِهِمْ وَاِنْ كَثُرُوْا (احتجاج طبرسی جلد اول ص ۲۴۶)

ترجمہ: اہل الجماعت میں ہوں یعنی وہ لوگ جو میری اتباع کریں اگرچہ وہ تھوڑے ہوں اور یہ حق ہے اللہ تعالیٰ کے امر سے اور اس کے رسول ﷺ کے امر سے اور الفرقہ وہ ہیں جو میرے مخالف ہیں۔ اور اہل السنت وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے طریقے (حکم) اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کو مضبوطی سے پکڑنے والے ہیں اگرچہ وہ کہیں تھوڑے ہوں۔ اور اہل بدعت وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کے مخالف ہیں، جو اپنی آراء اور خواہشات پر عمل کرنے والے ہیں اگرچہ وہ کہیں زیادہ ہوں۔ (احتجاج طبرسی جلد اول ص ۲۴۶)

امام حسنؓ و حسینؓ اہل السنت کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میدان کربلا میں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا تھا:

اَوَلَمْ يُبَلِّغُكُمْ قَوْلٌ مُسْتَفِيْضٌ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ لِيْ وَ لِاَخِيْ اَنْتُمَا سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَقُرَّةُ عَيْنِ اَهْلِ السُّنَّةِ فَاِنْ صَدَّقْتُمُوْنِيْ بِمَا اَقُوْلُ وَ هُوَ الْحَقُّ وَاللّٰهِ مَا

تَعَمَّدْتُ كِذْبًا[1]

ترجمہ: کیا تم کو یہ خبر نہیں پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اور میرے بھائی (حضرت حسنؓ) کے حق میں یہ فرمایا تھا کہ تم دونوں نوجوانانِ جنت کے سردار ہو۔ اور تم دونوں اہل سنت کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہو؟ پس جو میں نے تم سے کہا ہے اس کی تصدیق کرو اور یہی سچ ہے۔ بخدا میں نے جھوٹ نہیں بولا۔

حضرت حسنؓ و معاویہؓ کی صلح کی خبر

مسعودی لکھتے ہیں:

روایت یہ ہے کہ جب حضرت حسنؓ کی طرف سے صلح نامے کی منظوری کی خبر معاویہؓ کو پہنچی تو انہوں نے خوشی سے نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ ان کو دیکھ کر اہل خضراء نے بھی وہی نعرہ لگایا تو اس وقت مسجد میں موجود نمازیوں نے بھی نعرے لگانے شروع کر دیئے۔ ان نعروں کی آواز سُن کر فاختہ بنت قرظہ حیران ہوتی ہوئی گھر سے نکلی اور حضرت معاویہؓ سے کہا:

یا امیر المؤمنین! اللہ آپ کو خوش رکھے، ایسی کیا خبر آئی ہے جس سے آپ اس قدر مسرت کا اظہار فرما رہے ہیں؟ فاختہ کے سوال کا جواب حضرت معاویہؓ نے یہ دیا: حضرت حسنؓ نے ہم سے صلح کر

---

[1] تاریخ ابن خلدون جلد دوم ص ۵۳۳ و تاریخ کامل ابن اثیر جلد چہارم ص ۲۶ طبع بیروت

لی ہے اور ہماری اطاعت پر راضی ہو گئے ہیں۔ یہ بہت بڑی خوش خبری ہے۔

یہ سُن کر فاختہ بنت قرظہ نے رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث پڑھی:

”میرا یہ بیٹا جو اہل جنت کا سردار ہے، اللہ کے حکم سے دو حریفوں میں صلح کرائے گا۔“

پھر بولی: الحمدللہ کہ اللہ تعالیٰ نے دو حریفوں میں سے ایک حریف کے ذریعے دو مخالف گروہوں میں صلح کرادی ہے۔

(مروج الذہب مسعودی حصہ دوم ص ۳۶۷)

(۲) ایک روایت یہ بھی ہے کہ جب جناب حضرت حسنؓ نے حضرت معاویہؓ سے صلح کی تو حضرت معاویہؓ خود بھی کوفہ میں موجود تھے۔ حضرت عمروؓ بن عاص نے ان سے کہا: آپ حضرت حسنؓ سے فرمائیں کہ وہ لوگوں کو خطبہ دیں اور وہ آپ سے پہلے لوگوں کو مخاطب کر کے صلح کی وضاحت کریں اور انہیں بتائیں کہ انہوں نے (یعنی حضرت حسنؓ نے) آپ کی بیعت کر کے آپ کی اطاعت پر آمادگی کا اظہار کر دیا ہے۔ حضرت معاویہؓ یہ سُن کر لوگوں سے مخاطب ہوئے، جس کے بعد حضرت معاویہؓ نے حضرت حسنؓ سے لوگوں کو خطاب کرنے کی درخواست کی۔

جناب حسن رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ سے، جو صلح کی وجہ سے آپ سے

کشیدہ تھے، حمد و ثنا کے بعد یوں فی البدیہہ خطاب فرمایا:

”لوگو! ہم میں سے پہلے فرد نے تمہارے لیے سامان ہدایت فراہم کیا اور آخری شخص نے تمہارے لیے خون کا تحفظ کیا۔ حکومت عارضی ہوتی ہے اور دُنیا آنی جانی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے ارشاد فرمایا:

فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَقُلۡ اٰذَنۡتُكُمۡ عَلٰى سَوَآءٍ ؕ وَاِنۡ اَدۡرِىۡۤ اَقَرِيۡبٌ اَمۡ بَعِيۡدٌ
مَّا تُوۡعَدُوۡنَ ۝ اِنَّهٗ يَعۡلَمُ الۡجَـهۡرَ مِنَ الۡقَوۡلِ وَيَعۡلَمُ مَا تَكۡتُمُوۡنَ
۝ وَاِنۡ اَدۡرِىۡ لَعَلَّهٗ فِتۡنَةٌ لَّكُمۡ وَمَتَاعٌ اِلٰى حِيۡنٍ ۝

(پ۱۷ سورۃ الانبیاء آیت ۱۰۹ تا ۱۱۱)

خادم اہلسنّت حافظ عبدالمجید الحنفی

ترجمہ: پھر اگر وہ لوگ سرتابی کریں تو آپ فرما دیجیے کہ میں تو صاف اطلاع کر چکا ہوں اور میں یہ جانتا نہیں کہ جس کا تم سے وعدہ ہوا ہے، آیا وہ قریب ہے یا دور دراز ہے۔ اللہ تعالیٰ کو پکار کر کہی ہوئی بات کی بھی خبر ہے اور جو تم دِل میں رکھتے ہو، اس کی بھی خبر ہے۔ اور میں نہیں جانتا کہ شاید وہ تمہارے لیے امتحان ہو اور ایک وقت تک فائدہ پہنچانا ہو۔

قرآن کی یہ آیت تلاوت کر کے آپ نے اہل کوفہ سے فرمایا:

”اے اہل کوفہ! میں نے معاویہؓ کی بیعت کر لی ہے۔ اب تم انہیں کی بات سنو اور انہیں کی اطاعت کرو۔“

جب اہل کوفہ کو جناب حسنؓ کی طرف سے حضرت معاویہؓ کے ساتھ صلح کا یقین ہو گیا تو کچھ لوگوں نے آپ کے خیمے میں شگاف کیا۔ اس میں سے گزر کر آپ کے بستر تک پہنچے اور ان میں سے ایک شخص نے آپ کے شکم میں خنجر گھونپ دیا۔ (مروج الذہب حصہ دوم مولفہ ابوالحسن المسعودی ص ۳۶۸)

شیعہ مؤرخ یعقوبی لکھتے ہیں:

> آپ نے صلح قبول کر لی۔ پس فوج مضطرب ہو گئی اور لوگوں نے ان کے صدق میں شک نہ کیا۔ پس انہوں نے حضرت حسنؓ پر حملہ کر دیا اور ان کے خیموں کو سامان سمیت لوٹ لیا۔ اور حضرت حسنؓ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر مظلم ساباط میں چلے گئے۔ اور جراح بن سنان اسدی نے کمین لگائی اور کدال سے آپ کی ران میں زخم کر دیا۔ آپ نے جراح بن سنان کو پکڑ لیا۔ پھر اُسے مروڑا اور اس کی گردن توڑ دی۔ اور حضرت حسنؓ کو مدائن کی طرف لایا گیا۔ اور آپ کا بہت خون بہہ گیا اور آپ کی بیماری شدت اختیار کر گئی اور لوگوں نے آپ کو چھوڑ دیا۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید حنفی

حضرت امیر معاویہؓ عراق آئے اور امر خلافت پر غالب آ گئے اور حضرت حسنؓ شدید بیمار تھے۔ آپ نے حضرت معاویہؓ سے صلح کر لی۔

اور حضرت حسنؓ نے منبر پر چڑھ کر اللہ کی حمد و ثنا کی اور فرمایا:

"اے لوگو! بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے پہلے آدمی کے ذریعے

تمہیں ہدایت دی ہے اور ہمارے آخری آدمی کے ذریعے تمہارے خون کو گرنے سے بچایا ہے اور میں نے حضرت معاویہؓ سے صلح کر لی ہے۔" (تاریخ الیعقوبی ج ۲ ص ۳۵۵ مولفہ احمد بن یعقوب)

حاصل یہ ہوا کہ حضرت امام حسنؓ نے حضور ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق حضرت امیر معاویہؓ سے صلح کر کے اُن کی بیعت کر لی۔ اہل السنت والجماعت نے بھی آپ کی اتباع میں حضرت امیر معاویہؓ کی بیعت کر لی۔ لیکن بلوائی، سبائی اُن سے الگ ہو گئے اور صلح کے مخالف ہو گئے۔

کوفہ میں حضرت امیر معاویہؓ کا داخلہ

کوفہ میں حضرت امیر معاویہؓ کا داخلہ ۲۵ ربیع الاول یا جمادی الاول ۴۱ھ کو ہوا۔ (تاریخ طبری ج ۴ حصہ اول ص ۲۷)

قریش کے پانچ مدبرین

اس فتنہ آشوب زمانہ میں پانچ شخص بڑے مدبر مشہور تھے۔ لوگ کہا کرتے تھے کہ عرب کے بڑے مدبر (۱) حضرت معاویہؓ بن ابو سفیان (۲) حضرت عمرو بن عاصؓ (۳) حضرت مغیرہ بن شعبہؓ (۴) حضرت قیس بن سعدؓ (۵) حضرت عبداللہؓ بن بدیل خزاعی ہیں۔ ان مدبرین میں سے حضرت قیسؓ بن سعد اور حضرت عبداللہؓ بن بدیل حضرت علیؓ

المرتضیٰ کے لشکر میں تھے اور حضرت مغیرہ بن شعبہؓ اور حضرت عمروؓ بن عاص حضرت امیر معاویہؓ کے لشکر میں تھے۔ (تاریخ طبری ج ۴ حصہ اول ص ۲۷)

قیس بن سعد کی حضرت امیر معاویہؓ سے مصالحت

۴۰ھ میں حضرت حسنؓ بن علیؓ سے خلافت کی جب بیعت ہوئی۔ سب سے پہلے حضرت قیسؓ بن سعد نے یہ کہہ کر بیعت کی کہ اپنا ہاتھ بڑھائیں میں آپ سے اللہ عزوجل کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت اور مخالفین سے جنگ کرنے پر بیعت کرتا ہوں۔

حضرت حسنؓ نے کہا کہ "کتاب اور نبی کی سنت" پر کہ یہی سب شرطوں پر شامل ہے۔ قیسؓ بن سعد نے بیعت کرلی اور کچھ نہ کہا پھر اور لوگوں نے بیعت کی۔ (تاریخ طبری ج ۴ حصہ اول ص ۲۳)

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

(۲) حضرت علی المرتضیٰؓ کے لشکر عراق پر جو آذر بائیجان اور اصفیان سے تعلق رکھتا تھا اور اس خاص لشکر پر جو اہل عرب نے ترتیب دیا تھا اور چالیس ہزار افراد جس میں شامل تھے۔ جنہوں نے حضرت علی المرتضیٰؓ سے موت پر بیعت کی تھی۔

حضرت علی المرتضیٰؓ نے اس لشکر پر امیر حضرت قیسؓ بن سعد کو مقرر کیا ہوا تھا۔

جب اہل عراق نے حضرت حسنؓ بن علیؓ کو خلیفہ مقرر کیا اور

حضرت حسن بن علیؓ جنگ کرنا مناسب نہ سمجھتے تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ جو کچھ ممکن ہو سکے حضرت معاویہؓ سے منوا کر ان کی جماعت میں شامل ہو جائیں۔ اُن کے خیال میں یہ تھا کہ شاید حضرت قیسؓ بن سعد ان کی رائے سے اتفاق نہ کریں گے۔ اس لیے ان کو معزول کر کے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو امیر لشکر مقرر کر دیا۔ حضرت ابن عباسؓ کو جب معلوم ہوا کہ حضرت حسن بن علیؓ مصالحت چاہتے ہیں۔ تو انہوں نے خط لکھ کر حضرت امیر معاویہؓ سے امان طلب کر لی حضرت امیر معاویہؓ نے ان کی شرائط کو منظور کر لیا۔

(۳) حضرت امام حسن بن علیؓ کی حضرت امیر معاویہؓ سے مصالحت ہو گئی اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے بھی امان طلب کر کے اپنی شرائط حضرت امیر معاویہؓ کو لکھیں تو حضرت امیر معاویہؓ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی شرائط کو بھی منظور کر لیا۔ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے حضرت امیر معاویہؓ سے بیعت کر لی۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید حنفی

اس خاص لشکر کے لوگوں نے حضرت قیسؓ بن سعد کو اپنا امیر بنا لیا اس لشکر میں اس وقت بارہ ہزار افراد تھے۔

حضرت امیر معاویہؓ نے حضرت قیسؓ بن سعد کے پاس ایلچی روانہ کیا اور لکھا کہ حضرت حسن بن علیؓ نے مجھ سے مصالحت کر کے بیعت کر لی ہے حضرت امیر معاویہؓ نے ان کی طرف ایک کاغذ پر مہر کر کے بھیجا اور

کہا کہ جو کچھ تمہارا دل چاہے اس کاغذ پر لکھ لو۔ مجھے سب منظور ہے۔

حضرت قیسؓ نے اپنے لیے اور اپنے لشکر کے لیے جو حضرت علی المرتضیٰؓ کے ساتھ تھے سب کے لیے، جو کچھ ان کے ہاتھوں سے قتل کا وقوع ہوا یا جو مال ان کے ہاتھ لگا، ان میں امان طلب کی اور اس عہد نامہ میں حضرت امیر معاویہؓ سے مال کی مطلق خواہش نہ کی اور حضرت امیر معاویہؓ نے جو کچھ اُن کی خواہش تھی سب کو منظور کر لیا۔ اور حضرت قیسؓ بن سعد کے لشکر کے سب افراد حضرت امیر معاویہؓ کے حلقہ اطاعت میں شامل ہو گئے۔ (تاریخ طبری ج ۴ حصہ اول ص ۲۷)

حضرت امام حسنؓ کی کوفہ سے مدینہ روانگی

خادم اہلسنت عبدالوحید

صلح کے بعد مقام مسکن سے حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ اور عبداللہ بن جعفر اپنے حشم و خدام و ساز و سامان کے ساتھ کوفہ کی طرف روانہ ہوئے۔ جب حضرت حسنؓ وہاں پہنچے اور اب زخم بھی ان کا اچھا ہو گیا تھا اور آپ نے فرمایا:

> اہل کوفہ اپنے ہمسایہ، اپنے مہمان، اپنے نبیؐ کے اہل بیت کے بارے میں، جن سے اللہ نے نجاست کو دور کر دیا اور طیب و طاہر کیا، خوف خدا کرنا چاہیے۔

یہ سن کر لوگوں کے آنسو جاری ہو گئے۔ اس کے بعد مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ (تاریخ طبری ج ۴۔ حصہ اول ص ۲۸)

مدینہ میں حضرت حسنؓ کا قیام

حضرت امام حسنؓ تاحیات مدینہ ہی مقیم رہے۔ حتیٰ کہ ۴۹ھ میں اور بروایت ابو الفرج اصفہانی ۵۱ھ میں انتقال فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

اور یہ جو بیان کیا جاتا ہے کہ آپ کی بیوی جعدہ بن الاشعث بن قیس نے بہ سازش حضرت امیر معاویہؓ زہر دے دیا، یہ شیعوں کی روایت ہے۔ جس کی کوئی اصلیت کہیں بھی نہیں پائی جاتی ہے۔ امیر معاویہؓ ان افتراؤں سے بالکل بری ہیں۔

(تاریخ ابن خلدون ج اول حصہ اول ص ۴۴۲)

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ اَوَّلاً وَّاٰخِراً وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّہٖ دَائِمًا وَسَرْمَدًا

خادم اہلسنّت

حافظ عبدالوحید الحنفی

ساکن اوڈھروال (تحصیل و ضلع چکوال)

7 ذی قعدہ 1433ھ 24 ستمبر 2012ء بروز پیر

☆☆☆☆

اسلامی لٹریچر اور کتب کی بہترین کمپوزنگ
اور پرنٹنگ کے لئے، نیز ہر قسم کے اشتہارات
اور ایڈورٹائزنگ کے لئے رجوع کریں
النور مینجمنٹ
ڈب مارکیٹ پنوال روڈ چکوال
0334-8706701
zedemm@yahoo.com